TAFSIR IBN KASIR
377814
5253
215-U
26

تفسیر ابن کثیر اردو

جس پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ اس کے بعد کی تمام تفاسیر قرآن اس سے ماخوذ ہیں:

مصنفہ

علامہ ابن کثیر دمشقی علیہ الرحمۃ

ترجمہ قرآن پاک

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح

حواشی و اضافات

مولانا محمد انظر شاہ کشمیری مدرس دارالعلوم دیوبند

ابن حضرت مولانا علامہ سید محمد انور شاہ صاحب کشمیری رح سابق محدث دارالعلوم دیوبند

پارہ نمبر ۱۹

وقال الذین

جز نمبر ۲

ناشر

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

تفسیر ابن کثیر (اردو)

کے

جملہ حواشی، اضافات، ترمیم اور عنواناتِ جدیدہ کے جملہ حقوق بحق مشہود اقبال
مالک مکتبہ فیض القرآن دیوبند محفوظ ہیں۔ لہذا کوئی
صاحب اس کی نقل چھاپنے کی کوشش نہ فرمائیں
ورنہ نقصان اٹھائیں گے ؛

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

آپ کی
علمی، عصری اور اسلامی ضرورتوں کو پورا کرنے والا، اور صحیح قرآنِ کریم و پارہائے
قرآن مجید، مستند و مفید تفاسیر اور اسلامی کتب کو فراہم و شائع کرنے
والا اپنی نوعیت کا واحد مرکز ہے ؛
اس کی کامیابی و کامرانی کا راز آپ کی مخلصانہ خدمات میں پوشیدہ ہے
ناظم کتب خانہ

377814

طبع سوم : ــــــــــ
مطبوعہ : ــــــــــ آزاد پریس، دیوبند
ھدیہ : ــــــــــ پانچ روپے

2 MAR1978

فہرست مضامین تفسیر ابن کثیر پارہ ۱۹

نمبر شمار	عنوان	نمبر صفحہ
۱	جذبہ انکار لیکن بہانہ سازیوں کے ساتھ	۵
۲	بعد از وقت حسرت و ناکامی کا احساس	۸
۳	نبی علیہ السلام کی ایک شکایت	۱۰
۴	ایک مہمل اعتراض	۱۰
۵	کچھ اور سرکش قومیں	۱۲
۶	سرور کائنات سے کائنات کے بدترین انسانوں کا مذاق	۱۳
۷	آیات و نشانیاں	۱۴
۸	یہ نشانیاں	۱۵
۹	اور یہ بھی دیکھو	۱۶
۱۰	کفار کی سفاہت	۱۸
۱۱	نور آفتاب اور چمکتا ہوا چاند	۱۹
۱۲	اللہ کے مقدس بندے	۲۰
۱۳	کچھ اور خصوصیات	۲۲
۱۴	اور یہ بھی انھیں کی خصوصیات ہیں	۲۶
۱۵	ان مخلصین کو	۲۸
۱۶	تفسیر سورۂ شعراء	۲۸
۱۷	ایمان و اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے آپ کی کوششیں	۲۹
۱۸	موسیٰ علیہ السلام کی فرعون کو راہ راست پر لانے کی سعی بلیغ	۳۰
۱۹	فرعون کی فرعونی	۳۲
۲۰	دھمکیاں	۳۳
۲۱	حق و باطل کا مظاہرہ، باطل کی شکست اور حق کی فتح	۳۴
۲۲	فرعون کا مومنین سے پُرعتاب خطاب	۳۵
۲۳	بنی اسرائیل کی نجات	۳۶
۲۴	دنیا کا سب سے بڑا سرکش ہلاکت خیز موجوں کی نذر	۳۸
۲۵	خلیل اللہ کی تبلیغی کوششیں	۴۰
۲۶	بے یقین	۴۰
۲۷	حضرت ابراہیم کی دعا	۴۱
۲۸	بہشت بریں متقیوں کی بہترین منزل	۴۳
۲۹	قوم نوح کی نافرمانی	۴۴
۳۰	کتنی حماقت کی بات	۴۴
۳۱	حضرت نوح کو دھمکیاں	۴۵
۳۲	قوم عاد	۴۶
۳۳	قوم کی بد نصیبی، دعوت سے اعراض اور قہار کی گرفت و مؤاخذہ	۴۷
۳۴	قوم ثمود اور حضرت صالح	۴۸
۳۵	بڑی کارآمد نصیحتیں	۴۸
۳۶	وہی سفیہانہ جواب	۴۹
۳۷	قوم لوط	۵۰
۳۸	یہ سرمستیاں	۵۱
۳۹	شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم	۵۱
۴۰	کچھ نصائح	۵۲
۴۱	لیکن بدبخت قوم	۵۲
۴۲	اور یہ قرآن	۵۴
۴۳	مجرمین کے ساتھ	۵۵
۴۴	حرماں نصیب	۵۶
۴۵	آپ کو کچھ ہدایات	۵۷
۴۶	شیطان کے یار غار	۵۹
۴۷	تفسیر سورۂ نمل مکیہ	۶۲
۴۸	یہ اللہ کا کلام	۶۳
۴۹	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بزرگی	۶۳
۵۰	کائنات کا ایک عظیم الشان بادشاہ اور حقیر چیونٹی کا مکالمہ	۶۶
۵۱	ہُدہُد اور سلیمان علیہ السلام	۶۸
۵۲	ہُدہُد کا جواب	۶۹
۵۳	سلیمان علیہ السلام کا ارادہ	۷۰
۵۴	بلقیس کا مشورہ	۷۱
۵۵	یہ حربہ بے کار	۷۲
۵۶	سلیمان علیہ السلام کی ایک اور تدبیر	۷۳
۵۷	بلقیس کی حیرانی	۷۵
۵۸	قوم ثمود اور صالح علیہ السلام	۷۷
۵۹	معاند لوگوں کی جماعت ان کی شرارت اور خدائے قہار کا عبرت ناک عذاب	۷۸
۶۰	شناعت کار قوم	۷۹
۶۱	ان سرکش قوموں کی ہلاکت خدائے تعالیٰ کا ایک احسان ہے	۸۰

⁂ ⁂ ⁂ ⁂

کشف الاسرار

ترجمہ و شرح

دُرِّ مختار

(اُردو)

(ترجمہ اُردو)
مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب
مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

ادارہ فیض القرآن نے موجودہ دور کی اہم ضرورت کے پیش نظر فقہ حنفی کی نہایت مفید اور مستند ترین کتاب "دُرِّ مختار" عربی کا اُردو ترجمہ مع شرح صاف اور سلیس اُردو میں شائع کیا ہے، علمائے اُمّت کی نگرانی میں مسلم پرسنل لا (یعنی مسلمانوں کے قانون) کی معتبر ترین کتاب کی طباعت یقیناً ایک بڑی خدمت ہے، رات دن پیش آنے والے مسائل کے لئے اس کتاب کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا ضروری ہے، بہ وقتِ ضرورت متعلقہ مسئلہ کا فتویٰ معلوم کرنے کے لئے الگ الگ باب اور عنوانات کی باقاعدہ فہرست شروع میں دی گئی ہے۔ ہدیہ فی جز پانچ روپے۔

اس ضخیم کتاب کو حاصل کرنے کے لئے ایک روپیہ ارسال فرما کر ممبر بن جائیں ممبران کو ہر ماہ ایک حصہ (جز) پانچ روپے کی وی۔ پی سے اور پانچ جز ایک ساتھ منگانے پر بائیس روپے پچاس پیسے 22/50 کی وی۔ پی سے روانہ کئے جائیں گے۔ ڈاک خرچ و پیکنگ ممبران کے لئے معاف کر دیا جاتا ہے۔

دین کی اس بنیادی کتاب کے لئے

ممبر بنیئے — ممبر بنائیے — اپنے دوستوں کو رغبت دلائیے

خط و کتابت اور ترسیلِ زر اس پتے پر

مکتبہ فیض القرآن دیوبند۔ ضلع سہارنپور (یوپی)

377814

215-M
26.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الجزء التاسع عشر ۱۹

تفسیر ابن کثیر اردو کا انیسواں پارہ

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا
اور جو لوگ ہمارے سامنے پیش ہونے سے اندیشہ نہیں کرتے (بوجہ اس کے کہ اس کے منکر ہیں) وہ یوں کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں یہ لوگ اپنے
لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا ① يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى
دلوں میں اپنے کو بہت بڑا سمجھ رہے ہیں اور یہ لوگ حد (انسانیت) سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ جس روز یہ لوگ فرشتوں کو دیکھیں گے اس روز مجرموں (یعنی کافروں)
يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَيَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا ② وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ
کیلئے کوئی خوشی کی بات نہ ہوگی اور کہیں گے پناہ ہے پناہ اور اس روز ہم ان کے (یعنی کفار کے) ان (نیک) کاموں کی طرف جو کہ (وہ دنیا میں) کر چکے
عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ③ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّاَحْسَنُ مَقِيْلًا ④
تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا (بیکار) کر دینگے جیسے پریشان غبار (البتہ) اہل جنت اس روز قیامگاہ میں بھی اچھے رہیں گے اور آرامگاہ میں بھی خوب اچھے ہوں گے

جذبہ انکار رنگین بہانہ سازیوں کیساتھ

کافر لوگ انکار نبوت کا ایک بہانہ یہ بھی بتاتے تھے کہ اگر خدا کو کوئی رسول بھیجنا ہی تھا تو کسی فرشتے کو کیوں نہ بھیجا۔ چنانچہ اور آیت میں ہے کہ وہ ایک بہانہ یہ بھی کرتے تھے کہ لَنْ نُّؤْمِنَ حَتّٰى نُؤْتٰى مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ۔ یعنی جب تک خود ہمیں وہ نہ دیا جائے جو رسولوں کو دیا گیا ہے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح نبیوں کے پاس خدا کی طرف سے فرشتہ وحی لیکر آتا ہے، ہمارے پاس بھی آئے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا مطالبہ یہ ہو کہ فرشتوں کو دیکھ لیں خود فرشتے آکر ہمیں سمجھائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کریں تو ہم آپ کو نبی مان لیں گے جیسے اور آیت میں ہے کہ کفار نے کہا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا۔ یعنی تو اللہ کو لے آ۔ یا فرشتوں کو عیاناً ہمارے پاس لے آ۔ اس کی پوری تفسیر سورہ سبحان الذی اسری میں گذر چکی ہے یہاں بھی ان کا یہی مطالبہ بیان ہوا ہے کہ یا تو ہمارے اوپر فرشتے اتریں یا ہم اپنے رب کو دیکھ لیں۔ یہ بات اس لئے ان کے منہ سے نکلی کہ یہ خود کو بہت کچھ سمجھنے لگے تھے اور ان کا غرور حد سے بڑھ گیا تھا ان کی ایمان لانے کی نیت نہ تھی جیسے فرمان ہے وَلَوْ اَنَّنَا

نَزَّلْنَا اِلَیْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ الخ یعنی اگر ہم ان پر فرشتوں کو بھی اتارتے اور ان سے مردے باتیں کرتے اور بھی تمام چیزیں غیب کی ہم ان کے سامنے کر دیتے جب بھی انہیں ایمان لانا نصیب نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتوں کو یہ دیکھیں گے لیکن اس وقت ان کے لئے ان کا دیکھنا کچھ اچھا نہ ہوگا اس سے مراد سکرات موت کا وقت ہے جب کہ فرشتے کافروں کے پاس آتے ہیں اور خدا کے غضب کی اور جہنم کی آگ کی انہیں خبر سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خبیث نفس جو خبیث اور ناپاک جسم میں تھی گرم ہواؤں اور گرم پانی کی طرف اور گرم سایوں کی طرف چل وہ نکلنے سے رکتی ہے اور بدن میں چھپتی پھرتی ہے اس پر فرشتے ان کے چہروں پر اور ان کی کمروں پر مارتے ہیں جیسے فرمان ہے وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ الخ یعنی کاش کہ تو ظالموں کو ان کی سکرات کے وقت دیکھتا جب کہ فرشتے انہیں مارنے کے لئے ہاتھ بڑھائے ہوئے ہوں گے اور کہہ رہے ہوں گے اپنی جانیں نکالو آج تمہیں ذلت کے عذاب چکھنے پڑیں گے کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے ناحق الزامات رکھتے تھے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔ مومنوں کا حال بالکل برعکس ہوگا انکو موت کے وقت خوشخبریاں سنائی جاتی ہیں اور ابدی مسرتوں کی بشارتیں دی جاتی ہیں جیسے فرمان ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ الخ جنہوں نے اللہ کو اپنا رب کہا اور مانا پھر اس پر جمے رہے ان کے پاس ہمارے فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کرو بلکہ ان جنتوں میں جانے کی خوشی مناؤ جن کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے ہم تمہارے والی ہیں۔ دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی تم جو کچھ چاہو گے پاؤ گے اور جس چیز کی خواہش کرو گے موجود ہو جائے گی یہ تمہاری مہمانداری ہوگی بخشنے والے مہربان خدا کی طرف سے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ فرشتے مومن کی روح سے کہتے ہیں اے پاک روح جو پاک جسم میں تھی تو اللہ تعالیٰ کے رحم اور رحمت کی طرف چل جو تجھ سے ناراض نہیں ہے سورۂ ابراہیم کی آیت یُثَبِّتُ اللّٰهُ الخ کی تفسیر میں یہ سب حدیثیں مفصل بیان ہو چکی ہیں۔ بعضوں نے کہا ہے مراد اس سے قیامت کے دن فرشتوں کا دیکھنا ہے ہو سکتا ہے کہ دونوں موقعوں پر فرشتوں کا دیکھنا مراد ہو اس میں ایک قول کی دوسرے قول سے کوئی مخالفت نہیں۔ کیونکہ دونوں موقعوں پر ہر نیک و بد فرشتوں کو دیکھیں گے مومنوں کو رحمت و رضوان کی خوشخبری کے ساتھ فرشتوں کا دیدار ہوگا اور کافروں کو لعنت و پھٹکار اور عذاب کی خبروں کے ساتھ فرشتے اس وقت ان کافروں سے صاف کہہ دیں گے کہ اب فلاح و بہبود تم پر حرام ہے۔ حجر کے معنی لغت میں روک ہیں چنانچہ قاضی جب کسی کو اس کی مفلسی یا حماقت یا بچپن کی وجہ سے مال کے تصرف سے روک دے تو کہتے ہیں حَجَرَ الْقَاضِیْ عَلٰی فُلَانٍ حطیم کو بھی حجر کہتے ہیں اس لئے کہ وہ طواف کرنے والوں کو اپنے اندر طواف کرنے سے روک دیتا ہے بلکہ اس کے باہر سے طواف کیا جاتا ہے عقل کو بھی عربی میں حجر کہتے ہیں اس لئے وہ بھی انسان کو برے کاموں سے روک دیتی ہے پس فرشتے ان سے کہتے ہیں کہ جو خوشخبریاں مومنوں کو اس وقت ملتی ہیں اس سے تم محروم ہو۔ یہ معنی تو اس بنا پر ہیں کہ اس جملہ کو فرشتوں کا قول کہا جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ مقولہ اس وقت کافروں کا ہوگا۔ وہ فرشتوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ خدا کرے تم ہم سے آڑ میں رہو تمہیں ہمارے پاس آنا منع ہے۔ گو یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں لیکن ذرا بعید از فہم معنی ہیں۔ بالخصوص اس وقت کہ جب ان کے خلاف وہ تفسیر جو ہم نے اوپر بیان کی سلف سے منقول ہے۔ البتہ حضرت مجاہدؒ سے ایک قول ایسا منقول ہے لیکن انہی سے صراحت کے ساتھ یہ بھی نقل ہے کہ یہ قول فرشتوں کا ہوگا۔ واللہ اعلم۔ پھر قیامت کے دن اعمال کے حساب کے وقت ان کے اعمال غارت اور اکارت ہو جائیں گے جنہیں اپنی نجات کا ذریعہ سمجھے ہوئے تھے وہ بیکار ہو جائیں گے کیونکہ یا تو وہ خلوص کیساتھ نہ تھے یا سنت کے مطابق نہ تھے اور جو عمل ان دونوں سے یا ان میں سے ایک چیز سے خالی ہو وہ خدا کے نزدیک قابل قبول نہیں۔ اس لئے کافروں کے نیک اعمال بھی مردود ہیں ہم نے ان کے اعمال کا ملاحظہ کیا اور ان کو مثل بکھرے ہوئے ذروں کے کر دیا کہ وہ سورج کی شعاعیں جو کسی سوراخ میں سے آرہی ہوں ان میں نظر آتے ہیں۔ لیکن کوئی انہیں پکڑنا چاہے تو ہاتھ نہیں لگتے جس طرح پانی جو زمین پر بہا دیا جائے وہ پھر ہاتھ نہیں آسکتا یا غبار جو ہاتھ نہیں لگ سکتا۔ یا درختوں کے نیچے کا چورا جو ہوا میں بکھر گیا ہو یا راکھ اور خاک جو اڑتی پھرتی ہو اسی طرح ان کے اعمال ہیں جو محض بیکار ہو گئے ان کا کوئی ثواب ان کے ہاتھ نہیں لگے گا اس لئے کہ یا تو ان میں خلوص نہ تھا یا مطابق شریعت نہ تھے۔ یا دونوں وصف نہ تھے پس جب یہ عالم و عادل حاکم حقیقی کے سامنے پیش ہوئے تو محض نکمے ثابت ہوئے اسی لئے اسے

ردی اور ہاتھ نہ لگنے والی چیز سے تشبیہ دی گئی جیسے اور جگہ ہے مَثَلُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّیْحُ الخ کافروں کے اعمال کی مثال راکھ جیسی ہے جسے تیز ہوا اڑا دے الخ انسان کی نیکیاں بعض بدیوں سے بھی ضائع ہو جاتی ہیں جیسے صدقہ خیرات کہ وہ احسان جتانے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع ہو جاتا ہے جیسے فرمایا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى الخ پس ان کے اعمال میں سے آج یہ کسی عمل پر قادر نہیں اور آیت میں ان کے اعمال کی مثال اس ریت کے ٹیلے سے دی گئی جو دور سے مثل دریا کے لہریں مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے جسے دیکھ کر پیاسا آدمی پانی سمجھتا ہے لیکن پاس آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا خیال قطعاً غلط تھا اس کی تفسیر بھی بفضلہ گذر چکی ہے۔ پھر فرمایا کہ ان کے مقابلے میں جنتیوں کی بھی سن لو کیونکہ یہ دونوں فریق برابر کے نہیں۔ جنتی تو بلند درجوں میں اعلیٰ بالاخانوں میں امن و امان راحت و آرام کے ساتھ عیش و عشرت میں ہوں گے مقام اچھا منظر دل پسند۔ ہر راحت موجود ہر دل خوش کن چیز سامنے، جگہ اچھی، مکان طیب، منزل مبارک۔ سونے بیٹھنے رہنے سہنے کا آرام۔ برخلاف اس کے جہنمی کہ دوزخ کے نیچے کے طبقوں میں جکڑ بند اوپر نیچے دائیں بائیں آگ حسرت افسوس رنج و غم ہمکتا جلنا بے قراری جگر سوزی مقام برا منزل بری منظر خوفناک عذاب سخت۔ نیک لوگوں کے جن کے دل میں ایمان تھا اعمال مقبول ہوئے اجرائیں دی گئیں بدلے ملے۔ جہنم سے بچے جنت کے وارث مالک بنے پس یہ جو تمام بھلائیوں کو سمیٹ بیٹھے اور وہ جو ہر نیکی سے محروم رہے کہیں برابر ہو سکتے ہیں؟ پس نیکوں کی سعادت بیان فرما کر بدوں کی شقاوت پر تنبیہ کر دی۔ ابن عباس ؓ سے منقول ہے کہ کوئی ساعت ایسی بھی ہوگی کہ جنتی اپنی حوروں کے ساتھ دن دوپہر کو آرام فرمائیں اور جہنمی شیطانوں کے ساتھ جکڑے ہوئے دوپہر کو گھبرائیں۔ سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آدھے دن میں بندوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔ پس جنتیوں کے دوپہر کے سونے کا وقت جنت میں ہوگا اور جہنمیوں کو جہنم میں۔ حضرت عکرمہؒ فرماتے ہیں مجھے معلوم ہے کہ کس وقت جنتی جنت میں جائیں گے اور جہنمی جہنم میں۔ یہ وہ وقت ہوگا جو یہاں دنیا میں دوپہر کا وقت ہوتا ہے کہ لوگ اپنے گھروں کو دو گھڑی آرام حاصل کرنے کی غرض سے لوٹتے ہیں۔ جنتیوں کا یہ قیلولہ جنت میں ہوگا۔ مچھلی کی کلیجی انہیں پیٹ بھر کر کھلائی جائے گی۔ حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ دن آدھا ہوا اس سے پہلے ہی پہلے جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں قیلولہ کریں گے۔ پھر آپ نے یہی آیت پڑھی اور آیت ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِیْمِ بھی پڑھی۔ جنت میں جانے والے صرف ایک مرتبہ جناب باری کے سامنے پیش ہوں گے یہی آسانی سے حساب لینا ہے پھر یہ جنت میں جا کر دوپہر کا آرام کریں گے جیسے فرمانِ خدا ہے۔ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ یُحَاسَبُ حِسَابًا یَّسِیْرًا ۙ وَّیَنْقَلِبُ اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ یعنی جو شخص اپنا عمل نامہ داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے بہت آسان حساب لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے والوں کی طرف خوشی خوشی لوٹے گا۔ اس کا ٹھکانا اور منزل بہتر ہے صفوان بن محرزؒ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن دو شخصوں کو لایا جائے گا ایک تو وہ جو ساری دنیا کا بادشاہ تھا اس سے حساب لیا جائے گا تو اس کی پوری عمر میں ایک نیکی بھی نہ نکلے گی پس اسے جہنم کے داخلے کا حکم ملے گا پھر دوسرا شخص آئے گا جس نے ایک کمبل میں دنیا گذاری تھی جب اس سے حساب لیا جائے گا تو یہ کہے گا کہ خدایا میرے پاس دنیا میں تھا ہی کیا جس کا حساب لیا جائے گا؟ اللہ فرمائے گا یہ سچا ہے اسے چھوڑ دو۔ اسے جنت میں جانے کی اجازت دی جائے گی۔ پھر کچھ عرصے کے بعد دونوں کو بلایا جائے گا تو جہنمی بادشاہ تو مثل سوختہ کوئلے کے ہو گیا ہوگا۔ اس سے پوچھا جائے گا کہو کس حال میں ہو؟ یہ کہے گا نہایت برے حال میں اور نہایت خراب جگہ میں پھر جنتی کو بلایا جائے گا اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس سے پوچھا جائے گا کہو کیسی گذر رہی ہے؟ یہ کہے گا الحمد للہ بہت اچھی اور نہایت بہتر جگہ میں۔ اللہ فرمائے گا جاؤ! (اپنی جگہ) پھر چلے جاؤ۔[عہ]

[عہ] گویا ان دونوں کو دوبارہ دکھا کر ایک کو دوسرے کے انجام پر مطلع کرنا ہے یا تمام اہل محشر کو ان دونوں کے مختلف انجام اور رحمت و راحت (و نعیم) یا عذاب و محنت (بادشاہ) دکھانا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ تو اپنے ذاتی اور مکمل علم کی وجہ سے ان کے احوال پر خوب مطلع ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ اس حدیث میں جو بادشاہ اور غریب کا انجام دکھایا گیا ہے وہ ہر حالت میں اور ہمیشہ ہی ایسا ہو یہ بات نہیں، بلکہ ایک بادشاہ اگر بادشاہت کیا تھا ایمان و اسلام، اور انصاف و عدالت وغیرہ پر قائم رہا تھا وہ یقیناً نہ صرف جنتی بلکہ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸ ملاحظہ

حضرت سعید صواف کا بیان ہے کہ مومن پر تو قیامت کا دن ایسا چھوٹا ہو جائے گا جیسے عصر سے مغرب تک کا وقت یہ جنت کی کیاریوں میں پہنچا دیئے جائیں گے یہاں تک کہ اور مخلوق کے حساب ہو جائیں پس جنتی بہتر ٹھکانے والے اور عمدہ جگہ والے ہوں گے۔

وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَنُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا ﴿۲۵﴾ اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ ۨالْحَقُّ

اور جس روز آسمان ایک بدلی پر سے پھٹ جائے گا اور فرشتے (زمین پر) بکثرت اتارے جائیں گے (اور) اس روز حقیقی حکومت (حضرت)

لِلرَّحْمٰنِ ۭ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا ﴿۲۶﴾ وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ

رحمٰن (ہی) کی ہوگی اور وہ (دن) کافروں پر بڑا سخت دن ہوگا اور جس روز ظالم (یعنی کافر آدمی غایت حسرت سے) اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ

يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ﴿۲۷﴾ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا

کھائیگا اور کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول کے ساتھ (دین کی) راہ پر لگ لیتا، ہائے میری شامت (کہ ایسا نہ کیا اور) کیا اچھا ہوتا کہ میں فلاں شخص

خَلِيْلًا ﴿۲۸﴾ لَقَدْ اَضَلَّنِيْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِيْ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ

کو دوست نہ بناتا اس (کمبخت) نے مجکو نصیحت آئے پیچھے بہکا دیا (اور بہکا دیا) اور شیطان تو انسان کو (عین وقت پر) امداد کرنے سے جواب دے

خَذُوْلًا ﴿۲۹﴾

ہی دیتا ہے

بعاز وقت حسرت و ناکامی کا احساس

قیامت کے دن جو ہولناک امور ہوں گے ان میں سے ایک آسمان کا پھٹ جانا اور نورانی ابر کا نمودار ہونا بھی ہے جس کی جوت سے آنکھیں چکا چوند ہو جائیں گی پھر فرشتے اتریں گے اور میدان محشر میں تمام انسانوں کو گھیر لیں گے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں میں فیصلے کیلئے تشریف لائے گا جیسے فرمان ہے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ الخ یعنی کیا انہیں اس بات کا انتظار ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے بادلوں میں آئیں الخ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوق کو سب انسانوں اور کل جنات کو ایک ہی میدان میں جمع کرے گا، تمام جانور چوپائے درندے پرندے اور کل مخلوق وہاں ہوگی پھر آسمان اول پھٹیگا اور اس کے فرشتے اتریں گے جو تمام مخلوق کو ہر طرف سے گھیر لیں گے اور ان کی گنتی سے بہت زیادہ ہوں گے پھر دوسرا آسمان پھٹیگا اس کے فرشتے آئیں گے جو زمین کی اور آسمان اول کی تمام مخلوق کی گنتی سے بھی زیادہ ہوں گے۔ پھر تیسرا آسمان شق ہوگا اس کے فرشتے دونوں آسمانوں کے فرشتے اور زمین کی مخلوق سے بھی زیادہ ہونگے یہ بھی سب کو گھیر کر کھڑے ہو جائیں گے پھر اسی طرح چوتھا پھر پانچواں پھر چھٹا پھر ساتواں پھر جبار رب عزوجل ابر کے سائے میں تشریف لائے گا اس کے اردگرد بزرگ تر پاک فرشتے ہوں گے جو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی کل مخلوق سے زیادہ ہوں گے ان پر سینگوں جیسے نشان ہوں گے وہ خدا کے عرش کے نیچے خدا کی تسبیح و تہلیل و تقدیس بیان کرتے ہوں گے ان کے تلوے سے لیکر ٹخنے تک کا فاصلہ پانچ سو سال کا راستہ ہوگا اور ٹخنے سے گھٹنے تک بھی اتنا ہی۔ اور گھٹنے سے ناف تک کا بھی اتنا ہی فاصلہ ہوگا اور ناف سے گردن تک کا بھی اتنا ہی فاصلہ ہوگا اور گردن سے کان کی لو تک بھی اتنا ہی فاصلہ ہوگا اور اس کے اوپر سے سر تک کا بھی اتنا ہی فاصلہ ہوگا ابن عباسؓ کا فرمان ہے کہ قیامت کا نام یوم التلاق اسی لئے ہے کہ اس دن زمین و آسمان والے ملیں گے۔ انہیں دیکھ کر پہلے تو زمین والے پوچھیں گے کہ ہمارا اللہ آ گیا لیکن وہ بتلا دیں گے کہ وہ آنے والا ہے ابھی تک نازل نہیں ہوا پھر جبکہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے آ جائیں گے اللہ

(لطیفہ عاقبت [illegible]) بہشت بریں کے اعلیٰ مقامات میں ہوگا اور ایک غیر فرشتہ والا جس نے کیا تھا کفر و فسق گناہ و بدعات میں جزا ریا تو وہ جہنم کا بدلے در نیچ کنوئیں میں دیا جائے گا پس اس حدیث میں ایک مومن فقیر اور ایک گنہگار ظالم، سرکش بادشاہ کے انجام دکھلائے ہیں۔

تعالیٰ اپنے عرش پر تشریف لائیگا جسے آٹھ ایسے فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے جن کے ٹخنے سے گھٹنے تک ستر سال کا راستہ ہے اور ایک اور دوسرے مونڈھے کے درمیان بھی ستر سال کا راستہ ہے۔ فرشتہ دوسرے سے علیحدہ اور جداگانہ ہے ہر ایک کی ٹھوڑی سینے سے لگی ہوئی ہے اور زبان پر سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ ۔ کا وظیفہ ہے۔ ان کے سروں پر ایک پھیلی ہوئی سی چیز ہے جیسے قنات اس کے اوپر عرش ہوگا۔ اس کا ایک راوی علی بن زید بن جدعان ہیں جو ضعیف ہیں اور اس حدیث میں بہت سی نکارت ہے۔ صور کی مشہور حدیث میں بھی اسی کے قریب قریب منقول ہے، واللہ اعلم۔ اور آیت میں ہے کہ اس دن ہو پڑنے والی ہو پڑیگی اور آسمان پھٹ کر پھسپھسا ہو جائے گا۔ اور اس کے کناروں پر فرشتے ہوں گے اور اس دن تیرے رب کا عرش آٹھ فرشتے لئے ہوئے ہوں گے شہر بن حوشب کہتے ہیں ان میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہوگی۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ خدایا تو پاک ہے تو قابل ستائش و تعریف ہے باوجود علم کے پھر بھی بردباری برتنا تیرا وصف ہے جس پر ہم تیری تعریف بیان کرتے ہیں۔ اور چار کی تسبیح یہ ہوگی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ خدایا تو پاک ہے اور اپنی تعریفوں کے ساتھ ہے تیرے ہی لئے سب تعریف ہے کہ تو باوجود قدرت کے معاف فرماتا رہتا ہے۔ ابو بکر بن عبداللہ رحہ کہتے ہیں کہ عرش کو اترتا دیکھ کر اہل محشر کی آنکھیں پھٹ جائیں گی جسم کانپ اٹھیں گے دل ہل جائیں گے۔ عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ عزوجل مخلوق کی طرف اترے گا تو درمیان میں ستر ہزار پردے ہوں گے بعض نور کے بعض ظلمت کے۔ اس ظلمت میں سے ایک ایسی آواز نکلے گی جس سے دل پاش پاش ہو جائیں گے۔ شاید ان کی یہ روایت ان ہی دو تھیلوں میں سے لی ہوئی ہوگی واللہ اعلم[عہ]۔ اس دن صرف خدا ہی کی بادشاہت ہوگی جیسے فرمان ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ آج ملک کس کے لئے ہے؟ صرف اللہ غالب و قہار کے لئے۔ صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لیگا۔ اور زمینوں کو اپنے دوسرے ہاتھ میں لے لیگا پھر فرمائے گا میں مالک ہوں میں دیان ہوں زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟ تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ وہ دن کفار پر بڑا بھاری پڑے گا اسی کا بیان اور جگہ بھی ہے کہ کافروں پر وہ دن بہت گراں گذرے گا۔ ہاں مومنوں کو اس دن مطلق گھبراہٹ یا پریشانی نہ ہوگی۔ حضور سے کہا گیا کہ یارسول اللہ پچاس ہزار سال کا دن تو بہت ہی دراز پڑے گا۔ آپ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مومن پر تو وہ ایک وقت کی فرض نماز سے بھی ہلکا اور آسان ہوگا۔ پیغمبر علیہ السلام کے طریقے سے اور آپ کے لائے ہوئے کھلے حق سے ہٹ کر رسولؐ کی راہ کے سوا دوسری راہیں چلنے والے اس دن بڑے ہی نادم ہوں گے اور حسرت و افسوس کے ساتھ اپنے ہاتھ چبائیں گے۔ گو اس کا نزول عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں ہو یا کسی اور کے بارے میں لیکن حکم کے اعتبار سے یہ ہر ایسے ظالم کو شامل ہے جیسے فرمان ہے يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ پوری دو آیتوں تک پس ہر ظالم قیامت کے دن پچھتائے گا اپنے ہاتھوں کو چبائے گا اور آہ و زاری کرکے کہے گا کاش کہ میں نے بھی نبی کی راہ اختیار کی ہوتی کاش کہ میں نے فلاں کی عقیدت مندی نہ کی ہوتی جس نے مجھے راہ حق سے گم راہ کر دیا۔ امیہ بن خلف کا اور اس کے بھائی ابی ابن خلف کا بھی یہی حال ہوگا اور ان کے سوا ایسے لوگوں کا بھی یہی حال ہوگا کہے گا کہ اس نے مجھے ذکر یعنی قرآن سے بے راہ کر دیا۔ حالانکہ وہ مجھے پہنچ چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیطان انسان کو رسوا کرنے والا ہے۔ وہ اسے ناحق کی طرف بلاتا ہے اور حق سے گمراہ کر دیتا ہے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (۱۰) وَكَذٰلِكَ

اور اس دن رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری امت (قوم) نے قرآن کو (جو کہ واجب العمل تھا) بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔ اور ہم اسی طرح (یعنی جس

جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا (۱۱)

طرح یہ لوگ آپ سے عداوت کرتے ہیں) مجرم لوگوں میں سے ہر نبی کے دشمن بناتے رہتے ہیں اور ہدایت کرنے کو اور مدد کرنے کو آپ کا رب کافی ہے۔

[عہ] گویا کہ ابن کثیرؒ نے اوپر کی دونوں روایتوں اور ابن عمر کی روایت کے متعلق اپنی بے اطمینانی کا اظہار کر دیا ہے۔

نبی علیہ السلام کی ایک شکایت

قیامت کے دن اللہ کے سچے رسول آں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شکایت جناب باری میں کریں گے کہ نہ یہ لوگ قرآن کی طرف جھکتے تھے نہ رغبت سے قبولیت کے ساتھ سنتے تھے بلکہ اوروں کو بھی اس کے سننے سے روکتے تھے جیسے کہ کفار کا مقولہ خود قرآن میں ہے کہ وہ کہتے تھے لَا تَسْمَعُوْا لِھٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ اس قرآن کو نہ سنو اور اس کے پڑھے جانے کے وقت شور و غل کرو۔ یہی اس کا چھوڑ رکھنا تھا۔ نہ اس پر ایمان لاتے تھے نہ اسے سچا جانتے تھے نہ اس پر غور و فکر کرتے تھے نہ اسے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ نہ اس پر عمل تھا نہ اس کے احکام کو بجا لاتے تھے نہ اس کے منع کردہ کاموں سے رکتے تھے بلکہ اس کے سوا اور کلاموں میں مشغول و منہمک رہتے تھے جیسے شعر و اشعار غزلیات باجے گاجے راگ راگنیاں اسی طرح اور لوگوں کے کلام سے دلچسپی لیتے تھے اور ان پر عامل تھے یہی اسے چھوڑ دینا تھا ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم و منان جو ہر چیز پر قادر ہے ہمیں توفیق دے کہ ہم اس کی ناپسندی کے کاموں سے دست بردار ہو جائیں اور اس کے پسندیدہ کاموں کی طرف جھک جائیں وہ ہمیں اپنے کلام کی سمجھ دے اور دن رات اسی پر عمل کرنے کی ہدایت دے جس سے وہ خوش ہو وہ کریم و وہاب ہے۔ پھر فرمایا جس طرح اے نبی آپ کی قوم میں قرآن کو نظر انداز کر دینے والے لوگ ہیں اسی طرح اگلی امتوں میں بھی ایسے لوگ تھے جو خود کفر کرتے دوسروں کو اپنے کفر میں شریک کرتے تھے اور اپنی گمراہی پھیلانے کی فکر میں لگے رہتے تھے۔ جیسے فرمان ہے۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا الخ یعنی اسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن شیاطین و انسان بنا دئے ہیں۔ پھر فرمایا جو رسول کی تابعداری کرے کتاب خدا پر ایمان لائے۔ خدا کی وحی پر یقین کرے اس کا ہادی اور ناصر خود خدا تعالیٰ ہے۔ مشرکوں کی جو خصلت اوپر بیان ہوئی اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ لوگوں کو ہدایت پر نہ آنے دیں اور آپ مسلمانوں پر غالب رہیں اس لئے قرآن نے فیصلہ کیا کہ یہ نامراد ہی رہیں گے۔ اللہ اپنے نیک بندوں کو خود ہدایت کرے گا اور مسلمانوں کی خود مدد کرے گا۔ یہ معاملہ اور الرسول کا مقابلہ کچھ تجھ سے ہی نہیں تمام اگلے نبیوں کے ساتھ بھی یہی ہوتا رہا ہے۔

وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ

اور کافر لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پیغمبر پر قرآن دفعۃً واحدۃً کیوں نہیں نازل کیا گیا اسی طرح تدریجاً اسلئے ہم نے نازل کیا ہے کہ ہم اسکے ذریعہ سے آپکے دل کو قوی رکھیں

لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِیْلًا ﴿۳۲﴾ وَلَا یَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ

اور اسی لئے ہم نے اس کو بہت ٹھہر ٹھہر کر اتارا ہے اور یہ لوگ کیسا ہی عجیب سوال آپکے سامنے پیش کریں مگر ہم

وَاَحْسَنَ تَفْسِیْرًا ﴿۳۳﴾ اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی جَهَنَّمَ ۙ اُولٰٓئِكَ

(اس کا) ٹھیک جواب اور وضاحت میں بڑھا ہوا آپکو عنایت کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے منہ کے بل جہنم کی طرف لیجائے جاوینگے یہ لوگ جگہ میں بھی بدترین اور

شَرٌّ مَّكَانًا وَّاَضَلُّ سَبِیْلًا ﴿۳۴﴾

طریقہ میں بھی بہت گمراہ ہ

ایک مہمل اعتراض

کافروں کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ جیسے توریت انجیل زبور وغیرہ ایک ساتھ پیغمبروں پر نازل ہوتی رہیں۔ یہ قرآن ایک ہی دفعہ آنحضرت پر نازل کیوں نہ ہوا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں

غیرت آن کہ اس امت کا امام انبیا کا سردار اور کائنات کا معزز ترین انسان صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے باشندوں کی شکایت نہ کریں گے مکہ کے کفار کے مظالم کا شکوہ نہ فرمائیں گے، ابو جہل اور ابو لہب کے ظلم و ستم کا گلہ نہ فرمائینگے بلکہ اگر شکایت ہوگی تو قرآن مجید کے چھوڑنے کی اور اس کی طرف سے بے توجہی کی یہ ہے مقام رحمۃ للعلمین کا کہ اپنی مظلومیت کی کوئی شکایت نہ گلہ بلکہ تکلیف اگر ہے تو امت کی قرآن سے بے توجہی پر۔

فرمایا کہ ہاں واقعی یہ متفرق طور پر اترا ہے تئیس برس میں نازل ہوا ہے جیسی جیسی ضرورت پڑتی گئی جو جو واقعات ہوتے رہے احکام نازل ہوتے گئے۔ تاکہ مومنوں کا دل جما رہے۔ ٹھیر ٹھیر کر احکام اتریں تاکہ ایک دم عمل مشکل نہ ہو وضاحت کے ساتھ بیان ہو جائے۔ سمجھ میں آجائے۔ تفسیر بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتی رہے۔ ہم ان کے کل اعتراضات کا صحیح اور سچا جواب دیں گے جو ان کے بیان سے بھی زیادہ واضح ہوگا۔ جو کچھ یہ بیان کریں گے ہم ان کی تسلی کر دیں گے صبح شام رات دن سفر حضر میں بار بار اس نبیؐ کی عزت اور اپنے خاص بندوں کی ہدایت کے لئے ہمارا کلام ہمارے نبی کی پوری زندگی تک اترتا رہے گا جس سے حضورؐ کی بزرگی اور فضیلت بھی ظاہر ہوتی رہے گی اور انبیاء پر ایک مرتبہ ہی سارا کلام آگیا اور اس بہترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بار بار خدائے تبارک و تعالیٰ خطاب کرتا رہا تاکہ اس قرآن کی عظمت بھی آشکارا ہو جائے کہ یہ اتنی لمبی مدت میں نازل ہوا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب نبیوں میں اعلیٰ اور قرآن بھی سب کلاموں میں بالا۔ اور لطیفہ یہ ہے کہ قرآن کو دونوں عظمتیں ملیں۔ یہ ایک ساتھ لوح محفوظ سے ملاء اعلیٰ میں اترا۔ لوح محفوظ سے پورا کا پورا آسمان دنیا تک پہنچا پھر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا کر کے نازل ہوتا رہا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں سارا قرآن ایک دفعہ ہی لیلۃ القدر میں آسمان دنیا پر نازل ہوا پھر بیس سال تک زمین پر اترتا رہا۔ پھر اس کے ثبوت میں آپ نے وَلَا يَاْتُوْنَكَ الخ اور آیت وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ الخ کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد کافروں کی جو بری حالت قیامت کے روز ہونے والی ہے اس کا بیان فرمایا کہ بدترین حالت اور قبیح تر ذلت میں ان کا حشر جہنم کی طرف ہوگا یہ اوندھے منہ گھسیٹے جائیں گے یہی برے ٹھکانے والے اور سب سے بڑھ کر گمراہ ہیں۔ ایک شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کافروں کا حشر منہ کے بل کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا جس نے انہیں پیر کے بل چلایا ہے وہ سر کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنَا مَعَهٗۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ وَزِيْرًا ①

اور بہ تحقیق ہمنے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب یعنی توریت دی تھی اور ہمنے اُن کے ساتھ ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو انکا معین بنایا تھا۔ پھر ہمنے

فَقُلْنَا اذْهَبَاۤ اِلَى الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ؕ فَدَمَّرْنٰهُمْ تَدْمِيْرًا ②

(دونوں کو) حکم دیا کہ دونوں آدمی ان لوگوں کے پاس جاؤ جنھوں نے ہماری (توحید کی) دلیلوں کو جھٹلایا ہے سو ہمنے انکو (اپنے قہر سے) بالکل ہی غارت کر دیا اور

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ

قوم نوح کو بھی ہم ہلاک کر چکے ہیں جب انھوں نے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمنے انکو طوفان سے غرق کر دیا اور ہمنے ان کے واقعہ کو لوگوں (کی عبرت) کیلئے ایک نشان بنا دیا اور ہمنے

اٰيَةً ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ③ وَّعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَاَصْحٰبَ

ان ظالموں کے لئے دردناک سزا تیار کر رکھی ہے اور ہم نے عاد اور ثمود اور اصحاب الرس اور ان کے بیچ بیچ

الرَّسِّ وَقُرُوْنًاۢ بَيْنَ ذٰلِكَ كَثِيْرًا ④ وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْاَمْثَالَ ۫ وَ

میں بہت سی امتوں کو ہلاک کر دیا اور ہمنے (ان امم مذکورہ میں سے) ہر ایک (کی ہدایت) کیواسطے عجیب عجیب یعنی مؤثر اور بلیغ مضامین بیان کئے

كُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا ⑤ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْۤ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ

اور جب نہ مانا تو ہمنے سبکو بالکل برباد ہی کر دیا۔ اور یہ (کفار مکہ) اس بستی پر ہو کر گذرے ہیں جس پر بری طرح پتھر برسائے گئے (مراد قریہ قوم لوط کا

اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ⑥

ہے) سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے بلکہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا احتمال ہی نہیں رکھتے (یعنی آخرت کے منکر ہیں)

کچھ اور سرکش قومیں

اللہ تعالےٰ مشرکین کو اور آپ کے مخالفین کو اپنے عذاب سے ڈرا رہا ہے کہ تم سے پہلے جن لوگوں نے میرے نبیوں کی نہ مانی ان سے دشمنی کی ان کی مخالفت کی میں نے انہیں تہس نہس کر دیا۔ فرعونیوں کا حال تم سن چکے ہو کہ موسیٰؑ اور ہارون کو ان کی طرف نبی بنا کر بھیجا لیکن انہوں نے نہ مانا جس کے باعث عذاب چھا آگیا اور سب ہلاک کر دیئے گئے۔ قوم نوح کو دیکھو انہوں نے بھی ہمارے رسول کو جھٹلایا اور چونکہ ایک رسول کا جھٹلانا تمام نبیوں کو جھٹلانا ہے اس واسطے یہاں رُسُل جمع کر کے کہا گیا اور یہ اس معنیٰ کر کے بھی کہ اگر بالفرض ان کی طرف تمام رسول بھی بھیجے جاتے تو بھی یہ سب کیساتھ وہی سلوک کرتے جو نوحؑ نبی کے ساتھ کیا۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے گئے تھے ان کے پاس صرف حضرت نوح علیہ السلام ہی آئے تھے جو ساڑھے نو سو سال تک ان میں رہے ہر طرح انہیں سمجھایا بجھایا۔ لیکن سوائے معدودے چند کے کوئی ایمان نہ لایا۔ اس لئے اللہ نے سب کو غرق کر دیا بجز ان کے جو حضرت نوح کے ساتھ کشتی میں تھے ایک بنی آدم روئے زمین پر نہ بچا۔ لوگوں کے لئے ان کی ہلاکت باعثِ عبرت بنا دی گئی جیسے فرمان ہے کہ پانی کی طغیانی کے وقت ہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر لیا تاکہ تم اسے اپنے لئے باعثِ عبرت بناؤ اور کشتی کو ہم نے تمہارے لئے اس طوفان سے نجات پانے اور لمبے لمبے سفر طے کرنے کا ذریعہ بنا دیا تاکہ تم اللہ کی اس نعمت کو یاد رکھو کہ اس نے عالمگیر طوفان سے تمہیں بچا لیا اور ایمان دار اور ایمان داروں کی اولاد میں رکھا عادیوں اور ثمودیوں کا قصہ تو بار بار بیان ہو چکا ہے جیسے کہ سورۂ اعراف وغیرہ میں۔ اَصْحٰبُ الرَّسِّ کی بابت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ بھی ثمودیوں کی بستی والے تھے۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں یہ فلج والے تھے جن کا ذکر سورہ یٰسین میں ہے۔ ابن عباسؓ سے یہ بھی منقول ہے کہ آذربیجان کے ایک کنوئیں کے پاس ان کی بستی تھی۔ عکرمہؒ فرماتے ہیں انہیں کنوئیں والے اس لئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ ابن اسحاق محمد بن کعبؒ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک سیاہ فام غلام سب سے اول جنت میں جائے گا اللہ تعالےٰ نے ایک بستی والوں کی طرف اپنا نبی بھیجا تھا لیکن اس بستی والوں میں سے بجز اس کے کوئی بھی ایمان نہ لایا بلکہ انہوں نے اللہ کے نبی کو ایک غیر آباد کنوئیں میں ویران میدان میں ڈال دیا۔ اور اس کے منہ پر ایک بڑی ساری چٹان رکھ دی کہ یہ وہیں مر جائیں۔ یہ غلام جنگل میں جاتا لکڑیاں کاٹ کر لاتا انہیں بازار میں فروخت کرتا اور روٹی وغیرہ خرید کر کنوئیں پر آتا اس پتھر کو سرکا دیتا جو کئی آدمیوں سے کھسک نہ سکتا تھا۔ لیکن خدائے تعالےٰ اس کے ہاتھوں اسے سرکا دیتا۔ یہ ایک رسی میں لٹکا کر روٹی اور پانی اس پیغمبر کے پاس پہنچا دیتا جسے وہ کھا پی لیتے مدتوں تک یوں ہی ہوتا رہا۔ ایک مرتبہ یہ گیا لکڑیاں کاٹیں چنیں جمع کیں گٹھڑی باندھی اتنے میں نیند کا غلبہ ہوا سو گیا اللہ تعالےٰ نے اس پر نیند ڈال دی سات سال تک وہ سوتا رہا سات سال کے بعد آنکھ کھلی انگڑائی لی اور کروٹ بدل کر پھر سو رہا سات سال کے بعد پھر آنکھ کھلی تو اس نے اپنی لکڑیوں کی گٹھڑی اٹھائی اور شہر کی طرف چلا اسے یہی خیال تھا کہ ذرا سی دیر کے لئے سو گیا تھا۔ شہر میں آ کر لکڑیاں فروخت کیں حسب عادت کھانا خریدا اور وہیں پہنچا دیکھتا ہے کہ کنواں تو وہاں ہے ہی نہیں بہت ڈھونڈا۔ لیکن نہ ملا۔ یہاں یہ ہوا تھا کہ قوم کے دل ایمان کی طرف راغب ہو گئے انہوں نے جا کر اپنے نبی کو کنوئیں سے نکالا سب کے سب ایمان لائے پھر نبی وفات کر گئے نبی علیہ السلام بھی اپنی زندگی میں اس حبشی غلام کو تلاش کرتے رہے لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔ پھر اس نبیؑ کے انتقال کے بعد یہ شخص اپنی نیند سے جگایا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پس یہ حبشی غلام ہے جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس میں غرابت و نکارت ہے اور شاید ادراج[عہ] بھی ہے واللہ اعلم اس روایت کو ان اصحاب رس پر چسپاں بھی نہیں کر سکتے اس لئے کہ یہاں تو مذکور ہے کہ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہاں یہ ایک توجیہ تو ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ تو ہلاک کر دیئے گئے پھر ان کی نسلیں ٹھیک ہو گئیں اور انہیں ایمان کی توفیق ملی۔ امام ابن جریرؒ کا فرمان ہے کہ اصحاب رس وہی ہیں جن کا ذکر

[عہ] ادراج: محدثین کی اصطلاح میں ان اضافوں کو کہتے ہیں جو راوی خود کر دیتا ہے۔

سورہ بروج میں ہے جنہوں نے خندقیں کھدوائی تھیں واللہ اعلم۔ پھر فرمایا کہ اور بھی ان کے درمیان بہت سی امتیں آئیں جو ہلاک کر دی گئیں۔ ہم نے ان سب کے سامنے اپنا کلام بیان کر دیا تھا۔ دلیلیں پیش کر دی تھیں معجزے دکھلائے تھے عذر مٹا دیئے تھے پھر سب کو غارت اور برباد کر دیا جیسے فرمان ہے کہ نوح کے بعد کی بھی بہت سی بستیاں ہم نے غارت کر دیں۔ قرن کہتے ہیں امت کو جیسے فرمان ہے کہ ان کے بعد ہم نے بہت سی قرن یعنی امتیں پیدا کیں۔ قرن کی مدت بعض کے نزدیک ایک سو بیس سال ہیں کوئی کہتا ہے سو سال کوئی کہتا ہے اسی سال کوئی کہتا ہے چالیس سال، اور بھی بہت سے قول ہیں زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ایک زمانہ والے ایک قرن ہیں جب وہ سب مر جائیں تو دوسرا قرن شروع ہوتا ہے جیسے بخاری مسلم کی حدیث میں ہے سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ سدوم نامی بستی کے پاس سے تو یہ عرب برابر گذرتے رہتے ہیں یہیں لوطی آباد تھے جن پر زمین الٹ دی گئی اور آسمان سے پتھر برسائے گئے اور برا مینھ ان پر برسا جو سنگلاخ پتھروں کا تھا، یہ دن رات وہاں سے آمد و رفت رکھتے ہیں پھر بھی عقلمندی کو کام میں نہیں لاتے یہ بستیاں تو تمہاری گذرگاہ ہیں ان کے واقعات مشہور ہیں۔ کیا تم انہیں نہیں دیکھتے؟ یقیناً دیکھتے ہو لیکن عبرت کی آنکھیں ہی نہیں کہ سمجھ سکو اور غور کرو کہ ان کی نالائقیوں کی وجہ سے وہ خدا کے عذاب کے شکار ہو گئے بے نشان کر دیئے گئے۔ اسے سوچے تو وہ جو قیامت کا قائل ہو انہیں کیا عبرت حاصل ہو گی جو قیامت ہی کے منکر ہیں۔ دوبارہ زندگی کو ہی محال جانتے ہیں۔

وَإِذَا رَأَوْكَ إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَٰذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ⑦

اور جب یہ لوگ آپ کو دیکھتے ہیں تو بس آپ سے تمسخر کرنے لگتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ کیا یہی ہیں جنکو خدا تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اس

إِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ آلِهَتِنَا لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا ۚ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ حِينَ

شخص نے تو ہم کو ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیا ہوتا اگر ہم ان پر (مضبوطی سے) قائم نہ رہتے اور (مرنے کے بعد) جلدی ہی ان کو معلوم ہو جاوے گا

يَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ⑧ أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ

جب عذاب کا معائنہ کریں گے کہ کون شخص گمراہ تھا۔ اے پیغمبر آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش

أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ⑨ أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ

نفسانی کو بنا رکھا ہے سو کیا آپ اس کی نگرانی کر سکتے ہیں۔ یا آپ خیال کرتے ہیں کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں

يَعْقِلُونَ ۚ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ ۖ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ⑩ ع

یہ تو محض چوپایوں کی طرح ہیں (کہ وہ بات کو نہ سنتے ہیں نہ سمجھتے ہیں)

سرور کائنات سے کائنات کے بدترین انسانوں کا مذاق

کافر لوگ اللہ کے برتر و بہتر پیغمبر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہنسی مذاق اڑاتے تھے عیب جوئی کرتے تھے۔ یہی حالت ہر زمانے کے کفار کی اپنے نبیوں کے ساتھ رہی جیسے فرمان ہے وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ الخ تجھ سے پہلے رسولوں کا بھی مذاق اڑایا گیا۔ کہنے لگے وہ تو کہیے کہ ہم جمے رہے ورنہ اس رسول نے تو ہمیں بہکانے میں کوئی کمی نہ رکھی تھی۔ اچھا انہیں عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ ہدایت پر یہ کہاں تک تھے؟ عذاب کو دیکھتے ہی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اصل یہ ہے کہ ان لوگوں نے خواہش پرستی شروع کر رکھی ہے۔ نفس و شیطان جس چیز کو اچھی ظاہر کرتا ہے یہ بھی اسے اچھی سمجھنے لگتے ہیں۔ بھلا ان کا ذمہ دار تو کیسے ٹھہر سکتا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جاہلیت میں عرب کی یہ حالت تھی کہ جہاں کسی سفید گول مول پتھر کو دیکھا اس کی ڈنڈوت کرنے لگے۔ اس سے اچھا کوئی نظر پڑ گیا اس سجدہ

جھک گئے، اور دل کو چھوڑ دیا۔ پھر فرماتا ہے یہ تو چوپایوں سے بھی بدتر ہیں نہ ان کے کان ہیں نہ دل ہیں، چوپائے تو خیر قدرتاً آزاد ہیں لیکن یہ جو عبادت کے لیے پیدا کیے گئے تھے یہ ان سے بھی زیادہ بہک گئے بلکہ خدا کے سوا دوسروں کی عبادت کرنے لگے، اور قیام حجت کے بعد رسولوں کے پہنچ چکنے کے بعد بھی خدا کی طرف نہیں جھکتے اس کی توحید اور رسول ؐ کی رسالت کو نہیں مانتے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَىٰ رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ج وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ج ثُمَّ جَعَلْنَا

بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں (اے مخاطب) کیا تو نے اپنے پروردگار کی (اس قدرت) پر نظر نہیں کی کہ اس نے سایہ کو کیونکر دراز کر کے پھیلا دیا ہے اور اگر وہ چاہتا تو اسکو ایک حالت پر ٹھہرا

الشَّمْسَ عَلَيْهِ دَلِيلًا ① ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ② وَهُوَ الَّذِي

ہوا رکھتا پھر ہمنے آفتاب کو اس سایہ کی درازی اور کوتاہی) پر علامت مقرر کیا پھر ہمنے اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ سمیٹ لیا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے

جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ③

رات کو پردہ کی چیز اور نیند کو راحت کی چیز بنایا اور دن کو زندہ ہونے کا وقت بنایا۔

آیات ونشانیاں

اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی قدرت پر دلیلیں بیان ہو رہی ہیں کہ مختلف اور متضاد چیزوں کو وہ پیدا کر رہا ہے۔ سائے کو وہ بڑھاتا ہے، کہتے ہیں کہ وقت صبح صادق سے لیکر سورج کے نکلنے تک ہے اگر وہ چاہتا تو اسے ایک ہی حالت پر رکھ دیتا جیسے فرمان ہے کہ اگر وہ رات ہی رات رکھے تو کوئی دن نہیں کر سکتا اور اگر دن ہی دن کرے تو کوئی رات نہیں لا سکتا۔ اگر سورج نہ نکلتا تو سائے کا حال ہی معلوم نہ ہوتا۔ ہر چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے۔ سائے کے پیچھے دھوپ، دھوپ کے پیچھے سایہ یہ بھی قدرت کا انتظام ہے۔ پھر ہم اسے یعنی سائے کو یا سورج کو اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں۔ ایک گھٹتا جاتا ہے، دوسرا بڑھتا جاتا ہے اور یہ انقلاب تیزی سے ہوتا جاتا ہے۔ کوئی جگہ سائے دار باقی نہیں رہتی صرف گھروں کے چھپروں کے اور درختوں کے نیچے سایہ رہ جاتا ہے اور ان کے بھی اوپر دھوپ کھلی ہوئی ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ تھوڑا تھوڑا کر کے ہم اسے اپنی طرف سمیٹ لیتے ہیں۔ اسی نے رات کو تمہارے لئے لباس بنایا ہے کہ وہ تمہارے وجود پر چھا جاتی ہے اور اسے ڈھانپ لیتی ہے جیسے فرمان ہے قسم ہے رات کی جبکہ ڈھانپ لے۔ اسی نے نیند کو سبب راحت و سکون بنایا ہے کہ اس وقت حرکت موقوف ہو جاتی ہے اور دن بھر کے کام کاج سے جو تھکن چڑھ گئی تھی وہ اس آرام سے اتر جاتی ہے۔ بدن کو اور روح کو راحت حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر دن کو اٹھ کھڑے ہوتے ہو پھیل جاتے ہو اور روزی کی تلاش میں لگ جاتے ہو جیسے فرمان ہے کہ اس نے اپنی رحمت سے رات دن مقرر کر دیا ہے کہ تم سکون و آرام بھی حاصل کر لو اور اپنی روزیاں بھی تلاش کر لو۔

وَهُوَ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ج وَأَنْزَلْنَا

اور وہ ایسا ہے کہ اپنی باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ (بارش کی امید دلا کر دلوں کو) خوش کر دیتی ہیں اور ہم آسمان سے پانی برساتے ہیں

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُورًا ④ لِنُحْيِيَ بِهِ بَلْدَةً مَيْتًا وَنُسْقِيَهُ

جو پاک صاف کرنے کی چیز ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے مردہ زمین میں جان ڈالدیں اور اپنی مخلوقات میں سے

مِمَّا خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنَاسِيَّ كَثِيرًا ⑤ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

بہت چارپایوں اور بہت سے آدمیوں کو سیراب کر دیں اور ہم اس (پانی) کو (بقدر مصلحت) ان لوگوں کے درمیان تقسیم

لِيَذَّكَّرُوا فَأَبَىٰ أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ⑥

کر دیتے ہیں تاکہ لوگ غور کریں سو (چاہیے تھا کہ غور کر کے اسکا حق ادا کرتے لیکن) اکثر لوگ بے ناشکری کیے نہ رہے۔

یہ نشانیاں

اللہ تعالیٰ اپنی ایک اور قدرت بیان فرما رہا ہے کہ وہ بارش سے پہلے بارش کی خوشخبری دینے والی ہوائیں چلاتا ہے۔ ان ہواؤں میں رب نے بہت سے خواص رکھے ہیں بعض بادلوں کو منتشر کر دیتی ہیں، بعض انہیں اٹھاتی ہیں بعض انہیں لے چلتی ہیں بعض خنک اور بھیگی ہوئی چل کر لوگوں کو باران رحمت کی طرف متوجہ کر دیتی ہیں۔ بعض اس سے پہلے زمین کو تیار کر دیتی ہیں بعض بادلوں کو پانی سے بھر دیتی ہیں اور انہیں بوجھل کر دیتی ہیں آسمان سے ہم پاک صاف پانی برساتے ہیں کہ وہ پاکیزگی کا ذریعہ بنے۔ یہاں طہور ایسا ہی ہے جیسا سحور اور وجور وغیرہ بعض نے کہا ہے کہ یہ فعول معنی میں فاعل کے ہے یا یہ مبالغہ کے لئے ہے یا تعدیہ کے لئے یہ سب اقوال لغت اور حکم کے اعتبار سے خلل میں پوری تفصیل کے لائق یہ مقام نہیں واللہ اعلم حضرت ثابت بنانی رح کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو العالیہ رح کے ساتھ بارش کے زمانہ میں نکلا۔ بصرے کے راستے اسوقت بڑے گندے ہو رہے تھے۔ آپ نے ایسے راستے پر نماز ادا کی میں نے آپ کو توجہ دلائی تو آپ نے فرمایا اسے آسمان کے پاک پانی نے پاک کر دیا۔ خدا فرماتا ہے کہ ہم آسمان سے پاک پانی برساتے ہیں۔ حضرت سعید بن مسیب رح فرماتے ہیں کہ خدا نے اسے پاک اتارا ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بیر بضاعہ سے وضو کر لیں؟ یہ ایک کنواں ہے جس میں گندگی اور کتوں کے گوشت پھینکے جاتے ہیں آپ نے فرمایا پانی پاک ہے اسے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ امام شافعی اور امام احمد نے اسے ذکر کیا ہے۔ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے۔ نسائی میں بھی یہ روایت ہے۔ عبد الملک بن مروان کے دربار میں ایک مرتبہ پانی کا ذکر چھڑا تو خالد بن یزید نے کہا کچھ پانی آسمان کے ہوتے ہیں۔ اور بعض پانی وہ ہوتا ہے جسے ابر سمندر سے پیتا ہے اور اسے گرج کڑک اور بجلی میٹھا کر دیتی ہے، لیکن اس سے زمین میں پیداوار نہیں ہوتی ہاں آسمانی پانی سے پیداوار اگتی ہے۔ عکرمہ فرماتے ہیں آسمان کے پانی کے ہر قطرہ سے چارہ گھاس وغیرہ پیدا ہوتا ہے۔ یا سمندر میں لؤلؤ اور موتی پیدا ہوتے ہیں یعنی فِی الْبَرِّ بُرٌّ وَّفِی الْبَحْرِ دُرٌّ زمین میں گیہوں اور سمندر میں موتی۔ پھر فرمایا کہ اس سے ہم غیر آباد بنجر خشک زمین کو زندہ کر دیتے ہیں وہ لہلہانے لگتی ہے اور تر و تازہ ہو جاتی ہے جیسے فرمان ہے فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ الخ علاوہ مردہ زمین کے زندہ ہو جانے کے یہ پانی حیوانوں اور انسانوں کے پینے میں بھی آتا ہے ان کے کھیتوں اور باغات کو پلایا جاتا ہے جیسے فرمان ہے کہ خدا وہی ہے جو لوگوں کی ناامیدی کے بعد ان پر بارشیں برساتا ہے اور آیت میں ہے کہ خدا کے آثار رحمت کو دیکھو کہ کس طرح مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ پھر فرماتا ہے ساتھ ہی میری قدرت کا ایک نظارہ یہ بھی دیکھو کہ ابر اٹھتا ہے گرجتا ہے لیکن جہاں میں چاہتا ہوں برستا ہے اس میں بھی حکمت و حجت ہے ابن عباس رض کا قول ہے کہ کوئی سال کسی سال سے کم و بیش بارش کا نہیں لیکن اللہ جہاں چاہے برسائے جہاں چاہے نہ برسائے۔ پس چاہئے تھا کہ ان نشانات کو دیکھ کر خدا کی ان زبردست حکمتوں کو اور قدرتوں کو سامنے رکھ کر اس بات کو بھی مان لیتے کہ بیشک ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور یہ بھی جان لیتے کہ بارشیں ہمارے گناہوں کی شامت سے بند کر لی جاتی ہیں تو ہم گناہ چھوڑ دیں لیکن ان لوگوں نے ایسا نہ کیا بلکہ ہماری نعمتوں پر اور ناشکری کی ایک مرسل حدیث ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ میں بادل کی نسبت کچھ پوچھنا چاہتا ہوں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا بادلوں پر جو فرشتہ مقرر ہے وہ یہ ہے آپ ان سے جو چاہیں دریافت فرما لیں اس نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس تو خدا کا حکم آتا ہے کہ فلاں فلاں شہر میں اتنے اتنے قطرے برساؤ ہم تعمیل ارشاد کرتے ہیں، بارش جیسی نعمت کے وقت اکثر لوگوں کے کفر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش برسائی گئی ہے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ بارش برسنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جانتے ہو تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا سنو اللہ تعالے نے فرمایا میرے بندوں میں سے بہت سے مومن ہو گئے اور بہت سے کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ صرف اللہ تعالے کے فضل وکرم سے یہ بارش ہم پر برسی ہے وہ تو میرے ساتھ ایمان رکھنے والے اور ستاروں کے اثرات کا انکار کرنے والے ہوئے اور جنہوں نے کہا کہ فلاں فلاں تارے کے اثر سے پانی برسایا گیا ہے۔ کافر ہوئے اور تاروں پر ایمان لانے والے ہوئے۔

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ

اور ہم اگر چاہتے تو (آپ کے علاوہ اسی زمانہ میں) ہر بستی میں ایک ایک پیغمبر بھیج دیتے سو (آپ اس نعمت کے شکریہ میں) آپ کافروں

جَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا ۝۸ وَهُوَ الَّذِيْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا

کی خوشی کا کام نہ کیجئے اور قرآن کے (انکار دینے) اور اگر ہم زور شور سے مقابلہ کیجئے (آگے پھر عود ہے دلائل توحید کی طرف) اور وہ ایسا ہے جس نے دو دریاؤں کو صورۃ ملا

عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّحِجْرًا

جن میں ایک (کا پانی) تو شیریں تسکین بخش ہے اور ایک (کا پانی) شور تلخ ہے۔ اور ان کے درمیان میں (اپنی قدرت سے) ایک حجاب اور ایک (معنوی) روک رکھ دیا

مَّحْجُوْرًا ۝۹ وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ

اور وہ ایسا ہے جس نے پانی سے (یعنی نطفہ سے) آدمی کو پیدا کیا پھر اس کو خاندان والا اور

صِهْرًا ۭ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيْرًا ۝۱۰

سسرال والا بنایا اور (اے مخاطب) تیرا پروردگار بڑی قدرت والا ہے

اور یہ بھی دیکھو

اگر رب چاہتا تو ہر ہر بستی میں ایک ایک نبی بھیج دیتا لیکن اس نے تمام دنیا کی طرف صرف ایک ہی نبی بھیجا ہے اور پھر اسے حکم دیدیا ہے کہ اس قرآن کا وعظ سب کو سنا دے جیسے فرمان ہے کہ میں اس قرآن سے تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے ہوشیار کر دوں۔ اور ان تمام جماعتوں میں سے جو بھی اس سے کفر کرے اس کے وعدے کی جگہ جہنم ہے اور فرمان ہے کہ تو مکے والوں کو اور ہر طرف کے لوگوں کو آگاہ کر دے اور آیت میں ہے کہ اے نبی آپ کہدیجئے کہ اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف رسول اللہ بن کر آیا ہوں۔ صحیحین کی حدیث میں ہے میں ہر سرخ و سیاہ سب کی طرف بھیجا گیا ہوں بخاری مسلم کی اور حدیث میں ہے کہ تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے جاتے رہے اور میں عام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ پھر فرمایا کافروں کا کہنا نہ ماننا اور اس قرآن کے ساتھ ان سے بہت بڑا جہاد کرنا جیسے ارشاد ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ الخ یعنی اے نبی کافروں سے اور منافقوں سے جہاد کرتے رہو۔ اسی رب نے پانی کو دو طرح کا کر دیا ہے میٹھا اور کھارا۔ نہروں چشموں اور کنووں کا پانی عموماً شیریں صاف اور خوش ذائقہ ہوتا ہے۔ بعض ٹھیرے ہوئے سمندروں کا پانی کھارا اور بدمزہ ہوتا ہے اللہ کی اس

عہ گویا کہ قرآن مجید کی اس آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے عہد مبارک میں خدا تعالیٰ کا فیصلہ یہی تھا کہ پوری کائنات کی طرف صرف ایک ہی نبی مبعوث ہو اور وہ آپؐ ہیں۔ اگرچہ خدا تعالیٰ اس پر بھی قادر تھا کہ ہر ہر بستی میں انبیاء مبعوث کرتا لیکن اسوقت ایک ہی نبی کی بعثت ہماری مصلحت تھی، اس مطلب کو سامنے رکھنے کے بعد قرآن مجید ہی کی ان آیات سے اسکا تعارض نظر نہیں آئیگا جن سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم میں نبی مبعوث ہوا ہے کیونکہ وہ آپکے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات تھی۔

عہ جہاد صرف شمشیر و تلوار کے ساتھ ہی نہیں بلکہ وعظ و نصیحت اور مسلسل تبلیغ سے بھی۔

نعمت پر بھی شکر کرنا چاہئے کہ اس نے میٹھے پانی کی ہر طرف ریل پیل کر دی کہ لوگوں کو نہانے دھونے اور اپنے کھیت اور باغات کو پانی دینے میں آسانی رہے مشرقوں اور مغربوں میں محیط سمندر کھاری پانی کے اس نے بہا دیئے جو ٹھیرے ہوئے ہیں ادھر ادھر بہتے نہیں لیکن موجیں مار رہے ہیں تلاطم کر رہے ہیں بعض میں مد و جزر ہے۔ ہر مہینے کی ابتدائی تاریخوں میں تو ان میں زیادتی اور بہاؤ ہوتا ہے پھر چاند کے گھٹنے کے ساتھ وہ گھٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر میں اپنی حالت پر آجاتا ہے پھر جہاں چاند چڑھا یہ بھی چڑھنے لگے چودہ تاریخ تک برابر چاند کے ساتھ چڑھتا رہا پھر اترنا شروع ہوا ان تمام سمندروں کو اسی خدا نے پیدا کیا ہے وہ زبردست قدرت والا ہے کھارا اور گرم پانی گو پینے کے کام نہیں آتا لیکن ہواؤں کو صاف کر دیتا ہے جس سے انسانی زندگی ہلاکت میں نہ پڑے اس میں جو جانور مر جاتے ہیں ان کی بدبو دنیا والوں کو ستا نہیں سکتی اور کھاری پانی کے سبب سے اس کی ہوا صحت بخش اور اس کا مردہ پاک طیب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب سمندر کے پانی کی نسبت سوال ہوا کہ کیا ہم اس سے وضو کر لیں؟ تو آپ نے فرمایا اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے۔ مالک شافعی اور اہل سنن نے اسے روایت کیا ہے اور اسناد بھی صحیح ہے۔ پھر اس کی اس قدرت کو دیکھو کہ محض اپنی طاقت سے اور اپنے حکم سے ایک کو دوسرے سے جدا رکھا ہے نہ کھارا میٹھے میں مل سکے نہ میٹھا کھارے میں مل سکے جیسے فرمان ہے۔ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ یَلْتَقِیٰنِ ۝ بَیْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا یَبْغِیٰنِ ۝ الخ اس نے دونوں سمندر جاری کر دیئے کہ دونوں مل جائیں اور ان دونوں کے درمیان ایک حجاب قائم کر دیا ہے کہ حد سے نہ بڑھیں پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کے انکار کرتے ہو اور آیت میں ہے کون ہے وہ جس نے زمین کو جائے قرار بنایا اور اس میں جگہ جگہ دریا جاری کر دیئے اس پر پہاڑ قائم کر دیئے اور دو سمندروں کے درمیان آڑ کر دی کیا اللہ کی ساتھ اور کوئی معبود بھی ہے؟ بات یہ ہے کہ ان مشرکین کے اکثر لوگ بے علم ہیں۔ اس نے انسان کو ضعیف نطفے سے پیدا کیا ہے پھر اسے ٹھیک ٹھاک اور برابر بنایا ہے اور اچھی پیدائش میں پیدا کر کے پھر اسے مرد یا عورت بنایا۔ پھر اس کے لئے نسب کے رشتے دار بنا دیئے پھر کچھ مدت بعد سسرالی رشتے قائم کر دیئے اتنے بڑے قادر خدا کی قدرتیں تمہارے سامنے ہیں۔

وَیَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنْفَعُهُمْ وَلَا یَضُرُّهُمْ وَکَانَ الْکَافِرُ عَلٰی

اور یہ لوگ ہیں مشرک لوگ ایسی خدا کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نہ نفع پہنچا سکتی ہیں اور نہ ان کو کچھ ضرر پہنچا سکتی ہیں اور کافر تو اپنے

رَبِّهٖ ظَهِیْرًا ۝ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۝۱۲ قُلْ مَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ

رب کا تو مخالف ہے اور ہم نے آپ کو صرف خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا ہے کہ اطاعت والوں کو جنت کی خوشخبری سنائیں اور کافروں کو دوزخ کی ڈرائیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (تبلیغ)

مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ یَّتَّخِذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ۝۱۳ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ

پر کچھ اجرت نہیں مانگتا ہاں جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے اور اس حی لایموت پر توکل رکھ

لَا یَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَکَفٰی بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرَا ۝ الَّذِیْ

اور اس کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے رہو اور وہ (خدا) اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے وہ ایسا ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی

جس نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے چھ روز (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر تخت (شاہی) پر قائم ہوا

الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِهٖ خَبِیْرًا ۝۱۵ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ

وہ بڑا مہربان ہے سو اس کی شان کسی جاننے والے سے پوچھ لینا چاہئے اور جب ان (کافروں) سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو (وہ جواب میں) کہتے

قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ (۶۰)

کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم اسکو سجدہ کرنے لگیں جسکو تم سجدہ کرنے کیلئے ہم کو کہو گے اور اس آیت نے انکو اور زیادہ نفرت میں کر دیا۔

کفار کی سفاہت

مشرکوں کی جہالت بیان ہو رہی ہے کہ وہ بت پرستی کرتے ہیں اور بلا دلیل و حجت ان کی پوجا کرتے ہیں جو نہ نفع کے مالک نہ نقصان کے صرف باپ دادوں کی دیکھا دیکھی نفسانی خواہشات سے ان کی محبت و عظمت دل میں جمائے ہوئے ہیں اور خدا و رسول سے دشمنی اور مخالفت رکھتے ہیں۔ شیطانی لشکر میں ہو گئے ہیں۔ اور مومنین کے مخالف ہو گئے ہیں لیکن یاد رکھیں کہ انجام کار غلبہ اللہ والوں کو ہی ہوگا۔ یہ اس امید میں ہیں کہ یہ معبودان باطل ان کی امداد کریں گے حالانکہ محض غلط ہے یہ خواہ مخواہ ان کی طرف سے سینہ سپر ہو رہے ہیں، انجام کار مومنوں کے ہی ہاتھ رہے۔ دنیا و آخرت میں ان کا پروردگار ان کی امداد کرے گا۔ ان کفار کو تو شیطان صرف خدا کی مخالفت پر ابھار دیتا ہے اور کچھ نہیں سچے خدا کی عداوت ان کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ شرک کی محبت بٹھا دیتا ہے۔ یہ خدائی احکام سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے فرماتا ہے کہ ہم نے تمہیں مومنوں کو خوش خبری سنانے والا اور کفار کو ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اطاعت گذاروں کو جنت کی بشارت دیجئے اور نافرمانوں کو جہنم کے عذابوں سے مطلع فرما دیجئے۔ لوگوں میں عام طور پر اعلان کر دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ کا بدلہ اپنے وعظ کا معاوضہ تم سے نہیں چاہتا۔ میرا ارادہ اس سے سوائے خدا کی رضامندی کی تلاش کے اور کچھ نہیں۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم میں سے جو راہ راست پر آنا چاہے اس کے سامنے صحیح راستہ نمایاں کر دوں۔ اے پیغمبر! اپنے تمام کاموں میں اسی خدا پر بھروسہ رکھئے جو ہمیشگی اور دوام والا ہے جو موت و فوت سے پاک ہے جو اول و آخر ظاہر و باطن اور ہر چیز کا عالم ہے جو دائم باقی سرمدی ابدی حی و قیوم ہے جو ہر چیز کا مالک اور رب ہے اسکو اپنا ماویٰ و ملجا ٹھہرائیے اسی کی ذات ایسی ہے کہ اس پر توکل کیا جائے ہر گھبراہٹ میں اسی کی طرف جھکا جائے۔ وہ کافی ہے وہی ناصر ہے وہی مؤید و مظفر ہے جیسے فرمان ہے يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ الخ اے نبی جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے اتارا گیا ہے اسے پہنچا دیجئے اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ نے حق رسالت ادا نہیں کیا۔ آپ بے فکر رہیئے خدا آپ کو لوگوں کے برے ارادے سے بچا لیگا۔ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ مدینے کی کسی گلی میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے لگے تو آپ نے فرمایا اے سلمان مجھے سجدہ نہ کر سجدے کے لائق وہ ہے جو ہمیشہ کی زندگی والا ہے جس پر کبھی موت نہیں[۵] (ابن ابی حاتم) اور اس کی تسبیح و حمد بیان کرتا رہ چنانچہ حضور اس کی تعمیل میں فرمایا کرتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ مراد اس سے یہ ہے کہ عبادت اللہ ہی کی کر توکل صرف اسی کی ذات پر کر جیسے فرمان ہے۔ مشرق مغرب کا رب وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز سمجھ اور جگہ ہے فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اسی کی عبادت کر اسی پر بھروسہ رکھ اور آیت میں ہے اعلان کر دے کہ اسی رحمٰن کے ہم بندے ہیں اور اسی پر ہمارا کامل بھروسہ ہے۔ اس پر بندوں کے سب عمل ظاہر ہیں کوئی ذرہ اس سے پوشیدہ نہیں کوئی بھید کی بات بھی اس سے مخفی نہیں۔ وہی تمام چیزوں کا

---

[۵] یہ سلمان فارسی کا اقدام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت سے پہلے اور اس علم سے پہلے تھا کہ سجدہ غیر اللہ کو حرام ہے جب معلوم ہو گیا تو سجدہ صحابی تو درکنار کسی با ایمان امتی سے بھی یہ ممکن نہ ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرے۔ اور رہی یہ بات کہ ہم سجدہ عبادت نہیں بلکہ تعظیمی سجدہ کرتے ہیں تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اگر کوئی کہے کہ ہم زہر کو مرنے کے لئے نہیں بلکہ تفریح کے لئے کھاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ زہر تو اپنا اثر کر کے رہے گا خواہ آپ اس کو کھائیں کسی بھی ارادے سے۔ یاد رکھو کہ وہ سجدہ جس میں مسجود کی تعظیم پیش نظر ہو جب سجدہ عبادت ہی کہلائے گا۔ سو یہ فریب ہے کہ سجدہ عبادت کو اعتراض سے بچنے کے لئے تعظیمی سجدہ کے نام سے پکارا جائے اور ذرا یہ تو بتاؤ کہ سلمان فارسی کے متعلق کیا اس کا شبہ بھی ہو سکتا تھا کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت کے طور پر سجدہ کر رہے تھے ہندوستان کے بدعتی تو اتنے کٹر مومن ہیں کہ قبروں کو سجدہ عبادت نہیں بلکہ تعظیمی کریں اور ایک صحابی معاذ اللہ اسلام کی حدود سے نا واقف ہو کر آپ کو سجدہ عبادت کرنے لگے اور اگر کہتے ہو کہ نہیں بلکہ سلمان کا سجدہ بھی تعظیمی سجدہ تھا تو یاد رکھو کہ رسول اللہ نے اسکو بھی منع کر دیا۔ تو پھر بتاؤ کہ سجدہ تعظیمی کا جواز تمہارے پاس کہاں سے آیا۔

خالق مالک قابض ہے وہی ہر جاندار کا روزی رساں ہے اس نے اپنی قدرت و عظمت سے آسمان و زمین جیسی زبردست مخلوق کو صرف چھ دن میں پیدا کر دیا ہے پھر عرش پر قرار پکڑا ہے کاموں کی تدبیروں کا انجام اسی کی طرف ہے اور اسی کے حکم اور تدبیر سے ہے۔ اس کا فیصلہ سچا اور اچھا ہوتا ہے۔ جو ذات خدائے عالم ہو جو صفات خدا سے آگاہ ہو تو ایسے سے اس کی شان دریافت کرے۔ یہ ظاہر ہے کہ خدا کی ذات کی پوری خبرداری رکھنے والے اس کی ذات سے پورے واقف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے جو دنیا اور آخرت میں تمام اولاد آدم کے علی الاطلاق سردار تھے جو ایک بات بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے تھے بلکہ جو فرماتے تھے وہ فرمودۂ خدا ہی ہوتا تھا۔ آپ نے جو جو صفتیں خدا کی بیان کی ہیں سب حق ہیں۔ آپ نے جو خبریں دیں سب سچ ہیں سچے امام آپ ہی ہیں۔ تمام جھگڑوں کا فیصلہ آپ ہی کے حکم سے کیا جا سکتا ہے جو آپ کی بات بتلائے وہ سچا جو آپ کے خلاف کہے وہ مردود۔ خواہ کوئی بھی ہو۔ خدا کا فرمان واجب الاذعان کھلے طور سے صادر ہو چکا ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ الخ تم اگر کسی چیز میں جھگڑو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ۔ اور فرمان ہے۔ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ تم جس چیز میں بھی اختلاف کرو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے اور فرمان ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا الخ تیرے رب کی باتیں جو خبروں میں بھی اور حکم و ممانعت میں عدل کی ہیں پوری ہو چکیں یہ بھی منقول ہے کہ مراد اس سے قرآن ہے۔ مشرکین خدا کے سوا اوروں کو سجدے کرتے تھے ان سے جب رحمان کو سجدہ کرنے کو کہا جاتا تھا تو کہتے تھے کہ ہم رحمٰن کو نہیں جانتے وہ اس سے منکر تھے کہ خدا کا نام رحمٰن ہے۔ جیسے حدیبیہ والے سال حضور نے صلح نامہ کے کاتب سے فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھ۔ تو مشرکین نے کہا نہ ہم رحمان کو جانیں نہ رحیم کو۔ ہمارے رواج کے مطابق بسمک اللھم لکھ۔ اس کے جواب میں یہ آیت اتری قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ الخ کہہ دے کہ اللہ کو پکارو یا رحمٰن کو جس نام سے تم چاہو پکارو اس کے بہت سے بہترین نام ہیں وہی اللہ ہے وہی رحمٰن ہے پس مشرکین کہتے تھے کہ کیا صرف تیرے کہنے سے ہم ایسا کر لیں؟ الغرض وہ اور نفرت میں بڑھ گئے۔ برخلاف مومنوں کے کہ وہ اللہ کی عبادت کرتے ہیں جو رحمان و رحیم ہے اسی کو عبادت کے لائق سمجھتے ہیں اور اسی کے لئے سجدے کرتے ہیں علماء رحمۃ اللہ علیہم کا اتفاق ہے کہ سورہ فرقان کی اس آیت کے پڑھنے اور سننے والے پر سجدہ مشروع ہے جیسے کہ اس کی جگہ اس کی تفصیل موجود ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا ①

وہ ذات بہت عالیشان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس (آسمان) میں ایک چراغ (یعنی آفتاب) اور نورانی چاند بنایا) اور وہ

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا ○

ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اور یہ سب کچھ دلائل مذکورہ ہوئے اس شخص کے سمجھنے کے لئے ہیں جو سمجھنا چاہے

منور آفتاب اور چمکتا ہوا چاند

اللہ تعالیٰ کی عظمت قدرت رفعت کو دیکھو کہ اس نے آسمان میں برج بنائے اس سے مراد یا تو بڑے بڑے ستارے ہیں یا چوکیداری کے برج ہیں۔ پہلا قول زیادہ ظاہر ہے اور ہو سکتا ہے کہ بڑے بڑے ستاروں سے مراد بھی یہی برج ہوں اور آیت میں ہے آسمان دنیا کو ہم نے ستاروں کے ساتھ مزین بنایا۔ سراج سے مراد سورج ہے جو چمکتا رہتا ہے اور مثل چراغ کے ہے جیسے فرمان ہے وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور ہم نے روشن چراغ یعنی سورج بنایا۔ اور چاند بنایا جو منور اور روشن ہے۔ دوسرے نور سے جو سورج کے سوا ہے جیسے فرمان ہے اس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو نور بنایا۔ حضرت نوح نے اپنی قوم سے فرمایا اَلَمْ تَرَوْا كَیْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا الخ کیا تم دیکھ نہیں رہے کہ خدائے تعالیٰ نے اوپر تلے سات آسمان پیدا کئے اور ان میں چاند کو نور بنایا اور سورج کو چراغ بنایا دن رات ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے ہیں۔ اس کی قدرت کا نظام ہے یہ جاتا ہے وہ آتا ہے اس کا جانا اس کا آنا ہے

جیسے فرمان ہے اس نے تمہارے لئے سورج چاند کو پے در پے آنے جانے والے بنائے ہیں اور جگہ ہے رات دن کو ڈھانپ لیتی ہے اور جلدی جلدی اسے طلب کرتی آتی ہے نہ سورج چاند سے آگے بڑھ سکے نہ رات دن سے سبقت کر سکے۔ اسی سے اس کی عبادتوں کے وقت اس کے بندوں کو معلوم ہوتے ہیں رات کا فوت شدہ عمل دن میں پورا کر لیں دن کا رہ گیا ہوا عمل رات کو ادا کر لیں۔ صحیح حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ رات کو اپنے ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گنہگار توبہ کر لے اور دن کو ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ضحیٰ کی نماز میں بڑی دیر لگا دی سوال پر فرمایا کہ رات کا میرا وظیفہ کچھ باقی رہ گیا تھا تو میں نے چاہا کہ اسے پورا یا اس کی قضا کر لوں پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی خِلْفَةً کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ مختلف یعنی دن روشن رات تاریک اس میں اجالا اس میں اندھیرا یہ نورانی وہ ظلماتی۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ

اور حضرت رحمٰن کے بندے جو زمین میں عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل [illegible] والے لوگ (جہالت کی) بات کرتے ہیں تو [illegible] کہتے ہیں

قَالُوْا سَلٰمًا ۝ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ

اور جو راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام (یعنی نماز) میں [illegible] ہیں اور جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے

یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝

پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیو کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے

اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا

بیشک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے [illegible] اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں، اور نہ تنگی

وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَكَانَ بَیْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ۝

کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر رہتا ہے۔

اللہ کے مقدس بندے

اللہ کے مومن بندوں کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں کہ وہ زمین پر سکون و وقار کے ساتھ تواضع عاجزی مسکینی اور فروتنی سے چلتے پھرتے ہیں۔ تکبر تجبر فساد اور ظلم و ستم نہیں کرتے جیسے حضرت لقمانؑ نے اپنے لڑکے سے فرمایا تھا کہ اکڑ کر نہ چلا کر۔ یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تصنع اور بناوٹ سے کمر جھکا کر بیماروں کی طرح قدم قدم چلنا یہ تو ریاکاروں کا کام ہے کہ وہ خود کو لوگوں کو دکھانے کے لئے اور دنیا کی نگاہیں اپنی طرف اٹھانے کیلئے ایسا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت اس کے بالکل برعکس تھی آپ کی چال ایسی تھی کہ گویا آپ کسی اونچائی سے اتر رہے ہیں اور گویا کہ زمین آپ کے لئے لپٹی جا رہی ہے۔ سلف صالحین نے بیماروں کی سی تکلیف والی چال کو مکروہ فرمایا ہے۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ بہت آہستہ آہستہ چل رہا ہے آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ کیا تو کچھ بیمار ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا پھر یہ کیا چال ہے؟ خبردار جو اب اس طرح چلا تو کوڑے کھائے گا۔ طاقت کے ساتھ جلدی جلدی چلا کرو۔ پس یہاں مراد تسکین اور وقار کے ساتھ شریفانہ چلنا ہے نہ کہ ضعیفانہ اور مریضانہ۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب نماز کیلئے آؤ تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ وقار کے ساتھ آؤ جو جماعت کے ساتھ مل جائے ادا کر لو اور جو فوت ہو جائے پوری کر لو۔ امام حسن بصریؒ نے اس آیت کی تفسیر میں نہایت ہی عمدہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ مومنوں کی آنکھیں اور ان کے کان اور ان کے اعضا جھکے ہوئے اور ڈرے ہوئے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بیوقوف لوگ انہیں بیمار سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ بیمار نہیں ہوتے بلکہ خوف خدا سے

جھکے جاتے ہیں ویسے پورے تندرست ہیں لیکن دل خدا کے خوف سے پُر ہیں۔ آخرت کا علم دنیا طلبی سے اور بیان کے ٹھاٹھ سے انہیں روکے ہوئے ہے۔ یہ قیامت کے دن کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے ہم سے غم کو دور کر دیا اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ انہیں دنیا میں کھانے پینے وغیرہ کا غم لگا رہتا تھا نہیں نہیں خدا کی قسم دنیا کا کوئی غم ان کے پاس بھی نہیں پھٹکتا تھا۔ ہاں انہیں آخرت کا کھٹکا ہر وقت لگا رہتا تھا جنت کیلئے کسی کام کو وہ بھاری نہیں جانتے تھے ہاں جہنم کا خوف انہیں رلاتا رہتا تھا جو شخص خدا کے خوف دلانے سے بھی خوف نہ کھائے اس کا نفس حسرتوں کا مالک ہے جو شخص کھانے پینے کو ہی خدا کی نعمت سمجھے وہ کم علم ہے اور عذاب میں پھنسا ہوا ہے

پھر اپنے نیک بندوں کا اور وصف بیان فرمایا کہ جب جاہل لوگ ان سے جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو یہ بھی ان کی طرح جہالت پر نہیں اتر آتے بلکہ درگذر کر لیتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں اور سوائے بھلی بات کے گندی باتوں سے اپنی زبان آلودہ نہیں کرتے جیسے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جوں جوں دوسرا آپ پر تیز ہوتا آپ اتنے ہی نرم ہوتے یہی وصف قرآن کریم کی اس آیت میں بیان ہوا ہے وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ مومن لوگ بیہودہ باتیں سنکر منہ پھیر لیتے ہیں۔ ایک حسن سند سے مسند احمد میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ وسلم کے سامنے کسی شخص نے دوسرے کو برا بھلا کہا لیکن اس نے پلٹ کر جواب دیا کہ تجھ پر سلام ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کے درمیان فرشتہ موجود تھا وہ تیری طرف سے گالیاں دینے والے کو جواب دیتا تھا وہ جو گالی تجھے دیتا تھا فرشتہ کہتا تھا یہ نہیں بلکہ تو! اور جب تو کہتا تھا تجھ پر سلام تو فرشتہ کہتا تھا اس پر نہیں بلکہ تجھ پر تو ہی سلامتی کا پورا حقدار ہے پس فرمان ہے کہ یہ اپنی زبان کو گندی نہیں کرتے برا کہنے والوں کو برا نہیں کہتے سوائے بھلے کلمے کے زبان سے اور کوئی لفظ نہیں نکالتے۔ امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں دوسرا ان پر ظلم کرے تو یہ صلح اور برداشت کرتے ہیں۔ دن تو اللہ کے بندوں کے ساتھ اسطرح گذارتے ہیں کہ ان کی کڑوی کسیلی سن لیتے ہیں اور رات کو جس حالت میں گذارتے ہیں اس کا بیان اگلی آیت میں ہے۔ فرماتا ہے کہ رات خدا کی عبادت اور اس کی اطاعت میں بسر ہوتی ہے بہت کم سوتے ہیں صبح کو استغفار کرتے ہیں کروٹیں بستروں سے الگ رہتی ہیں دلوں میں خوف خدا ہوتا ہے۔ امید رحمت ہوتی ہے اور راتوں کی گھڑیوں کو خدا کی عبادت میں گذارتے ہیں۔ دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا عذاب جہنم ہم سے دور رکھ وہ تو دائمی اور لازمی عذاب ہے جیسے کہ شاعر نے شان خدا بتائی ہے ؎ إِنْ يُعَذِّبْ يَكُنْ غَرَامًا وَإِنْ يُعْطِ جَزِيْلًا فَإِنَّهٗ لَا يُبَالِيْ ۔ یعنی اس کے عذاب بھی سخت اور لازمی اور ابدی اور اس کی عطا اور انعام بھی بیحد ان گنت اور بے حساب۔ جو چیز آئے اور ہٹ جائے وہ غرام نہیں۔ غرام وہ ہے جو آنے کے بعد ہٹنے اور دور ہونے کا نام ہی نہ لے۔ یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ عذاب جہنم تاوان ہے جو کافران نعمت سے لیا جائے گا انہوں نے خدا کے دیئے کو اس کی راہ میں نہیں لگایا لہذا آج اس کا تاوان یہ بھرنا پڑے گا کہ جہنم کو پر کر دیں۔ وہ بری جگہ ہے بد منظر ہے تکلیف دہ ہے مصیبت ناک ہے۔ حضرت مالک بن حارث کا بیان ہے کہ جب دوزخی کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا تو خدا ہی جانتا ہے کہ کتنی مدت تک وہ نیچے ہی نیچے چلا جائے گا۔ اس کے بعد جہنم کے ایک دروازے پر اسے روک دیا جائے گا اور کہا جائیگا آپ بہت پیاسے ہو رہے ہوں گے لو ایک جام تو نوش کر لو۔ یہ کہہ کر انہیں کالے ناگ اور زہریلے بچھوؤں کے زہر کا ایک پیالہ پلایا جائے گا جس کے پیتے ہی ان کی کھالیں الگ جھڑ جائیں گی بال الگ ہو جائیں گے رگیں الگ جا پڑیں گی ہڈیاں جدا جدا ہو جائیں گی حضرت عبید بن عمیرؒ فرماتے ہیں جہنم میں گڑھے ہیں کنوؤں جیسے۔ ان میں سانپ ہیں جیسے بختی اونٹ اور بچھو ہیں جیسے خچر جب کسی جہنمی کو جہنم میں ڈالا جاتا ہے تو وہ وہاں سے نکل کر آتے اور انہیں لپٹ جاتے ہیں ہونٹوں پر سروں پر اور جسم کے اور حصوں پر ڈستے اور ڈنک مارتے ہیں جس سے ان کے سارے بدن میں زہر پھیل جاتا ہے اور جھلسنے لگتے ہیں۔ سارے سر کی کھال جھلس کر گر پڑتی ہے پھر وہ سانپ چلے جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جہنمی ایک ہزار سال تک جہنم میں چلاتا رہیگا یَا حَنَّانُ یَا مَنَّانُ تب اللہ تعالیٰ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا جاؤ دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ آ کر دیکھینگے تو

سب جہنمی بُرے حال سر جھکائے آہ و زاری کر رہے ہیں۔ جا کر جناب باری میں خبر کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر جاؤ فلاں فلاں جگہ یہ شخص ہے جاؤ اور اسے لے آؤ۔ آپ بحکم خدا جائیں گے اور اسے لا کر خدا کے سامنے کھڑا کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے دریافت فرمائے گا کہ تو کیسی جگہ میں ہے؟ یہ جواب دے گا کہ خدایا ٹھہرنے کی بھی بری جگہ اور سونے بیٹھنے کی بھی بدترین جگہ ہے۔ خدا فرمائے گا اچھا اب اسے اس کی جگہ واپس کر آؤ۔ تو یہ گڑگڑائے گا عرض کرے گا کہ اے میرے ارحم الراحمین خدا جب کہ تو نے مجھے اس سے باہر نکالا تو تیری ذات ایسی نہیں کہ پھر مجھے اس میں داخل کر دے مجھے تو تجھ سے رحم و کرم کی ہی امید ہے خدایا بس اب مجھ پر کرم فرما جب تو نے مجھے جہنم سے نکالا تو میں خوش ہو گیا تھا کہ اب تو اس میں نہ ڈالے گا۔ اس مالک و رحمٰن و رحیم خدا کو بھی رحم آجائے گا اور فرمائے گا اچھا میرے بندے کو چھوڑ دو۔ پھر ان کا ایک اور وصف بیان ہوتا ہے کہ نہ تو وہ مسرف ہیں نہ بخیل ہیں نہ بے جا خرچ کرتے ہیں نہ ضروری اخراجات میں کوتاہی کرتے ہیں بلکہ درمیانہ روی سے کام لیتے ہیں نہ ایسا کرتے ہیں کہ اپنے والوں کو اہل و عیال کو بھی تنگ رکھیں۔ نہ ایسا کرتے ہیں کہ جو ہو لٹا دیں اسی کا حکم خدائے تعالیٰ نے دیا ہے فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً الخ یعنی نہ تو اپنے ہاتھ اپنی گردن سے باندھ اور نہ انہیں بالکل ہی چھوڑ دے الخ مسند احمد میں فرمان رسول ہے کہ اپنی گذران میں درمیانہ روی کرنا انسان کی سمجھداری کی دلیل ہے اور حدیث میں ہے جو افراط و تفریط سے بچتا ہے وہ کبھی فقیر و محتاج نہیں ہوتا۔ بزار کی حدیث میں ہے کہ امیری میں فقیری میں عبادت میں درمیانہ روی بڑی ہی بہتر اور احسن چیز ہے امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں راہ خدا میں کتنا ہی چاہو دو اس کا نام اسراف نہیں ہے۔ حضرت ایاس بن معاویہؒ فرماتے ہیں جہاں کہیں تو حکم خدا سے آگے بڑھ جائے وہی اسراف ہے اور بزرگوں کا قول ہے خدا کی نافرمانی کا خرچ اسراف ہے۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ

اور جو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص (کے قتل کرنے) کو

حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ اَثَامًا ⑧

اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اسکو قتل نہیں کرتے ہاں مگر حق پر اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسے کام کریگا تو سزا سے اسکو سابقہ پڑیگا کہ قیامت کے روز

یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا ⑨ اِلَّا مَنْ تَابَ

اس کا عذاب بڑھتا چلا جائے گا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (و خوار) ہو کر رہیگا مگر جو (شرک و معاصی)

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ

توبہ کرلے اور ایمان بھی لے آئے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے (گذشتہ) گناہوں کی جگہ نیکیاں عنایت فرمائے گا

وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ⑩ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا رہے تو وہ (بھی عذاب سے بچا رہیگا کیونکہ وہ)

یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا ⑪

اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے۔

کچھ اور خصوصیات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ نے سوال کیا کہ سب سے بڑا گناہ کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا تیرا خدا کے ساتھ شرک کرنا۔ حالانکہ اسی اکیلے نے تجھے پیدا کیا ہے۔ انہوں نے کہا اس سے کم؟ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالنا کہ تو اسے کھلائے گا کہاں سے

پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا تیرا اپنے پڑوس کی کسی عورت سے بدکاری کرنا پس اس کی تصدیق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں یہ حدیث بخاری مسلم وغیرہ میں موجود ہے۔ اور روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر جانے لگے تنہا تھے میں بھی ساتھ ہولیا آپ ایک اونچی جگہ بیٹھ گئے میں آپ سے نیچے بیٹھ گیا اور اس تنہائی کے موقعہ کو غنیمت سمجھ کر حضورؐ سے وہ سوالات کئے جو اوپر مذکور ہوئے حجۃ الوداع میں حضورؐ نے فرمایا چار گناہوں سے بہت بچو اللہ کے ساتھ کسی کا شریک کسی حرمت والے نفس[عہ] کا قتل زنا اور چوری۔ مسند احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحابؓ سے پوچھا زنا کی بابت تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا وہ حرام ہے اور قیامت تک حرام ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں سنو انسان کا اپنی پڑوس کی عورت سے زنا کرنا دوسری دس عورتوں کے زنا سے بھی بدتر ہے[عہ]۔ پھر آپ نے فرمایا چوری کی نسبت کیا کہتے ہو؟ انہوں نے یہی جواب دیا کہ وہ حرام ہے خدا و رسول اسے حرام قرار دے چکے ہیں آپ نے فرمایا سو دس جگہ کی چوری بھی اتنی بری نہیں جیسی پڑوس کی ایک جگہ کی چوری حضورؐ کا فرمان ہے کہ شرک کے بعد اس سے بڑا گناہ کوئی نہیں کہ انسان اپنا نطفہ اس رحم میں ڈالے جو اس کے لئے حلال نہیں یہ بھی روایت ہے کہ بعض مشرکین حضورؐ کے پاس آئے اور کہا حضرت آپ کی دعوت اچھی سچی ہے لیکن ہم نے تو شرک بھی کیا ہے قتل بھی کیا ہے بدکاریاں بھی کی ہیں اور یہ سب کام بکثرت کئے ہیں تو فرمائیے ہمارے لئے کیا حکم ہے؟ اس پر یہ آیت اتری اور آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا بھی نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تمہیں اس سے منع فرماتا ہے کہ تم خالق کو چھوڑ مخلوق کی عبادت کرو اور اس سے بھی منع فرماتا ہے کہ اپنے کتے کو تو پالو اور اپنے بچے کو قتل کر ڈالو۔ اور اس سے بھی منع فرماتا ہے کہ اپنی پڑوسن سے بدکاری کرو۔ اثام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے یہی وہ وادیاں ہیں جن میں زانیوں کو عذاب دیا جائے گا۔ اس کے معنے عذاب سزا کے بھی آتے ہیں۔ حضرت لقمان حکیمؒ کی نصیحتوں میں ہے کہ اے بچے زنا سے بچنا اس کے شروع میں ڈر خوف ہے اور اس کا انجام ندامت و حسرت ہے یہ بھی ہے کہ غی اور اثام دوزخ کے دو کنویں ہیں اللہ ہمیں محفوظ رکھے۔ اثام کے معنی بدلے کے بھی آتے ہیں اور یہی ظاہر آیت کے مشابہ بھی ہے اور گویا اس کے بعد کی آیت اسی بدلے اور سزا کی تفسیر ہے کہ اسے بار بار عذاب کیا جائیگا اور سختی کی جائے گی اور ذلت کے دائمی عذاب میں پھنس جائے گا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔ ان کاموں کے کرنے والے کی سزا تو بیان ہو چکی مگر اس سزا سے وہ بچ جائیں گے جو دنیا ہی میں اس سے توبہ کرلیں۔ اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاتل کی توبہ بھی قبول ہے جو آیت سورہ نساء میں موجود ہے۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الخ وہ اس کے خلاف نہیں گو وہ مدنی آیت ہے لیکن وہ مطلق ہے تو وہ محمول کی جائے گی ان قاتلوں پر جو اپنے اس فعل سے توبہ نہ کریں اور یہ آیت ان قاتلوں کے بارے میں ہے جو توبہ کریں پھر مشرکوں کی بخشش نہ ہونے کا بیان فرمایا ہے اور صحیح حدیثوں سے بھی قاتل کی توبہ کی مقبولیت ثابت ہے جیسے اس شخص کا قصہ جس نے ایک سو قتل کئے تھے پھر توبہ کی اور اس کی توبہ قبول ہوئی۔ وغیرہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیاں خدائے تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دیتا ہے۔ ابن عباسؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے گناہ کے کام کئے تھے اسلام میں آنے کے بعد نیکیاں کیں تو اللہ نے انہیں گناہ کے بدلے نیکیوں کی توفیق عنایت فرمائی اسی آیت کی تلاوت کے وقت آپ ایک عربی شعر پڑھتے تھے۔

[عہ] یعنی وہ جسکا قتل کرنا تمہارے لئے کسی طرح جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ کسی کا بھی قتل جائز نہیں الا یہ کہ وہ قاتل ہو۔ زانی ہو وغیرہ تو حرمت والے نفس سے مراد وہ ہے جس سے کوئی جرم نہ ہوا اور ظلماً اسے مار دیا جائے۔ [عہ] میں پہلے کہیں لکھ آیا یعنی کہ آپؐ کے اسی ارشاد سے یہ ہرگز نہ سمجھ لیا جائے کہ زنا پڑوسن کے ساتھ تو حرام اور دوسری عورت سے کیا حلال ہے معاذ اللہ زنا تو زنا ہے خواہ کسی کے ساتھ کیا جائے پڑوسن کا ذکر حدیث میں اس لئے بھی آتا ہے کہ اس کے ساتھ زنا کرنے کے (باقی صفحہ ۲ پر ملاحظہ ہو)

جس میں احوال کے تغیر کا بیان ہے جیسے گرمی سے ٹھنڈک عطا ابن ابی رباح فرماتے ہیں یہ دنیا کا ذکر ہے کہ انسان کی بری خصلت کو خدائے تعالیٰ اپنی مہربانی سے نیک عادت سے بدل دیتا ہے۔ سعید ابن جبیرؒ کا بیان ہے کہ بتوں کی پرستش کے بدلے خدائے تعالیٰ کی عبادت کی توفیق انہیں ملی۔ مومنوں سے لڑنے کے بجائے کافروں سے جہاد کرنے لگے مشرکہ عورتوں سے نکاح کے بجائے مومنہ عورتوں سے نکاح کئے۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ گناہ کے بدلے ثواب کے عمل کرنے لگے۔ شرک کے بدلے توحید و اخلاص ملا۔ بدکاری کے بدلے پاکدامنی حاصل ہوئی۔ کفر کے بدلے اسلام ملا۔ ایک معنی تو اس آیت کے یہ ہوئے دوسرے معنی یہ ہیں کہ خلوص کے ساتھ ان کی جو توبہ تھی اس سے خوش ہو کر اللہ عزوجل نے ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا یہ اسلئے کہ توبہ کے بعد جب کبھی انہیں اپنے گزشتہ گناہ یاد آتے تھے انہیں ندامت ہوتی تھی۔ یہ غمگین ہو جاتے تھے شرمانے لگتے تھے اور استغفار کرتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے گناہ اطاعت سے بدل گئے گو وہ ان کے نامۂ اعمال میں گناہ کے طور پر لکھے ہوئے تھے لیکن قیامت کے دن وہ سب نیکیاں بن جائیں گے جیسے کہ احادیث و آثار سے ثابت ہے۔ حضور فرماتے ہیں میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر جہنم سے نکلیگا اور سب سے آخر جنت میں جائے گا۔ یہ ایک وہ شخص ہوگا جسے خدا کے سامنے لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے بڑے بڑے گناہوں کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے گناہوں کی نسبت اس سے بازپرس کرو۔ چنانچہ اس سے سوال ہوگا کہ فلاں دن تونے فلاں کام کیا تھا؟ فلاں دن فلاں گناہ کیا تھا؟ یہ ایک کا بھی انکار نہ کر سکے گا اقرار کرے گا۔ آخر میں کہا جائے گا کہ تجھے ہم نے ہر گناہ کے بدلے نیکی دی۔ اب تو اس کی باچھیں کھل جائیں گی اور کہے گا اے میرے پروردگار میں نے اور بھی بہت سے اعمال کئے تھے جنہیں یہاں پا نہیں رہا۔ یہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسقدر ہنسے کہ آپ کے مسوڑے دیکھے جانے لگے (مسلم) آپ فرماتے ہیں کہ جب انسان سوتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے مجھے اپنا صحیفہ جس میں اس کے گناہ لکھے ہوئے ہیں دے۔ وہ دیتا ہے تو ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس گناہ وہ اس کے صحیفے سے مٹا دیتا ہے اور انہیں نیکیاں لکھ دیتا ہے پس تم میں سے جو بھی سونے کا ارادہ کرے وہ تینتیس دفعہ اللہ اکبر کہے اور چونتیس دفعہ الحمد للہ کہے اور تینتیس دفعہ سبحان اللہ کہے یہ مل کر سو مرتبہ ہو گئے (ابن ابی الدنیا) حضرت سلمان فرماتے ہیں انسان کو قیامت کے دن نامۂ اعمال دیا جائے گا وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اوپر اس کی برائیاں درج ہوں گی جنہیں پڑھ کر یہ کچھ ناامید سا ہونے لگیگا۔ اسی وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا۔ جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی۔ اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھیگا تو وہاں کی برائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلا ہوا پائے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہت سے لوگ خدا کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت کچھ گناہ ہوں گے پوچھا گیا کہ وہ کون سے لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا کہ وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جنتی جنت میں چار قسم کے جائیں گے۔ متقین یعنی پرہیزگاری کرنے والے پھر شاکرین یعنی شکر خدا کرنے والے۔ پھر خائفین یعنی خوف خدا رکھنے والے پھر اصحاب یمین جنہیں دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے ہوں گے۔ پوچھا گیا کہ انہیں اصحاب یمین کیوں کہا جاتا ہے؟ جواب دیا کہ اس لئے کہ انہوں نے نیکیاں بدیاں سب کچھ کی تھیں۔ ان کے اعمالنامے ان کے داہنے ہاتھ میں ملے اپنی بدیوں کا ایک ایک حرف پڑھ کر یہ کہنے لگیں گے کہ خدایا ہماری نیکیاں کہاں ہیں؟ یہاں تو سب بدیاں لکھی ہوئی ہیں اسی وقت اللہ تعالیٰ ان برائیوں کو مٹا دے گا اور ان کے بدلے نیکیاں لکھ دے گا انہیں پڑھ کر خوش ہو کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۳) امکانات زیادہ ہیں، کیونکہ وہ قریب رہتی ہے اس کو دیکھنا چھیڑنا وغیرہ ممکن ہے اس لئے آپ نے بتاکید اس سے روک دیا ورنہ زنا ہر حال میں اور ہر ایک کے ساتھ حرام ہے۔

اب تو یہ دوسروں سے کہیں آگے بڑھ گئے آؤ ہمارے عملنامے دیکھو جنتیوں کے اکثر ہی ہونگے۔ امام علی بن حسین زین العابدینؒ فرماتے ہیں برائیوں کو بھلائیوں سے بدلنا آخرت میں ہوگا۔ مکحولؒ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخشے گا اور انھیں نیکیاں دے گا۔ حضرت مکحول نے ایک مرتبہ حدیث بیان کی کہ ایک بوڑھے ضعیف آدمی جن کی بھویں آنکھوں پر آگئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں ایک ضعیف شخص ہوں جس نے کوئی غداری کوئی بدکاری باقی نہیں چھوڑی میرے گناہ اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ اگر تمام انسانوں پر تقسیم ہوجائیں تو سب کے سب غضب خدا میں گرفتار ہوجائیں۔ کیا میری بخشش کی بھی کوئی صورت ہے؟ کیا میری توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم مسلمان ہوجاؤ اس نے کلمہ پڑھ لیا أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تیری تمام برائیاں گناہ بدکاریاں سب کچھ معاف فرمادیگا بلکہ جب تک تو اس پر قائم رہے گا اللہ تعالیٰ تیری برائیاں بھلائیوں سے بدل دیگا۔ اس نے پھر پوچھا حضورؐ میرے چھوٹے بڑے گناہ سب صاف ہوجائیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں سب کے سب۔ پھر تو وہ شخص خوشی خوشی واپس جانے لگا اور تکبیر و تہلیل پکارتا ہوا لوٹ گیا۔ رضی اللہ عنہ (ابن جریر) حضرت ابوفروہؓ حاضر حضور ہوکر عرض کرتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے سارے ہی گناہ کئے ہوں جو جی میں آیا ہو پورا کیا ہو تو کیا ایسے شخص کی توبہ بھی قبول ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا تم مسلمان ہو گئے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا اب نیکیاں کرو برائیوں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی نیکیاں کردیگا۔ اس نے کہا میری غداریاں اور بدکاریاں بھی؟ آپ نے فرمایا ہاں اب وہ اللہ اکبر کہتا ہوا واپس چلا گیا (طبرانی)۔ ایک عورت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی اور دریافت فرمایا کہ مجھ سے بدکاری ہوگئی اس سے بچہ ہوگیا میں نے اسے مار ڈالا اب کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اب نہ تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوسکتی ہیں نہ خدا کے ہاں تیری قدر ہوسکتی ہے تیرے لئے توبہ ہرگز نہیں وہ روتی پیٹتی واپس چلی گئی۔ صبح کی نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھ کر میں نے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تو نے اس سے بہت ہی بری بات کہی کیا تو ان آیتوں کو قرآن میں نہیں پڑھتا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ سے اِلَّا مَنْ تَابَ تک مجھے بڑا ہی رنج ہوا اور میں لوٹ کر اس عورت کے پاس پہنچا۔ اور اسے یہ آیتیں پڑھ کر سنائیں وہ خوش ہوگئی اور اسی وقت سجدے میں گر پڑی اور کہنے لگی کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے لئے نجات کی صورت پیدا کردی (طبرانی) اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کا پہلا جواب سنکر وہ حسرت و افسوس کے ساتھ یہ کہتی ہوئی واپس چلی کہ ہائے ہائے یہ اچھی صورت کیا جہنم کے لئے بنائی گئی تھی؟ اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت ابوہریرہؓ کو اپنی غلطی کا علم ہوا تو اس عورت کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے۔ تمام مدینہ اور ایک ایک گلی چھان ماری لیکن کہیں پتہ نہ چلا۔ اتفاق سے رات کو وہ عورت پھر آئی تب حضرت ابوہریرہؓ نے انھیں صحیح بات بتائی۔ اس میں یہ بات بھی ہے کہ اس نے اللہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس نے میرے لئے چھٹکارے کی صورت بنائی اور میری توبہ کی قبولیت رکھی یہ کہکر اسکے ساتھ جو لونڈی تھی اسے آزاد کردیا اس لونڈی کے ایک لڑکی بھی تھی۔ اور سچے دل سے توبہ کرلی۔ پھر فرماتا ہے اور اپنے عام لطف و کرم فضل و رحم کی خبر دیتا ہے کہ جو بھی خدا کی طرف جھکے اور اپنی سیاہ کاریوں پر نادم ہوکر توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی سنتا ہے قبول فرماتا ہے اور اسے بخشدیتا ہے جیسے ارشاد ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ الخ جو برا عمل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے وہ اللہ کو غفور و رحیم پائیگا

ف کتنے خوش قسمت تھے یہ صحابی جن کو بارگاہ نبوت سے گناہوں کی معافی کی خوشخبری ملی۔ اے اللہ اے رحمان اے غفور اے غفار یہ فاسق و فاجر تیرا سرکش و نافرمان بندہ "انظر" بھی ان اقسام و اقسام کے گناہوں میں مبتلا ہے جن کا تصور ایک مسلمان سے بھی ممکن نہیں اے ارحم الراحمین تیرا ہزار شکر ہے کہ ایک مسلمان کے گھر پیدا کیا اور اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔ اے اللہ تیری تمام صفات جمالیہ و جلالیہ پر کامل یقین کے ساتھ تیری رحمت تیری صفت غفاریت کے طفیل میں ایک ایسی غفاریت کے طفیل میں ایک ایسی مغفرت چاہتا ہوں جس میں عذاب قبر عذاب دنیا اور عذاب جہنم کا شائبہ تک نہ ہو اے اللہ میں کمزور ہوں، اے اللہ میں ناتواں ہوں اے اللہ اے مولائے کل میرے گناہوں کو نہ دیکھ اپنی مغفرت کو دیکھ اپنی رحمت کو دیکھ (بقیہ حاشیہ ص ۲۶ پر)

اور جگہ ارشاد ہے اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ الخ کیا انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ توبہ کو قبول فرمانے والا ہے۔ اور آیت میں ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ الخ میرے ان بندوں سے جو گنہگار ہیں کہدیجئے کہ وہ میری رحمت سے ناامید نہ ہوں الخ یعنی توبہ کرنے والا محروم نہیں۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِیْنَ

اور وہ بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بیہودہ مشغلوں کے پاس ہو کر گذریں تو سنجیدگی کے ساتھ گذر جاتے ہیں اور وہ ایسے ہیں

اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ

کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان (احکام) پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے اور ایسے ہیں کہ دعا کرتے رہتے

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾

ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو ہماری نیک بیبیوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کو ٹھنڈک یعنی راحت، عطا کرنا اور ہم کو متقیوں کا افسر بنادے

اور یہ بھی انھیں کی خصوصیات ہیں

عباد الرحمٰن کے اور نیک اوصاف بیان ہو رہے ہیں کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے یعنی شرک نہیں کرتے بت پرستی سے بچتے ہیں۔ جھوٹ نہیں بولتے فسق و فجور نہیں کرتے کفر سے الگ رہتے ہیں لغو اور باطل کاموں سے پرہیز کرتے ہیں۔ گانا نہیں سنتے مشرکوں کی عید میں شریک نہیں ہوتے خیانت نہیں کرتے۔ بری مجلسوں میں نشست نہیں رکھتے۔ شراب نہیں پیتے۔ شراب خانوں میں نہیں جاتے اس کی رغبت نہیں کرتے۔ حدیث میں بھی ہے کہ سچے مومن کو چاہیئے کہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر دور شراب چل رہا ہو اور یہ بھی مطلب ہے کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ صحیحین میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں سب سے بڑا گناہ بتادوں؟ تین دفعہ یہی فرمایا۔ صحابہ نے کہا ہاں یارسول اللہ آپ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اس وقت تک آپ تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے اب اس سے الگ ہو کر فرمانے لگے سنو اور جھوٹی بات کہنا سنو اور جھوٹی گواہی دینا اسے باربار فرماتے رہے۔ یہاں تک ہم اپنے دل میں کہنے لگے کہ کاش، رسول اللہ خاموش ہو جاتے[۵] زیادہ ظاہر لفظوں سے تو یہ ہے کہ وہ جھوٹ کے پاس نہیں جاتے۔ اسی لئے آگے بیان ہوا کہ اتفاقاً گذر ہو جائے تو وہ اس سے کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ منہ پھیر کر مڑ جاتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کھیل کے پاس سے گذرے تو منہ پھیرے ہوئے بغیر رکے چلے گئے اللہ کے نزدیک کریم ہو گئے۔ خدا کے ان بزرگ بندوں کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ قرآن کی آیتیں سنکر ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ ان کے ایمان اور توکل بڑھ جاتے ہیں۔ بخلاف کفار کے کہ ان پر کلام الٰہی کا اثر نہیں ہوتا۔ وہ اپنی بداعمالیوں سے باز نہیں رہتا نہ اپنا کفر چھوڑے نہ سرکشی طغیانی اور جہالت وضلالت سے باز آئے۔ ایمان والوں کے ایمان بڑھ جاتے ہیں۔ اور بیمار دل والوں کی گندگی ابھر آتی ہے پس کافر خدا کی آیتوں سے بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں۔ ان مومنوں کی حالت اس کے برعکس ہے نہ یہ حق سے بہرے ہیں نہ حق سے اندھے ہیں سنتے ہیں سمجھتے ہیں۔ نفع حاصل کرتے ہیں اپنی اصلاح

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) اللّٰھم لا تصنع کما یلیق بشانی واصنع بی کما یلیق بشانک الکریم یا ارحم الراحمین اگرچہ صاحب دل محض از راہ لطف اس دعا میں شریک ہو جائیں تو انشاء اللہ احقر پر رحمت ہونے میں کیا دیر لگتی ہے۔

[۵] صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہ تمنا اس لئے پیدا ہوئی کہ آپ مسلسل گفتگو فرمانے کی وجہ سے تھک چکے تھے۔

حاصل کرتے ہیں ایسے بہت سے لوگ ہیں جو پڑھتے ہیں لیکن اندھا پن بہرا پن نہیں چھوڑتے۔ حضرت شعبیؒ سے سوال ہوا کہ ایک شخص آتا ہے اور دوسروں کو سجدے میں پاتا ہے لیکن اسے نہیں معلوم کہ کس آیت کو پڑھ کر سجدہ کیا گیا ہے؟ تو کیا وہ بھی اُن کے ساتھ سجدہ کرے؟ تو آپ نے یہی آیت پڑھی یعنی سجدہ نہ کرے اس لئے کہ اس نے نہ سجدہ کی آیت پڑھی نہ سنی نہ سوچی تو مومن کو کوئی کام اندھا دھند نہ کرنا چاہیئے جب تک اس کے سامنے کسی چیز کی حقیقت نہ ہو اس میں شامل نہ ہونا چاہیئے۔ پھر ان بزرگ بندوں کی ایک دعا بیان ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے طلب کرتے ہیں کہ ان کی اولاد بھی ان کی طرح فرمانبردار عبادت گزار موحد اور غیر مشرک ہوں تاکہ دنیا میں بھی اس نیک اولاد سے ان کا دل ٹھنڈا رہے اور آخرت میں بھی یہ انہیں اچھی حالت میں دیکھ کر خوش ہوں۔ اس دعا سے ان کی غرض خوبصورتی اور جمال کی نہیں بلکہ نیکی اور خوش خلقی ہے۔ مسلمان کی سچی خوشی اس میں ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو دوست احباب کو خدا کا فرمانبردار دیکھے وہ ظالم نہ ہوں سچے مسلمان ہوں۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک صاحب فرمانے لگے ان آنکھوں کو مبارکباد ہو جنھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے کاش کہ ہم بھی حضور کو دیکھتے اور تمہاری طرح فیض صحبت حاصل کرتے اس پر حضرت مقدادؓ ناراض ہوئے تو نفیر کہتے ہیں کہ مجھے تعجب معلوم ہوا کہ اس بات میں تو کوئی برائی نہیں پھر یہ خفا کیوں ہو رہے ہیں؟ اتنے میں حضرت مقداد نے فرمایا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس چیز کی آرزو کرتے ہیں جو قدرت نے انھیں نہیں دی خدا ہی کو علم ہے کہ یہ اگر اس وقت ہوتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ واللہ وہ لوگ بھی تو رسول اللہ صلی اللہ کے زمانے میں تھے جنھوں نے نہ آپ کی تصدیق کی نہ تابعداری کی اور اوندھے منہ جہنم میں گئے تم اللہ کا احسان نہیں مانتے کہ خدا نے تمہیں اسلام میں اور مسلمان گھروں میں پیدا کیا پیدا ہوتے تمہارے کانوں میں خدا کی توحید اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پہنچی اور ان بلاؤں سے تم بچالئے گئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئی تھیں۔ حضور تو ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے جس وقت دنیا کی گمراہی اور جہالت اپنی انتہا پر تھی۔ اس وقت دنیا والوں کے نزدیک بت پرستی سے بہتر کوئی مذہب نہ تھا۔ آپ فرقان لیکر آئے حق وباطل میں تمیز کی باپ سے بیٹے جدا ہو گئے۔ مسلمان اپنے باپ دادوں بیٹوں پوتوں دوست احباب کو کفر پر دیکھتے ان سے انھیں کوئی محبت پیار نہیں ہوتا تھا بلکہ کڑھتے تھے کہ یہ جہنمی ہیں اسی لئے ان کی دعائیں یہ ہوتی تھیں کہ ہمیں ہماری اولاد اور بیویوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما کیونکہ کفار کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتی تھیں۔ اس دعا کا آخری جملہ یہ ہے کہ ہمیں لوگوں کا رہبر بنا دے کہ ہم انھیں نیکی کی تعلیم دیں لوگ بھلائی میں ہماری اقتدا کریں ہماری اولاد ہماری راہ چلے تاکہ ثواب بڑھ جائے اور ان کی نیکیوں کے باعث بھی ہم بن جائیں رسول کریم صلی اللہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہیں کہ انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتے یا علم جس سے اس کے بعد نفع اٹھایا جائے یا صدقہ جاریہ۔

أُولٰئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلَقَّوْنَ فِيهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾

ایسے لوگوں کو بہشت (میں رہنے کو) بالاخانے ملیں گے بوجہ ان کے (دینی دعوت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب) سے

خٰلِدِينَ فِيهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي

دعا اور سلام ملے گا اور انہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانا اور مقام ہے۔ آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہہ دیجئے کہ میرا رب تمہاری ذرا بھی پرواہ نہ کرے گا۔

ف جیسا کہ ابوجہل اور ابولہب وغیرہ مثلاً باپ کافر اور بیٹا مومن صالح جیسا کہ ابوجہل کفر کا امام اور بیٹے عکرمہؓ مومن قانت عبداللہ بن ابی ابن سلول منافقین کا سرگروہ اور اس کے بیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی وعاشق تھے مگر یہ دعا صرف مومن ماں باپ کے لئے ہو سکے گی۔

لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۷۷

اگر تم عبادت نہ کرو گے سو تم تو احکام الٰہیہ کو جھوٹا سمجھتے ہو تو عنقریب یہ (جھوٹا سمجھنا تمہارے لئے وبال وجبان) ہوگا۔

ان مخلصین کو مومنوں کی پاک صفتیں ان کے بھلے اقوال عمدہ افعال بیان فرما کر ان کا بدلہ بیان ہو رہا ہے کہ انہیں جنت ملے گی جو بلند تر جگہ ہے اس وجہ سے کہ ان اوصاف پہ جمے رہے وہاں ان کی عزت ہوگی اکرام ہوگا ادب تعظیم ہوگی۔ احترام اور توقیر ہوگی ان کے لئے سلامتی ہے ان پر سلامتی ہے ہر ہر دروازۂ جنت سے فرشتے حاضر خدمت ہوتے ہیں اور سلام کر کے کہتے ہیں کہ تمہارا انجام بہتر ہو گیا کیونکہ تم صبر کرنے والے تھے۔ یہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ نکلیں نہ نکالے جائیں نہ نعمتیں کم ہوں نہ راحتیں فنا ہوں یہ سعید بخت ہی جنتوں میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے رہنے سہنے راحت و آرام کرنے کی جگہ بڑی سہانی پاک صاف طیب، ظاہر ہے دیکھنے میں خوش منظر رہنے میں آرام دہ۔ خدا نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت اور تسبیح و تہلیل کے لیے پیدا کیا ہے۔ اگر مخلوق یہ نہ بجا لائے تو وہ خدا کے نزدیک نہایت حقیر ہے۔ ایمان بغیر کا انسان ناکارہ محض ہے۔ اگر اللہ کو کافروں کی آرزو ہوتی تو وہ انہیں بھی عبادت کی طرف جھکا دیتا۔ لیکن خدا کے نزدیک یہ کسی گنتی ہی میں نہیں۔ کافرو! تم نے جھٹلایا۔ اب تم نہ سمجھو کہ بس معاملہ ختم ہو گیا۔ نہیں اس کا وبال تمہارے ساتھ ہی ساتھ ہے دنیا اور آخرت میں تم برباد ہو گے۔ عذاب خدا تم سے چمٹے ہوئے ہیں۔ اسی سلسلہ کی ایک کڑی بدر کے دن کفار کی ہزیمت اور شکست تھی جیسے کہ حضرت ابن مسعود وغیرہ سے منقول ہے قیامت کے دن کی سزا ابھی باقی ہے۔ (الحمد للہ سورۂ فرقان ختم ہوئی)۔

تفسیر سورۂ شعراء

مالک کی روایت کردہ تفسیر میں اس کا نام سورۂ جامعہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔

طٰسٓمّٓ ① تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ② لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا

طسم۔ یہ مضامین جو آپ پر نازل ہو رہے ہیں، کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں۔ شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر (رنج کرتے کرتے) اپنی جان

مُؤْمِنِيْنَ ③ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ

دیدیں گے۔ اگر ہم ان کو مومن کرنا چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں پھر ان کی گردنیں

اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ④ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ

اس نشانی سے پست ہو جاویں۔ اور ان کی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس کوئی تازہ فہمائش (حضرت) رحمان کی

مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِيْنَ ⑤ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَيَاْتِيْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا

طرف سے ایسی نہیں آتی جس سے یہ بے رخی نہ کرتے ہوں۔ سو (اس بے رخی کی یہاں تک نوبت پہنچی کہ) انہوں نے (دین حق) کو جھوٹا بتلا دیا سو عنقریب ان کو

مَا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ

اس بات کی حقیقت معلوم ہو جائیگی جسکے ساتھ استہزا کیا کرتے تھے۔ کیا انہوں نے زمین کو نہیں دیکھا کہ ہم نے اسمیں کسقدر عمدہ عمدہ قسم کی

كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

بوٹیاں اگائی ہیں اسمیں (توحید) کی ایک بڑی نشانی ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

اور بلاشبہ آپ کا رب غالب ہے رحیم ہے

ایمان واسلام کی دعوت کو عام کرنے کیلئے آپکی کوششیں

حروف مقطعہ کی بحث سورۂ بقرہ کی تفسیر کے شروع میں گذر چکی ہے پھر فرمان ہے کہ یہ آیتیں قرآن میں کی ہیں، جو بہت واضح بالکل صاف اور حق وباطل بھلائی برائی کے درمیان فیصلہ اور فرق کرنے والا ہے۔ ان لوگوں کے ایمان نہ لانے سے آپ رنجیدہ خاطر اور غمگین نہ ہوں جیسے اور جگہ ارشاد ہے فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ تو ان کے ایمان کے نہ لانے پر حسرت وافسوس نہ کر اور آیت میں ہے فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ الخ کہیں ایسا تو نہیں کہ تو ان کے پیچھے اپنی جان کھو دے۔ چونکہ ہماری خواہش ہی نہیں کہ لوگوں کو ایمان پر زبردستی کریں اگر یہ ہم چاہتے تو کوئی ایسی چیز آسمان سے اتارتے کہ یہ ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے مگر ہم تو ان کا اختیاری ایمان طلب کرتے ہیں اور آیت میں ہے وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا الخ اگر تیرا رب چاہے تو روئے زمین کے تمام لوگ مومن ہو جائیں کیا تو لوگوں پر جبر کریگا؟ جب تک کہ وہ مومن نہ ہو جائیں۔ اور آیت میں ہے اگر تیرا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ یہ اختلاف دین ومذہب بھی اس کا مقرر کیا ہوا ہے اور اسکی حکمت کو ظاہر کرنے والا ہے اس نے رسول بھیجدیئے کتابیں اتار دیں اپنی دلیل وحجت قائم کر دی۔ انسان کو ایمان لانے نہ لانے میں مختار کر دیا۔ اب جس راہ وہ چاہے لگ جائے۔ جب کبھی آسمانی کتاب نازل ہوئی بہت سے لوگوں نے اس سے منہ موڑ لیا۔ باوجود تیری پوری آرزو کے اکثر لوگ بے ایمان ہی رہیں گے سورۂ یٰسین میں فرمایا بندوں پر افسوس ہے ان کے پاس جو بھی رسول آیا۔ انھوں نے اس کا مذاق اڑایا۔ اور آیت میں ہے۔ ہم نے پے در پے پیغمبر بھیجے لیکن جس امت کے پاس ان کا رسول آیا اس نے اپنے رسول کو جھٹلانے میں کمی نہ کی۔ یہاں بھی اس کے بعد فرمایا اس نبی آخرالزماں کی قوم نے بھی اسے جھٹلایا ہے۔ انھیں بھی اس کا بدلہ عنقریب مل جائیگا ان ظالموں کو بہت جلدی معلوم ہو جائے گا کہ یہ کس ماہ ڈالے گئے ہیں۔ پھر اپنی شان وشوکت قدرت وعظمت عزت ورفعت بیان فرماتا ہے جس کلام کو اور جس کے قاصد کو تم جھوٹا کہہ رہے ہو وہ اتنا بڑا قادر وقیوم ہے کہ اسی ایک نے ساری زمین بنائی ہے اور اس میں جاندار اور بے جان چیزیں پیدا کی ہیں۔ کھیت پھل باغ وبہار سب اسی کا رچایا ہوا ہے شعبی فرماتے ہیں لوگ زمین کی پیداوار ہیں ان میں جو جنتی ہیں وہ کریم ہیں اور جو دوزخی ہیں وہ لئیم ہیں۔ اس میں قدرت خالق کی بہت سی نشانیاں ہیں کہ اس نے پھیلی ہوئی زمین کو اور اونچے آسمان کو پیدا کر دیا باوجود اس کے بھی اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بلکہ الٹا اس کے نبیوں کو دروغ گو کہتے ہیں اس کی کتابوں کو نہیں مانتے اس کے حکموں کا خلاف کرتے ہیں اس کے منع کردہ کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں۔ بیشک تیرا رب ہر چیز پر غالب ہے اس کے سامنے مخلوق عاجز ہے ساتھ ہی وہ

اپنے بندوں پر مہربان ہے نافرمانیوں کے عذاب میں جلدی نہیں کرتا تاخیر اور ڈھیل دیتا ہے تاکہ وہ اپنے برے اعمال سے باز آ جائیں لیکن پھر بھی جب وہ راست پر نہیں آتے تو انھیں سختی سے پکڑ لیتا ہے اور ان سے پورا انتقام لیتا ہے ہاں جو توبہ کرے اور اس کی طرف جھکے اور اس کا فرمانبردار ہو جائے وہ اس پر اس کے ماں باپ سے بھی زیادہ رحم و کرم کرتا ہے۔

وَاِذْ نَادٰی رَبُّكَ مُوْسٰۤی اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ

اور (ان لوگوں سے اسوقت قصہ ذکر کیجئے) جب آپ نے موسیٰ کو پکارا (اور حکم دیا) کہ ان ظالم لوگوں کے یعنی فرعون کے پاس جاؤ (اور ان سے پوچھو) کیا وہ

اَلَا یَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّكَذِّبُوْنِ ۝ وَ یَضِیْقُ صَدْرِیْ

(ہمارے غضب سے) نہیں ڈرتے، انھوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے پروردگار مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ وہ مجھ کو جھٹلانے لگیں اور (طبعی طور پر ایسے وقت میں) میرا دل

وَ لَا یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ ۝ وَ لَهُمْ عَلَیَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ

تنگ ہونے لگتا ہے اور میری زبان اچھی طرح نہیں چلتی اس لئے ہارون کے پاس بھی وحی بھیج دیجئے اور میرے ذمہ ان لوگوں کا ایک جرم بھی ہے سو مجھ کو یہ اندیشہ ہے کہ

اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ۚ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝

وہ لوگ مجھکو (قبل تبلیغ رسالت) قتل کر ڈالیں ارشاد ہوا کیا مجال ہے سو اب تم دونوں ہمارے احکام لیکر جاؤ ہم (نصرت و امداد سے) تمہارے ساتھ ہیں سنتے ہیں

فَاْتِیَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَنْ اَرْسِلْ

سو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور (اس سے) کہو کہ ہم رب العالمین کے فرستادہ ہیں کہ تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ جانے دے

مَعَنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِیْنَا وَلِیْدًا وَّ لَبِثْتَ

دونوں حضرات گئے اور فرعون سے سب مضامین کہدیئے فرعون کہنے لگا کہ کیا ہم نے تم کو بچپن میں پرورش نہیں کیا اور تم اپنی (اس عمر میں

فِیْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِیْنَ ۝ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِیْ فَعَلْتَ وَ

برسوں ہم میں رہا سہا کئے اور تم نے اپنی وہ حرکت بھی کی تھی جو کی تھی (یعنی قبطی کو قتل کیا تھا) اور

اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّیْنَ ۝

تم بڑے ناسپاس ہو موسیٰ نے جواب دیا کہ (واقعی) اسوقت وہ حرکت میں کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہو گئی تھی پھر جب

فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِیْ رَبِّیْ حُكْمًا وَّ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ

مجھ کو ڈر لگا تو میں تمہارے ہاں سے مفرور ہو گیا پھر مجھ کو میرے رب نے دانشمندی عطا فرمائی اور مجھ کو پیغمبروں میں شامل کر دیا اور رہا احسان جتلانا پرورش کا سو

وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَیَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۝ؕ

وہ یہی نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا ہے

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کو راہ راست پر لانے کی سعی بلیغ

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور اپنے رسول اور اپنے کلیم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جو حکم دیا تھا اسے بیان فرما رہا ہے کہ طور کے دائیں طرف سے آپ کو آواز دی آپ سے سرگوشیاں کیں آپ کو اپنا رسول اور برگزیدہ بنایا اور آپ کو فرعون اور اس کی قوم کی طرف بھیجا جو ظلم پر کمربستہ تھے۔ اور خدا کا ڈر اور پرہیزگاری نام کو بھی ان میں نہیں رہی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی چند کمزوریاں جناب باری کے سامنے بیان کیں جو عنایت خداوندی سے دور کر دی گئیں جیسے سورہ طٰہٰ میں آپ کے سوالات کے اظہار کے بعد ہے قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يٰمُوْسٰى یعنی اے موسیٰ تیرے سب سوالات پورے کر دیئے گئے۔ یہاں آپ کے یہ عذر بیان ہوئے ہیں کہ مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔ میرا سینہ تنگ ہے۔ میری زبان لکنت والی ہے تو ہارون کو بھی میرے ساتھ نبی بنا دیا جائے اور میں نے انہی میں سے ایک قبطی کو بلا قصور مار ڈالا تھا جس کی وجہ سے میں نے مصر چھوڑا اب جاتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ مجھ سے بدلہ نہ لے لیں۔ جناب باری نے جواب دیا کہ کسی بات کا کھٹکا نہ رکھو۔ ہم تیرے بھائی کو تیرا ساتھی بنا دیتے ہیں۔ اور تمہیں روشن دلیل دیتے ہیں اور وہ لوگ تمہیں کوئی ایذا نہ پہنچا سکیں گے۔ میرا وعدہ ہے کہ تم کو غالب کروں گا۔ تم میری آیتیں لیکر جاؤ تو سہی میری مدد تمہارے ساتھ رہے گی میں تمہاری ان کی سب باتیں سنتا رہوں گا جیسے فرمان ہے میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا دیکھتا رہوں گا۔ میری حفاظت میری مدد میری نصرت و تائید تمہارے ساتھ ہے۔ تم فرعون کے پاس جاؤ اور اس پر اپنی رسالت کا اظہار کرو جیسے دوسری آیت میں ہے کہ اس سے کہو کہ ہم دونوں میں سے ہر ایک خدا کا فرستادہ ہے۔ فرعون سے کہا تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے وہ خدا کے مومن بندے ہیں تو نے انہیں اپنا غلام بنا رکھا ہے اور ان کی زبوں حالت کر رکھی ہے ذلت کے ساتھ ان سے اپنے کام لیتا ہے اور انہیں طرح طرح کے عذاب میں جکڑ رکھا ہے اب انہیں آزاد کر دے۔ حضرت موسیٰؑ کے اس پیغام کو فرعون نے نہایت حقارت سے سنا۔ اور آپ کو ڈانٹ کر کہنے لگا کیا تو وہی نہیں؟ کہ ہم نے تجھے اپنے ہاں پالا۔ مدتوں تک تیری خبر گیری کرتے رہے اسی احسان کا بدلہ تو نے یہ دیا کہ ہم میں سے ایک شخص کو مار ڈالا اور ہماری ناشکری کی۔ جس کے جواب میں حضرت کلیم اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ نے فرمایا یہ سب باتیں نبوت سے پہلے کی ہیں جبکہ میں خود بے خبر تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی قرأت میں بجائے مِنَ الضَّآلِّيْنَ کے مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ساتھ ہی فرمایا کہ پھر وہ پہلا حال جاتا رہا دوسرا دور آیا اور خدائے تعالیٰ نے مجھے اپنا رسول بنا کر تیری طرف بھیجا اب اگر تو میرا کہا مانے گا تو سلامتی پائے گا اور میری نافرمانی کرے گا تو ہلاک ہو گا اس خطا کے بعد جبکہ میں تم میں سے بھاگ گیا اس کے بعد اللہ کا یہ فضل مجھ پر ہوا۔ اب پرانے قصے یاد نہ کر۔ میری آواز پر لبیک کہہ۔ سن اگر ایک مجھ پر تو نے احسان کیا ہے تو میری قوم کی قوم پر تو نے ظلم و تعدی کی ہے۔ ان کو بری طرح غلام بنا رکھا ہے کیا میرے ساتھ کا سلوک اور ان کے ساتھ کی یہ سنگدلی اور بدسلوکی برابر ہو جائے گی۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

فرعون (اس بات میں لاجواب ہوا اور سخن کا پہلو بدلکر اس نے) کہا کہ رب العالمین کی ماہیت (اور حقیقت) کیا ہے؟ موسیٰ نے جواب دیا کہ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ

بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ﴿۲۴﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ﴿۲۵﴾ قَالَ رَبُّكُمْ

ان کے درمیان ہے اس کا اگر تم کو یقین کرنا ہو تو یہ پتہ بہت ہے، فرعون نے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوؤں سے کہا کہ تم لوگ (دیکھو) سنتے ہو

وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۲۶﴾ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ

سوال کچھ جواب کچھ موسیٰ نے فرمایا کہ وہ معبود حقیقی ہے تمہارا اور تمہارے پہلے بزرگوں کا فرعون نہ سمجھا اور کہنے لگا کہ یہ تمہارا رسول جو بزعم خود تمہاری طرف رسول ہو کر آیا ہے

لَمَجْنُوْنٌ ﴿۲۷﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ؕ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

دیوانہ معلوم ہوتا ہے موسیٰ نے فرمایا کہ وہ معبود حقیقی ہے مشرق اور مغرب کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا بھی اگر تم کو عقل ہو تو اسی کو مان لو

فرعون کی فرعونی

چونکہ فرعون نے اپنی رعیت کو بہکا رکھا تھا اور انہیں یقین دلادیا تھا کہ معبود اور رب صرف میں ہی ہوں۔ میرے سوا کوئی نہیں اس لئے ان سب کا عقیدہ یہی تھا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رب العالمین کا رسول ہوں تو اس نے کہا کہ رب العالمین ہے کیا چیز؟ مقصد یہی تھا کہ میرے سوا کوئی رب ہے ہی نہیں تو جو کہہ رہا ہے محض غلط ہے۔ چنانچہ اور آیت میں ہے کہ اس نے پوچھا فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى الخ موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے۔ اس کے جواب میں کلیم خدا نے فرمایا جس نے ہر ایک کی پیدائش کی ہے اور جو سب کا ہادی ہے۔ یہاں پر یہ یاد رہے کہ بعض منطقیوں نے یہاں ٹھوکر کھائی ہے اور کہا ہے کہ فرعون کا سوال خدا کی ماہیت سے تھا یہ محض غلط ہے اس لئے کہ ماہیت کو تو جب پوچھتا جبکہ پہلے وجود کا قائل ہوتا۔ وہ تو سرے سے خدا کے وجود کا منکر تھا اپنے اس عقیدے کو ظاہر کرتا تھا اور ایک ایک کو یہی عقیدہ گھونٹ کر پلا رہا تھا گو اس کے خلاف دلائل وبراہین اس کے سامنے کھل گئے تھے۔ پس اس کے اس سوال پر رب العالمین کون ہے حضرت کلیم اللہ نے جواب دیا کہ وہ سب کا خالق ہے سب کا مالک ہے سب پر قادر ہے سب کا معبود ہے یکتا ہے، اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ عالم علوی آسمان اور اسکی مخلوق عالم سفلی زمین اور اس کی کائنات سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہے۔ ان کے درمیان کی چیزیں ہوا پرند وغیرہ سب اس کے سامنے پست اور اس کے عبادت گذار ہیں۔ اگر تمہارے دل یقین کی دولت سے خالی نہیں ہوئے اگر تمہاری نگاہیں روشن ہیں تو رب العالمین کے یہ اوصاف اس کی ذات کے ماننے کے لئے کافی ہیں۔ یہ سن کر فرعون سے چونکہ کوئی جواب نہ بن سکا اس لئے بات کو مذاق میں ڈالنے کے لئے لوگوں کو اپنے سکھائے ہوئے عقیدے پر جمانے کے لئے ان کی طرف دیکھ کر کہنے لگا لو اور سنو یہ میرے سوا کسی اور کو بھی خدا مانتا ہے۔ تعجب کی بات ہے۔ حضرت موسیٰؑ اس کی اس بے التفاتی سے گھبرائے نہیں اور وجود خدا کے دلائل بیان کرنے شروع کر دیئے کہ وہ تم سب کا اور پہلوؤں کا مالک اور پروردگار ہے۔ آج اگر تم فرعون کو خدا مانتے ہو تو ذرا اسے سوچو کہ فرعون سے پہلے جہاں والوں کا خدا کون تھا؟ اس کے وجود سے پہلے آسمان زمین کا وجود تھا تو ان کا موجد کون تھا؟ بس وہی میرا رب ہے وہی تمام جہانوں کا رب ہے اسی کا بھیجا ہوا میں ہوں۔ فرعون دلائل کی اس قوت کی تاب نہ لاسکا کوئی جواب بن نہ پڑتا تھا کہنے لگا اسے چھوڑو یہ تو کوئی پاگل آدمی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو میرے سوا دوسرے کو رب کیوں مانتا۔ کلیم خدا نے پھر بھی اپنی تقریر کو جاری رکھا اس کے لغو کلام سے یکسو ہو کر فرمانے لگے کہ سنو مشرق ومغرب کا مالک جو ہے وہی میرا رب ہے۔ وہ سورج چاند ستارے مشرق سے چڑھاتا ہے مغرب کی طرف اتارتا ہے۔ اگر فرعون اپنے خدائی دعوے میں سچا ہے تو ذرا ایک دن اس کے خلاف کر کے دکھا دے کہ مغرب سے نکالے اور مشرق کو لے جائے یہی بات ابراہیم علیہ السلام نے اپنے زمانے کے بادشاہ سے بوقت مناظرہ کہی تھی پہلے تو خدا کا وصف بیان کیا کہ وہ جلاتا مارتا ہے لیکن اس بیوقوف نے جب کہ اس وصف کے خدا کے ساتھ مختص ہونے کا انکار کیا اور کہنے لگا یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں تو آپ نے باوجود اسی دلیل میں بہت سی گنجائش ہونے کے اس سے بھی واضح دلیل اس کے سامنے رکھی کہ اچھا میرا رب مشرق سے سورج نکالتا ہے تو اسے مغرب سے نکال اب تو حواس گم ہو گئے۔ اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی تابڑ توڑ ایسی واضح اور

روشن دلیلیں سنکر فرعون کے ہوش و حواس خطا ہو گئے وہ سمجھ گیا کہ اگر ایک میں نے نہ مانا تو کیا؟ یہ واضح دلیلیں ان سب پر تو اثر کر جائینگی اس لئے اب اپنی قوت کو کام میں لانے کا ارادہ کر لیا اور حضرت موسیٰؑ کو ڈرانے دھمکانے لگا جیسے آگے آرہا ہے:

قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ (۳۰) قَالَ اَوَلَوْ

فرعون (آخر جھلا کر) کہنے لگا کہ اگر تم میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کرو گے تو تم کو جیل خانہ بھیج دوں گا۔ موسیٰ نے فرمایا اگر میں کوئی صریح دلیل پیش

جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِيْنٍ (۳۱) قَالَ فَاْتِ بِهٖۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۳۲) فَاَلْقٰى

کر دوں تب بھی (دو مانوگے) فرعون نے کہا اچھا تو وہ دلیل پیش کرو اگر تم سچے ہو۔ موسیٰ نے اپنی

عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ (۳۳) وَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ (۳۴)

لاٹھی ڈال دی تو وہ دفعتاً ایک نمایاں اژدہا بن گیا اور (دوسرا معجزہ دکھلانے کیلئے) اپنا ہاتھ (گریبان میں دیکر) باہر نکالا تو وہ دفعتاً سب دیکھنے والوں کے

قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌ (۱) يُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ

روبرو بہت ہی چمکتا ہوا ہو گیا فرعون نے (اپنے) اہل دربار سے جو اس کے آس پاس (بیٹھے تھے) کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔ اس کا اصل مطلب یہ کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہاری

بِسِحْرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ (۲) قَالُوْۤا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَآئِنِ

سرزمین سے باہر کر دے۔ سو تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو درباریوں نے کہا کہ آپ ان کو اور ان کے بھائی کو (چندے) مہلت دیجئے اور شہروں میں چپراسیوں

حٰشِرِيْنَ (۳) يَاْتُوْكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيْمٍ (۴)

کو (حکم نامہ دیکر) بھیج دیجئے کہ وہ (سب شہروں سے) سب ماہر جادوگروں کو آپ کے پاس لا کر حاضر کریں۔

دھمکیاں

جب مباحثے میں فرعون ہار دلیل و بیان میں غالب نہ آسکا تو قوت و طاقت کا مظاہرہ کرنے لگا اور سطوت و شوکت سے حق کو دبانے کا ارادہ کیا اور کہنے لگا کہ موسیٰ میرے سوا کسی اور کو معبود بنائے گا تو جیل میں سڑا سڑا کر تیری جان لوں گا۔ حضرت موسیٰؑ بھی چونکہ وعظ و نصیحت تو کر ہی چکے تھے آپ نے بھی ارادہ کیا کہ اسے اور اس کی قوم کو دوسری طرح قائل کر دوں تو فرمانے لگے اگر اپنی سچائی پر کسی ایسے معجزے کا اظہار کر دوں کہ تمہیں بھی قائل ہونا پڑے تب؟ فرعون سوا اس کے کیا کر سکتا تھا کہا اچھا اگر سچا ہے تو پیش کر۔ آپ نے سنتے ہی اپنی لکڑی جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر ڈال دی بس اس کا زمین پر پڑنا تھا کہ وہ ایک اژدھے کی شکل بن گئی۔ اور اژدھا بھی بہت بڑا تیز کچلیوں والا ہیبت ناک ڈراؤنی اور خوفناک شکل والا منہ پھاڑے ہوئے پھن پھیلاتا ہوا۔ ساتھ ہی اپنے گریبان میں اپنا ہاتھ ڈال کر نکالا تو وہ چاند کی طرح چمکتا ہوا نکلا۔ فرعون کی قسمت چونکہ ایمان سے خالی تھی ایسے بین معجزے دیکھ کر بھی اپنی بدبختی پر اڑا رہا اور تو کچھ بن نہ پڑی اپنے ساتھیوں اور درباریوں سے کہنے لگا کہ بھئی یہ تو بڑا جادوگر نکلا پس اپنے پاس والوں کو اس سے اس نے روکنا چاہا کہ کہیں وہ اسے معجزہ نہ سمجھ لیں ان سے کہنے لگا کہ یہ تو جادو کے کرشمے ہیں۔ بیشک اتنا تو میں بھی مان گیا کہ ہے یہ اپنے فن جادوگری میں استاد کامل۔ پھر انہیں حضرت موسیٰ کی دشمنی پر آمادہ کرنے کے لئے اور بات بنائی کہ یہ ایسے ہی شعبدے دکھا دکھا کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیگا۔ اور جب لوگ اس کے ساتھی ہو جائیں گے تو یہ علم بغاوت بلند کرے گا۔ پھر تمہیں مغلوب کر کے اس ملک میں اپنا قبضہ کر لے گا تو اس کے استیصال کی کوشش ابھی سے کرنی چاہئے۔ بتلاؤ تمہاری رائے کیا ہے؟ قدرت خدا دیکھو کہ فرعونیوں سے خدا نے وہ بات کہلوائی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عام تبلیغ کا موقعہ ملے اور لوگوں پر حق واضح ہو جائے۔ یعنی جادوگروں کو مقابلے کے لئے بلوانا۔

فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ (۵) وَّقِیْلَ لِلنَّاسِ هَلْ اَنْتُمْ

غرض وہ جادوگر ایک معین دن کے خاص وقت پر جمع کئے گئے اور (فرعون کی طرف سے بطور اعلان عام کے) لوگوں کو بھی اشتہار دیا گیا کہ کیا

مُّجْتَمِعُوْنَ (۶) لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ اِنْ کَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِیْنَ (۷) فَلَمَّا جَآءَ

تم جمع ہو گے (یعنی جمع ہو جاؤ) تاکہ اگر جادوگر غالب آجاویں تو ہم ان ہی کی راہ پر رہیں پھر جب وہ جادوگر

السَّحَرَةُ قَالُوْا لِفِرْعَوْنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ کُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ (۸) قَالَ

(فرعون کی پیشی میں) آئے تو فرعون سے کہنے لگے کہ اگر ہم (موسیٰ پر) غالب آگئے تو کیا ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا۔ فرعون نے کہا

نَعَمْ وَاِنَّکُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ (۹) قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰی اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ (۱۰)

ہاں اور (مزید براں) تم اس صورت میں مقرب لوگوں میں داخل ہو جاؤ گے۔ موسیٰ نے ان سے فرمایا کہ تم کو جو کچھ ڈالنا ہو (میدان میں) ڈالو۔

فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِیَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ اِنَّا لَنَحْنُ الْغٰلِبُوْنَ (۱۱)

سو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں اور کہنے لگے کہ فرعون کے اقبال کی قسم بیشک ہم ہی غالب آویں گے

فَاَلْقٰی مُوْسٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ (۱۲) فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ

پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا سو ڈالنے کے ساتھ ہی وہ اژدہا بن کر ان کے تمام بنے بنائے دھندے کو نگلنا شروع کر دیا۔ سو یہ دیکھ کر جادوگر ایسے متاثر ہوئے

سٰجِدِیْنَ (۱۳) قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۵) رَبِّ مُوْسٰی وَهٰرُوْنَ (۱۶)

کہ سب سجدے میں گر پڑے اور پکار پکار کر کہنے لگے کہ ہم ایمان لے آئے رب العالمین پر جو موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) کا بھی رب ہے۔

حق و باطل کا مظاہرہ باطل کی شکست اور حق کی فتح

مناظرہ زبانی ہو چکا۔ اب عملی مناظرہ ہو رہا ہے اس مناظرہ کا ذکر سورۂ اعراف سورۂ طٰہٰ اور اس صورت میں ہے قبطیوں کا ارادہ خدا کے نور کے بجھانے کا تھا اور اللہ کا ارادہ اس کی نورانیت کے پھیلانے کا تھا۔ پس اللہ کا ارادہ غالب رہا۔ ایمان و کفر کا مقابلہ جب کبھی ہوا ایمان کفر پر غالب ہی رہا۔ اللہ تعالیٰ حق کو باطل پر غالب کرتا ہے۔ باطل کا سر پھٹ جاتا ہے اور لوگوں کے باطل امادے ہوا میں اڑ جاتے ہیں۔ حق آجاتا ہے باطل بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ یہاں بھی یہی ہوا۔ ہر ہر شہر میں سپاہی بھیجے گئے ہر طرف سے بڑے نامی گرامی جادوگر جمع کئے گئے جو اپنے فن میں کامل اور استاد زمانہ تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کی تعداد بارہ یا پندرہ یا سترہ یا انیس یا کچھ اوپر تیس یا اسی ہزار کی یا اس سے کم و بیش تھی صحیح تعداد خدا ہی کو معلوم ہے ان تمام کے استاد اور سردار چار شخص تھے سابور، عاذور، حطحط اور مصفی چونکہ سارے ملک میں شور ہو چکا تھا ہر طرف سے لوگوں کے غول وقت مقررہ سے پہلے مصر میں جمع ہو گئے۔ چونکہ یہ قاعدہ ہے کہ رعیت اپنے بادشاہ کے مذہب پر ہوتی ہے سب کی زبان سے یہی نکلتا تھا کہ جادوگروں کے غلبہ کے بعد تو ہم ان کی راہ لگ جائیں گے۔ یہ کسی زبان سے نہ نکلا کہ جس طرف حق ہو گا ہم اسی طرف ہو جائیں گے اب موقعہ پر فرعون مع اپنے جاہ و حشم کے نکلا۔ تمام امراء و رؤسا ساتھ تھے لشکر فوج پلٹن ہمراہ تھی جادوگروں کو اپنے دربار میں اپنے سامنے بلوایا جادوگروں نے بادشاہ سے عہد لینا چاہا اس لئے کہا کہ جب ہم غالب آجائیں تو بادشاہ ہمیں اپنے انعامات سے تو نہیں بھول جائیں گے۔ فرعون نے جواب دیا واہ یہ کیسے ہو سکتا ہے نہ صرف انعام بلکہ میں تو تمہیں اپنے خاص رؤسا میں شامل کر لوں گا اور تم ہمیشہ میرے پاس اور میرے ساتھ ہی رہا کرو گے۔ تم میرے مقرب بن جاؤ گے میری تمام تر توجہ تمہاری ہی طرف رہے گی۔ وہ خوشی خوشی میدان کی طرف چل دیئے۔ وہاں جا کر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے بولو تم پہلے اپنی استادی

دکھلاتے ہو؟ یا ہم دکھائیں؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا نہیں تم ہی ابتدا کرو تاکہ تمہارے دل میں کوئی ارمان نہ رہ جائے :- یہ جواب پاتے ہی انہوں نے اپنی چھڑیاں اور رسیاں میدان میں ڈال دیں اور کہنے لگے فرعون کی عزت سے غلبہ ہمارا ہی رہے گا۔ جیسے عوام جاہل کسی کام کو کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ فلاں کے ثواب سے۔ سورۂ اعراف میں ہے جادوگروں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا انہیں ہیبت میں ڈال دیا اور بڑا بھاری جادو ظاہر کیا۔ سورۂ طٰہٰ میں ہے کہ ان کی لاٹھیاں اور رسیاں ان کے جادو سے چلتی اور پھرتی معلوم ہونے لگیں الخ :- اب حضرت موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ میں جو لکڑی تھی اسے میدان میں ڈال دیا جس نے سارے میدان میں ان کی جو کچھ نظر بندیوں کی چیزیں تھیں سب کو ہضم کر لیا۔ پس حق ظاہر ہو گیا اور باطل دب گیا اور ان کی کرائی سب غارت ہو گئی :- یہ کوئی ہلکی سی بات اور تھوڑی سی دلیل نہ تھی جادوگر تو اسے دیکھتے ہی مسلمان ہو گئے کہ جو شخص نے اتنے استادانِ فن کے مقابلہ میں آ کر ہے اس کا حال جادوگروں کا سا نہیں وہ کوئی بات نہیں کرتا یقیناً ہمارا جادو جادو ہے اور اس کے پاس خدائی معجزہ ہے وہ تو اسی وقت وہیں کے وہیں خدا کے سامنے سجدے میں گر گئے :- اور اسی مجمع میں سب کے سامنے اپنے ایمان لانے کا اعلان کیا کہ ہم رب العالمین پر ایمان لا چکے :- پھر اپنا قول اور واضح کرنے کے لئے یہ بھی ساتھ ہی کہہ دیا کہ رب العالمین سے ہماری مراد وہ رب ہے جسے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام اپنا رب کہتے ہیں۔ اتنا بڑا معجزہ اس قدر انقلاب فرعون نے اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن ملعون کی قسمت میں ایمان نہ تھا پھر بھی آنکھیں نہ کھلیں اور دشمن جاں ہو گیا، اور لگا اپنی طاقت سے حق کو کچلنے، اور کہنے لگا کہ ہاں میں جان گیا موسیٰؑ تم سب کا استاد تھا اسے تم نے پہلے سے بھیج دیا پھر تم بظاہر مقابلہ کرنے کے لئے آئے اور مشورے کے مطابق میدان میں ہار گئے اور اس کی بات مان گئے پس تمہارا یہ مکر کھل گیا :-

قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ ۚ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۚ

فرعون کہنے لگا کہ کیا تم موسیٰؑ پر ایمان لے آئے بدون اس کے کہ میں تم کو اجازت دوں ضرور معلوم ہوتا ہے کہ یہ (جادو میں) تم سب کا استاد ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے سو

فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ڛ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ

ابھی تم کو حقیقت معلوم ہوئی جاتی ہے میں اور وہ یہ کہ میں تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹوں گا اور تم سب کو سولی پر (۴۹) لٹکاؤں گا اور دل کو

لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۹﴾ قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۡ اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ اِنَّا نَطْمَعُ

عبرت انہوں نے جواب دیا کہ کچھ حرج نہیں ہم اپنے مالک کے پاس جا پہنچیں گے (اور) ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا

اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۱﴾ ع

پروردگار ہماری خطاؤں کو معاف کر دے اس وجہ سے کہ ہم (اس موقع پر حاضرین میں سے) سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔

فرعون کا مومنین سے پُر عتاب خطاب

سبحان اللہ کیسے کامل الایمان لوگ تھے حالانکہ ابھی ابھی ایمان میں آئے تھے لیکن ان کے صبر و ثبات کا کیا کہنا ہے۔ فرعون جیسا ظالم و جابر حاکم پاس کھڑے ہو کر ڈرا دھمکا رہا ہے اور وہ نڈر اور بے خوف ہو کر اس کی منشا کے خلاف جواب دے رہے ہیں۔ حجاب کفر دلوں سے دور ہو گئے ہیں اس وجہ سے سینہ ٹھونک کر مقابلے پر آ گئے ہیں اور مادی طاقت سے بالکل مرعوب نہیں ہوتے ان کے دلوں میں یہ بات جم گئی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس خدا کا دیا ہوا معجزہ ہے یہ جادو نہیں۔ اسی وقت حق کو قبول کیا۔ فرعون اس اقدام پر فوراً آگ بھبوکا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم نے تو مجھے کوئی چیز ہی نہ سمجھا مجھ سے باغی ہو گئے مجھ سے پوچھا بھی نہیں اور موسیٰ کی مان لی۔ یہ کہہ کر پھر اس خیال سے کہ کہیں حاضرین مجلس پر ان کے ہار جانے بلکہ

پھر مسلمان ہو جانے کا اثر نہ پڑے اس نے انہیں بہلانے کو ایک بات بنائی اور کہنے لگا کہ ہاں تم سب اس کے شاگرد ہو اور یہ تمہارا استاد ہے۔ تم سب چھوٹے ہو اور یہ تمہارا بڑا ہے۔ تم سب کو اسی نے جادو سکھایا ہے۔ اس مکابرہ کو دیکھو یہ صرف فرعون کی بے ایمانی اور دغابازی تھی ورنہ اس سے پہلے نہ جادوگروں نے حضرت کلیم اللہ کو دیکھا تھا نہ خدا کے رسولؑ ان کی صورت سے آشنا تھے پیغمبر خدا تو جادو جانتے ہی نہ تھے کسی کو کیا سکھاتے؟ یہ بات کہہ کر پھر دھمکانا شروع کیا اور اپنی ظالمانہ روش پر اتر آیا۔ کہنے لگا میں تمہارے سب کے ہاتھ پاؤں الٹے جانب سے کاٹ دوں گا۔ اور تمہیں پھر سولی دوں گا اور ایک کو بھی اس سزا سے نہ چھوڑوں گا۔ سب نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ اے بادشاہ اس میں حرج ہی کیا ہے؟ تجھ کو جو ہو سکے کر گذر ہمیں مطلق پرواہ نہیں ہمیں تو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے ہمیں اسی سے صلہ لینا ہے جتنی تکلیف تو ہمیں دے گا اتنا اجر و ثواب ہمارا رب ہمیں عطا فرمائے گا۔ حق پر مصیبت سہنا بالکل معمولی بات ہے جس کا ہمیں مطلق خوف نہیں۔ ہماری تو اب یہی ایک آرزو ہے کہ ہمارا رب ہمارے اگلے گناہوں پر ہماری پکڑ نہ کرے جو مقابلہ تو نے ہم سے کرایا ہے اس کا وبال ہم پر سے ہٹ جائے اور اس کے لئے ہمارے پاس بجز اس کے کوئی وسیلہ نہیں کہ ہم سب سے پہلے خدا والے بن جائیں۔ ایمان میں سبقت کریں اس جواب پر وہ اور بھی بگڑا اور ان سب کو اس نے قتل کرا دیا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ① فَاَرْسَلَ

اور ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا کہ میرے (ان) بندوں کو قبل از صبح باہر نکال لیجاؤ (اور فرعون کی جانب سے) تم لوگوں کا تعاقب کی تدبیر کے لئے

فِرْعَوْنُ فِي الْمَدَآئِنِ حٰشِرِيْنَ ② اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ

(آس پاس کے) شہروں میں جمع کرنے والے دوڑا دیئے اور یہ کہلا بھیجا کہ یہ لوگ

قَلِيْلُوْنَ ③ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ④ وَاِنَّا لَجَمِيْعٌ حٰذِرُوْنَ ⑤

(یعنی بنی اسرائیل ہماری نسبت) تھوڑی سی جماعت ہے۔ اور انہوں نے ہم کو بہت غصہ دلایا ہے۔ اور ہم سب ایک مسلح جماعت اور باقاعدہ فوج ہیں *

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ⑥ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ⑦

غرض ہم نے ان کو باغوں سے اور چشموں سے اور خزانوں سے اور عمدہ مکانات سے نکال باہر کر دیئے

كَذٰلِكَ ۚ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ⑧

انکے ساتھ تو یوں کیا اور ان کے بعد بنی اسرائیل کو ان کا مالک بنایا۔

بنی اسرائیل کی نجات

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی نبوت کا بہت سارا زمانہ ان میں گذارا خدا کی آیتیں دلیلیں ان پر واضح کر دیں لیکن ان کا سر نیچا نہ ہوا ان کا تکبر نہ ٹوٹا ان کی بد دماغی میں کوئی فرق نہ آیا، تو اب سوا اس کے کوئی چیز باقی نہ رہی کہ ان پر عذاب خدا آ جائے اور یہ غارت ہوں۔ موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی وحی آئی کہ راتوں رات بنی اسرائیلیوں کو لے کر میرے حکم کے مطابق چل دو۔ بنو اسرائیل نے اس موقع پر قبطیوں سے بہت سے زیور بطور عاریت کے لئے اور چاند چڑھنے کے وقت چپ چاپ چل دیئے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں اس رات چاند گہن تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے راستے میں دریافت فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کہاں ہے؟ بنو اسرائیل کی ایک بڑھیا نے قبر بتلا دی۔ آپ نے تابوت یوسف اپنے ساتھ اٹھا لیا۔ کہا جاتا ہے کہ خود آپ نے ہی اسے اٹھایا تھا۔ حضرت یوسفؑ کی وصیت تھی کہ بنی اسرائیل جب یہاں سے جانے لگیں تو آپ کا تابوت اپنے ہمراہ لیتے جائیں۔ ابن ابی حاتم

کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اعرابی کے ہاں مہمان ہوئے اس نے آپ کی بڑی خاطر تواضع کی واپسی میں آپ نے فرمایا کبھی ہم سے مدینے میں بھی مل لینا کچھ دنوں بعد اعرابی آپ کے پاس آیا حضور نے فرمایا کچھ چاہیئے؟ اس نے کہا ہاں ایک تو اونٹنی دیجئے مع ہودج کے اور ایک بکری دیجئے جو دودھ دیتی ہو۔ آپ نے فرمایا افسوس تو نے بنی اسرائیل کی بڑھیا جیسا سوال نہ کیا۔ صحابہؓ نے پوچھا وہ واقعہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب حضرت کلیم اللہ بنی اسرائیل کو لے کر چلے تو راستہ بھول گئے ہزار کوشش کی لیکن راہ نہیں ملتی آپ نے لوگوں کو جمع کر کے پوچھا یہ کیا اندھیر ہے؟ تو علماء بنی اسرائیل نے کہا بات یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آخری وقت ہم سے عہد لیا تھا کہ جب ہم مصر سے چلیں تو آپ کے تابوت کو بھی یہاں سے اپنے ساتھ لیتے جائیں۔ حضرت موسیٰؑ کلیم اللہ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کون جانتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تربت کہاں ہے؟ سب نے انکار کر دیا کہ ہم نہیں جانتے بلکہ سوائے ایک بڑھیا کے اور کوئی بھی آپ کی قبر سے واقف نہیں۔ آپ نے اس بڑھیا کے پاس آدمی بھیجکر اس سے کہلوایا کہ مجھے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر دکھلا۔ بڑھیا نے کہا ہاں دکھلاؤں گی۔ لیکن پہلے اپنا حق لیلوں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا تو کیا چاہتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جنت میں آپ کا ساتھ مجھے میسر ہو۔ آپ پر اس کا یہ سوال بہت بھاری پڑا اسی وقت وحی آئی کہ اس کی بات مان لو اس کی شرط منظور کر لو اب وہ آپ کو ایک جھیل کے پاس لے گئی جس کے پانی کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا کہا کہ اس کا پانی نکال ڈالو جب پانی نکال ڈالا اور زمین نظر آنے لگی تو کہا اب یہاں کھودو کھودنا شروع ہوا تو قبر ظاہر ہو گئی، اسے ساتھ لے لیا اب جو چلنے لگے تو راستہ صاف نظر آنے لگا اور سیدھی راہ لگ گئے لیکن یہ حدیث بہت ہی غریب ہے بلکہ درست یہ ہے کہ یہ موقوف ہے یعنی رسول اللہ کا فرمان ہی نہیں واللہ اعلم۔ یہ لوگ تو اپنے راستے لگ گئے۔ ادھر فرعون اور فرعونیوں کی صبح کے وقت جو آنکھ کھلتی ہے تو چوکی دار غلام وغیرہ کوئی نہیں سخت پیچ و تاب کھانے لگے اور مارے غصے کے سرخ ہو گئے جب یہ معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل تو رات کو سب کے سب فرار ہو گئے ہیں تو اور بھی سناٹا چھا گیا؛ اسی وقت اپنے لشکر جمع کرنے لگا۔ سب کو جمع کر کے ان سے کہنے لگا؛ کہ یہ بنی اسرائیل کا ایک چھوٹا سا گروہ ہے۔ محض ذلیل کمین اور قلیل لوگ ہیں؛ ہر وقت ان سے ہمیں کوفت ہوتی رہتی ہے تکلیف پہونچتی رہتی ہے؛ اور پھر ہر وقت ہمیں ان کی طرف سے دغدغہ لگا رہتا ہے یہ معنی حَاذِرُوْنَ کی قرأت پر ہیں سلف کی ایک جماعت نے اسے حَذِرُوْنَ بھی پڑھا ہے یعنی ہم ہتھیار بند ہیں میں ارادہ کر چکا ہوں کہ اب انہیں ان کی سرکشی کا مزہ چکھا دوں ان سب کو ایک ساتھ گھیر گھار کر گاجر مولی کی طرح کاٹ کر ڈال دوں شان خدا یہی بات اسی پر لوٹ پڑی اور وہ مع اپنی قوم اور لاؤ لشکر کے بیک وقت ہلاک ہوا۔ لعنۃ اللہ علیہ وعلی من تبعہ؛ جناب باری کا ارشاد ہے کہ یہ لوگ اپنی طاقت اور کثرت کے گھمنڈ پر بنی اسرائیل کے تعاقب میں انہیں نیست و نابود کرنے کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے۔ اس بہانے ہم نے انہیں ان کے باغات سے چشموں اور نہروں سے؛ خزانوں اور با رونق مکانوں سے خارج کیا اور جہنم واصل کیا؛ وہ اپنے بلند و بالا شوکت و شان والے محلات ہرے بھرے باغات جاری نہریں خزانے سلطنت ملک تخت و تاج جاہ و مال سب چھوڑ کر بنی اسرائیل کے پیچھے مصر سے نکلے؛ اور ہم نے ان کی یہ تمام چیزیں بنی اسرائیل کو دلوا دیں جو آج تک پست حالی میں تھے ذلیل و نادار تھے چونکہ ہمارا ارادہ ہو چکا تھا کہ ہم ان کمزوروں کو ابھاریں اور ان گرے پڑے لوگوں کو برسر ترقی لائیں اور انہیں پیشوا اور وارث بنا دیں وہ ارادہ ہم نے پورا کیا۔

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِيْنَ ۝٦٠ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓى

[illegible] آگے تفسیر (غرض وہ ایک روز) سورج نکلنے کے وقت ان کو پیچھے سے جا لیا پھر جب دونوں جماعتیں آمنے سامنے (قریب ہو کر) ایک دوسرے کو دیکھ

إِنَّا لَمُدْرَكُونَ (١٠) قَالَ كَلَّا ۚ إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ (١١) فَأَوْحَيْنَا

بس ہم تو [illegible] آ گئے موسیٰؑ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھ کو (دریا سے نکلنے کا) ابھی رستہ بتلا دیگا اور ہم نے

إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِب بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۖ فَانفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ

موسیٰ کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو (چنانچہ انھوں نے اس پر عصا مارا جس سے) وہ (دریا) پھٹ گیا اور ہر حصہ اتنا (بڑا) تھا جیسا

الْعَظِيمِ (١٢) وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ (١٣) وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ

بڑا پہاڑ۔ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہنچا دیا اور (انجام قصہ یہ ہوا کہ) ہم نے موسیٰؑ کو اور ان کے ساتھ

أَجْمَعِينَ (١٤) ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ (١٥) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ

والوں کو سب کو بچا لیا پھر دوسروں کو غرق کر دیا (اور) اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان

أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (١٦) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (١٧)

(کفار) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور آپ کا رب بڑا زبردست ہے (اور) بڑا مہربان ہے

دنیا کا سب سے بڑا سرکش ہلاکت خیز موجوں کی نظر

فرعون اپنے تمام لاؤ لشکر کو تمام رعایا کو مصر اور بیرون مصر کے لوگوں کو اور اپنی قوم کے لوگوں کو لیکر بڑے طمطراق اور ٹھاٹھ سے بنی اسرائیل کو تہس نہس کرنے کے ارادے سے چلا۔ بعض کہتے ہیں ان کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کر گئی تھی ان میں سے ایک لاکھ تو صرف سیاہ رنگ گھوڑوں پر سوار تھے لیکن یہ خبر اہل کتاب کی ہے جو تائل طلب ہے کعب سے تو منقول ہے کہ آٹھ لاکھ ایسے گھوڑوں پر سوار تھے ہمارا تو خیال ہے کہ یہ سب بنی اسرائیل کی مبالغہ آمیز روایتیں ہیں۔ البتہ قرآن سے ثابت ہے کہ فرعون اپنی کل جماعت کو لیکر چلا مگر قرآن نے ان کی تعداد بیان نہیں فرمائی نہ اس کا علم ہمیں کچھ نفع دینے والا ہے طلوع آفتاب کے وقت ان کے پاس پہنچ گیا۔ کافروں نے مومنوں کو اور مومنوں نے کافروں کو دیکھ لیا حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کے منہ سے بیساختہ نکل گیا کہ موسیٰ اب بتلاؤ کیا کریں پکڑے گئے آگے بحر قلزم ہے پیچھے فرعون کا ٹڈی دل لشکر ہے نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ ظاہر ہے کہ نبی غیر نبی کا ایمان یکساں نہیں ہوتا حضرت موسیٰؑ نہایت ٹھنڈے دل سے جواب دیتے ہیں کہ گھبراؤ نہیں تمہیں کوئی ایذا نہیں پہنچ سکتی میں اپنی رائے سے تمہیں لیکر نہیں نکلا بلکہ احکم الحاکمین کے حکم سے تمہیں لیکر چلا ہوں۔ وہ وعدہ خلاف نہیں ان کے لشکر کے اگلے حصے پر حضرت ہارون علیہ السلام تھے انہی کے ساتھ حضرت یوشع بن نون تھے یا آل فرعون کا مومن شخص تھا۔ اور حضرت موسیٰؑ لشکر کے آخری حصہ میں تھے مارے گھبراہٹ کے اور راہ نہ پانے کے سارے بنو اسرائیل ہکا بکا ہو کر ٹھہر گئے اور اضطراب کے ساتھ جناب کلیم خداؑ سے دریافت فرمانے لگے کہ اسے راہ چلنے کا خدا کا حکم تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اتنی دیر میں تو فرعونی سر پر آ پہنچے۔ اسی وقت پروردگار کی وحی آئی کہ اے نبی اس دریا پر اپنی لکڑی مارو۔ اور پھر میری قدرت کا کرشمہ دیکھو آپ نے لکڑی ماری جس کے لگتے ہی بحکم خدا پانی پھٹ گیا اس پریشانی کے وقت میں حضرت موسیٰ نے یہ دعا مانگی ابن ابی حاتم میں ان الفاظ سے منقول ہے يَا مَنْ كَانَ قَبْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَالْمُكَوِّنُ لِكُلِّ شَيْءٍ وَالْكَائِنُ بَعْدَ كُلِّ شَيْءٍ اِجْعَلْ لَنَا مَخْرَجًا۔ یہ دعا حضرت موسیٰؑ کے منہ سے نکلی ہی تھی جو خدا کی وحی آئی کہ دریا پر اپنی لکڑی مارو حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اس رات اللہ تعالیٰ نے دریا کی طرف پہلے ہی سے وحی بھیج دی تھی کہ جب میرے پیغمبر حضرت موسیٰؑ آئیں اور تجھے لکڑی ماریں تو آپ کی سننا اور ماننا پس سمندر میں رات بھر تلاطم رہا

اس کی موجیں ادھر ادھر سر ٹکراتی پھریں کہ معلوم حضرتؑ کب اور کدھر سے آ جائیں اور مجھے لکڑی مار دیں الیسا نہ ہو کر مجھے خبر نہ لگے اور میں ان کی حکم بجا آوری نہ کر سکوں جب بالکل کنارے پہنچ گئے تو آپ کے ساتھی حضرت یوشع بن نونؑ نے فرمایا اے نبی اللہ کا آپ کو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا یہی کہ میں سمندر پر اپنی لکڑی ماروں انہوں نے کہا پھر کیا دیر ہے، چنانچہ آپ نے لکڑی مار کر فرمایا خدا کے حکم سے تو پھٹ اور مجھے چلنے کا راستہ دیدے بس اسی وقت وہ پھٹ گیا راستے بیچ میں صاف نظر آنے لگے اور اس کے آس پاس پانی بطور پہاڑ کے ہو گیا۔ اس میں بارہ راستے نکل آئے بنو اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے۔ پھر قدرت خدا سے ہر دو فریق کے درمیان جو پہاڑ حائل تھا اس میں طاق سے بن گئے تاکہ ہر ایک دوسرے کو سلامت روی سے آتا ہوا دیکھے پانی مثل دیواروں کے ہو گیا اور ہوا کو حکم ہوا اس نے درمیان سے پانی کو اور زمین کو خشک کر کے راستے صاف کر دیئے پس اس خشک راستے سے آپ مع اپنی قوم کے بے کھٹکے جانے لگے۔ پھر فرعونیوں کو اللہ تعالےٰ نے دریا کے قریب کر دیا۔ پھر موسیٰ اور بنو اسرائیل سب کو نجات مل گئی۔ اور باقی سب کافر اسی دریا میں غرق ہو گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ فرعون کو جب بنو اسرائیل کے بھاگ جانے کی خبر ملی تو اس نے ایک بکری ذبح کی اور کہا اسکی کھال اترنے سے پہلے میرے پاس چھ لاکھ لشکر جمع ہو جانا چاہیئے۔

علیہ السلام بھاگا بھاگ دریا کے کنارے جب پہنچ گئے دریا سے فرمانے لگے تو پھٹ جا کہیں ہٹ جا اور ہمیں جگہ دیدے اس نے کہا یہ کیا تکبر کی باتیں کر رہے ہو، کیا میں اس سے پہلے بھی کبھی پھٹا ہوں اور ہٹ کر کسی انسان کو جگہ دی ہے، جو تجھے دوں گا، آپ کے ساتھ جو بزرگ شخص تھے انہوں کہا اے نبی اللہ کیا یہی راستہ اور یہی جگہ خدا کی بتلائی ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی انہوں نے کہا پھر نہ تو آپ جھوٹے ہیں نہ آپ سے غلط فرمایا گیا ہے آپ نے دوبارہ یہی کہا لیکن پھر بھی کچھ نہ ہوا اس بزرگ شخص نے دوبارہ بھی یہی سوال کیا جواب کیا۔ اسی وقت وحی اتری کہ سمندر پر اپنی لکڑی مار۔ اب آپ کو خیال آیا اور لکڑی ماری لکڑی لگتے ہی سمندر نے راستہ دیدیا۔ بارہ راہیں ظاہر ہو گئیں، ہر فرقہ اپنے راستے کو جان گیا اور اپنی راہ لگ گیا اور ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے بہ اطمینان تمام چلدیئے۔ حضرت موسیٰ تو بنی اسرائیل کو لیکر پار نکل گئے اور فرعونی ان کے تعاقب میں سمندر میں آ گئے کہ خدا کے حکم سے سمندر کا پانی جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اور سب کو ڈبو دیا جب سب سے آخری بنی اسرائیلی نکلا اور سب سے آخری قبطی سمندر میں آ گیا اسی وقت جناب باری کے حکم سے سمندر کا پانی ایک ہو گیا اور سارے کے سارے قبطی ایک ایک کر کے ڈبو دیئے گئے، اس میں بڑی عبرتناک نشانی ہے کہ کس طرح گنہگار برباد ہوتے ہیں اور نیک کردار شاد ہوتے ہیں لیکن پھر بھی اکثر لوگ ایمان جیسی دولت سے محروم ہیں بیشک تیرا رب عزیز و رحیم ہے

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرٰهِيمَ ① إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ② قَالُوا

اور آپ ان لوگوں کے سامنے ابراہیم (علیہ السلام) کا قصہ بیان کیجئے جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ

نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَهَا عٰكِفِينَ ③ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ④

ہم بتوں کی عبادت کیا کرتے ہیں اور ہم انہی کی عبادت پر جمے بیٹھے رہتے ہیں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کیا یہ تمہاری سنتے ہیں جب تم انکو پکارا کرتے ہو۔ یا یہ تم کو

أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ أَوْ يَضُرُّونَ ⑤ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ⑥

نفع پہنچاتے ہیں یا یہ تم کو کچھ ضرر پہنچا سکتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ (انکی عبادت کرنے کی یہ وجہ تو) نہیں بلکہ ہم نے اپنے بڑوں کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے

قَالَ أَفَرَءَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ⑦ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ ⑧

ابراہیم نے فرمایا کہ بھلا تم نے ان کو (غور سے) دیکھا بھی جن کی تم عبادت کیا کرتے ہو۔ تم بھی اور تمہارے پرانے بڑے بھی کہ یہ (معبودان) میرے

فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۹

(اور تمہارے) لئے باعث ضرر ہیں مگر ہاں رب العالمین ۔

خلیل اللہ کی تبلیغی کوششیں

تمام موحدوں کے سردار خدا کے بندے اور رسول اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کا واقعہ بیان ہو رہا ہے حضور کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ اپنی امت کو یہ واقعہ سنا دیں تاکہ وہ اخلاص توکل اور خدائے واحد کی عبادت اور شرک اور مشرکین سے بیزاری میں آپ کی اقتدا کریں۔ آپ اول دن سے خدا کی توحید پر قائم تھے اور آخر دن تک اسی توحید پر جمے رہے؛ اپنی قوم سے اور اپنے باپ سے فرمایا کہ یہ بت پرستی کیا کر رہے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو پرانے وقت سے ان بتوں کی بندگی اور عبادت کرتے چلے آئے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے ان کی اس غلطی کو ان پر واضح کر کے ان کی غلط روش بے نقاب کرنے کے لئے ایک بات اور بھی بیان فرمائی کہ تم جو ان سے دعائیں کرتے ہو اور دور نزدیک سے ان کو پکارتے ہو تو کیا یہ تمہاری پکار سنتے ہیں؟ یا جس نفع کے حاصل کرنے کیلئے تم انہیں پکارتے ہو وہ نفع تمہیں وہ پہنچا سکتے ہیں؛ یا اگر تم ان کی عبادت چھوڑ دو تو کیا وہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں؛ اس کا جواب جو قوم کی طرف سے ملا وہ صاف ظاہر ہے کہ ان کے معبود ان کاموں میں سے کسی کام کو نہیں کر سکتے انہوں نے صاف کہا کہ ہم تو اپنے بڑوں کی تقلید کی وجہ سے بت پرستی پر جمے ہوئے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے ان سے اور ان کے معبودان باطل سے اپنی برأت اور بیزاری کا اعلان کر دیا صاف فرما دیا کہ تم اور تمہارے معبود جن کی تم اور تمہارے باپ دادا پرستش کرتے رہے۔ ان سب سے میں بیزار ہوں وہ سب میرے دشمن ہیں۔ میں صرف سچے رب العالمین کا پرستار ہوں میں موحد مخلص ہوں جاؤ تم سے اور تمہارے معبودوں سے جو ہو سکے کر لو۔ حضرت نوح نبی علیہ السلام نے اپنی قوم سے یہی فرمایا تھا تم اور تمہارے سارے معبود مل کر اگر میرا کچھ بگاڑ سکتے ہو۔ تو تامل نہ کرو حضرت ہود علیہ السلام نے بھی فرمایا تھا میں تم سے اور خدائے واحد کے سوا اور تمام معبودوں سے بیزار ہوں تم سب اگر مجھے کچھ نقصان پہنچا سکتے ہو تو پہنچا دو۔ میرا بھروسا اپنے رب کی ذات پر ہے تمام جاندار اس کے ماتحت ہیں وہ سیدھی راہ والا ہے اسی طرح خلیل الرحمن علیہ صلوات الرحمن نے فرمایا کہ میں تمہارے معبودوں سے بالکل نہیں ڈرتا۔ ڈر تو تمہیں میرے رب سے رکھنا چاہئے جو سچا اللہ ہے۔ آپ نے اعلان کر دیا تھا کہ مجھ میں تم میں عداوت ہے جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ۔ میں اے باپ تجھ سے اور تیری قوم اور تیرے معبودوں سے بری ہوں صرف اپنے رب سے آرزو ہے کہ وہ مجھے راہ راست دکھلائے اسی کو یعنی لا الہ الا اللہ کو انہوں نے کلمہ بنا لیا؛

الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ ۱۰ وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۱۱ وَ

جس نے مجھ کو (اور اسی طرح سب کو) پیدا کیا پھر وہی مجھ کو (میری مصلحتوں کی طرف) رہنمائی کرتا ہے اور جو کہ مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور

اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۱۲ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۱۳ وَالَّذِيْٓ

جب میں بیمار ہو جاتا ہوں [illegible] تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے اور جو مجھ کو (وقت پر) موت دے گا پھر (قیامت کے روز)

اَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لِيْ خَطِيْٓـَٔتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ ۱۴

مجھ کو زندہ کرے گا اور جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کر دے گا ۔

بیقین

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اپنے رب کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ میں تو ان اوصاف والے رب کا ہی

عابد ہوں۔ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ پہلا وصف یہ کہ وہ میرا خالق ہے اسی نے اندازہ مقرر کیا ہے اور وہی مخلوق کی اس کی طرف رہبری کرتا ہے۔ دوسرا وصف یہ ہے کہ وہ ہادی حقیقی ہے جسے چاہتا ہے اپنی راہ چلاتا ہے جسے چاہتا ہے اسے غلط راہ پر لگا دیتا ہے۔ تیسرا وصف میرے رب کا یہ ہے کہ وہ رزاق ہے آسمان و زمین کے تمام اسباب اسی نے مہیا کئے ہیں۔ بادلوں کا اٹھانا پھیلانا ان سے بارش کا برسانا اس سے زمین کو زندہ کرنا پھر پیداوار کا اگانا اسی کا کام ہے۔ وہی میٹھا اور پیاس بجھانے والا پانی ہمیں دیتا ہے اور اپنی مخلوق کو غرض کھلانے پلانے والا وہی ہے، ساتھ ہی بیماری تندرستی بھی اسی کے ہاتھ ہے لیکن خلیل اللہ کا کمال ادب دیکھئے کہ بیماری کی نسبت تو اپنی طرف کی اور شفا کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کو بیماری بھی اسی کی قضا و قدر سے اور اسی کی بنائی چیز ہے یہی لطافت سورۂ فاتحہ کی دعا میں بھی ہے کہ انعام و ہدایت کی اسناد تو خدا عالم کی طرف کی ہے اور غضب کے فاعل کو حذف کر دیا ہے اور ضلالت بندے کی طرف منسوب کر دی ہے۔ سورۂ جن میں جنات کا قول بھی ملاحظہ ہو جہاں انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں نہیں معلوم کہ زمین والی مخلوق کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کیساتھ ان کے رب نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ یہاں بھی بھلائی کی نسبت رب کی طرف کی گئی۔ اور برائی کے ارادے میں یہ نسبت ظاہر نہیں کی گئی۔ اسی طرح کی یہ آیت ہے کہ جب میں بیمار پڑتا ہوں تو میری شفا پر بجز اس خدا کے اور کوئی قادر نہیں۔ دوا میں تاثیر پیدا کرنا بھی اسی کے بس کی چیز ہے موت و حیات پر قادر بھی وہی ہے۔ ابتدا انتہا اسی کے ہاتھ ہے اسی نے پہلی پیدائش کی ہے وہی دوبارہ لوٹائے گا۔ دنیا اور آخرت میں گناہوں کی بخشش پر بھی وہی قادر ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ غفور و رحیم وہی ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ حُكْمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ⑮ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ

اے میرے پروردگار مجھکو حکمت عطا فرما اور (مراتب قرب میں) مجھکو اعلیٰ درجہ کے نیک لوگوں کے ساتھ شامل فرما اور میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں جاری رکھ

فِي الْاٰخِرِيْنَ ⑯ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ⑰ وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ

اور مجھکو جنت النعیم کے مستحقین میں سے کر اور میرے باپ کو توفیق ایمان کی

اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ⑱ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ⑲ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

دیکر اس کی مغفرت فرما کہ وہ گمراہ لوگوں میں ہیں۔ اور جس روز سب زندہ ہو کر اٹھیں گے اس روز مجھکو رسوا نہ کرنا۔ اس دن میں کہ نجات کیلئے

مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ⑳ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ㉑

نہ مال کام آویگا اور نہ اولاد مگر ہاں (اس کی نجات ہوگی) جو اللہ کے پاس (کفر و شرک سے) پاک دل لیکر آوے گا۔

حضرت ابراہیم کی دعا

حکم سے مراد علم عقل خدائی کتاب اور نبوت ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ مجھے یہ چیزیں عطا فرما کر دنیا اور آخرت میں نیک لوگوں میں شامل رکھ۔ چنانچہ صحیح حدیث میں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی آخری وقت میں دعا مانگی تھی کہ خدایا اعلیٰ رفیقوں میں ملا دے تین بار یہ دعا کی ایک حدیث میں حضور کی یہ دعا بھی منقول ہے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَمِتْنَا مُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَلْحِقْنَا بِالصَّالِحِيْنَ ۝ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُبَدِّلِيْنَ ۝ یعنی اے اللہ ہمیں اسلام پر زندہ رکھ اور مسلمانی کی حالت میں ہی موت دے اور نیکوں میں ملا دے دعا تھا کہ نہ رسوائی ہو نہ تبدیلی۔ پھر اور دعا کرتے ہیں کہ میرے بعد بھی میرا ذکر خیر لوگوں میں جاری رہے۔ لوگ نیک باتوں میں میری اقتدا کرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ نے بھی ان کا ذکر پچھلی نسلوں میں باقی رکھا ہر ایک آپ پر سلام بھیجتا ہے خدا کسی نیک بندے کی نیکی اکارت نہیں کرتا۔ ایک جہان ہے جن کی زبانیں آپ کی تعریف و توصیف سے تر ہیں۔ دنیا میں بھی خدا نے انہیں

اونچائی اور بھلائی دی۔ عموماً ہر مذہب ملت کے لوگ خلیل خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ میرا ذکر جمیل جہاں دنیا میں باقی رہے وہاں آخرت میں بھی جنتی بنایا جاؤں۔ اور خدایا میرے گمراہ باپ کو بھی معاف فرما۔ لیکن اپنے کافر باپ کے لئے یہ استغفار کرنا ایک وعدے پر تھا جب آپ پر اس کا دشمن خدا ہونا کھل گیا کہ وہ کفر پر ہی مرا تو آپ کے دل سے اس کی عزت محبت جاتی رہی اور استغفار کرنا بھی ترک کر دیا ابراہیم بڑے صاف دل اور بردبار تھے ہمیں بھی جہاں حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کرنے کا حکم ملا ہے وہیں یہ بھی فرما دیا گیا ہے کہ اس بات میں ان کی پیروی نہ کرنا۔ پھر دعا کرتے ہیں کہ مجھے قیامت کے دن کی رسوائی سے بچا لینا جب کہ تمام اگلی پچھلی مخلوق زندہ ہو کر ایک میدان میں کھڑی ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنے والد سے ملاقات ہوگی آپ دیکھیں گے کہ اس کا منہ ذلت سے اور گرد وغبار سے آلودہ ہو رہا ہے اور روایت میں ہے کہ اسوقت آپ جناب باری میں عرض کریں گے کہ پروردگار تیرا مجھ سے وعدہ ہے کہ قیامت کے دن رسوا نہ کرے گا۔ اللہ فرمائے گا سن لے جنت تو کافر پر قطعاً حرام ہے۔ اور روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ کو اس حالت میں دیکھ کر فرمائیں گے کہ دیکھو میں تجھے نہیں کہہ رہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کر باپ جواب دے گا کہ اچھا اب نہ کروں گا آپ خدائے تعالٰے کی جناب میں عرض کریں گے کہ پروردگار تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ اس دن مجھے رسوا نہ فرمائے گا اب اس سے بڑھ کر اور رسوائی کیا ہوگی کہ میرا باپ اس طرح رحمت سے دور ہے۔ اللہ تعالٰی فرمائے گا کہ میرے خلیلؑ میں نے تو جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ پھر فرمائے گا ابراہیم دیکھ تیرے پیروں تلے کیا ہے؟ آپ دیکھیں گے کہ ایک بدصورت بجو کیچڑ پانی میں لتھڑا کھڑا ہے جس کے پاؤں پکڑ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا حقیقتاً یہی ان کے والد ہوں گے جو اس صورت میں کر دیئے گئے اور اپنی مقررہ جگہ پہنچا دیئے گئے اس دن انسان اگر اپنا فدیہ مال سے ادا کرنا چاہے گو دنیا بھر کے خزانے دیدے لیکن بے سود ہے نہ اس دن اولاد فائدہ دے گی اگر تمام اہل زمین کو اپنے بدلے میں دینا چاہے پھر بھی لاحاصل۔ اس دن نفع دینے والی چیز ایمان اخلاص اور شرک اور اہل شرک سے بیزاری ہے، جس کا دل صالح ہو یعنی شرک و کفر کے میل کچیل سے صاف ہو اللہ کو سچا جانتا ہو قیامت کو یقینی مانتا ہو۔ حشر و نشر پر ایمان رکھتا ہو خدا کی توحید کا قائل اور عامل ہو۔ نفاق وغیرہ سے دل مریض نہ ہو بلکہ ایمان، اخلاص اور نیک عقیدے سے دل صحیح اور تندرست ہو۔ بدعتوں سے نفرت رکھتا ہو اور سنت سے اطمینان اور الفت رکھتا ہو۔

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۹۰﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَاوِينَ ﴿۹۱﴾ وَقِيلَ لَهُمْ

اور (اس روز) خدا ترسوں (یعنی ایمان والوں) کیلئے جنت نزدیک کردی جاوے گی اور گمراہوں (یعنی کافروں) کے لئے دوزخ سامنے ظاہر کیجاوے گی اور ان سے کہا

أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ ﴿۹۲﴾ مِن دُونِ اللَّهِ هَلْ يَنصُرُونَكُمْ أَوْ يَنتَصِرُونَ ﴿۹۳﴾

جاویگا کہ وہ معبود کہاں گئے جنکی تم خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے کیا اسوقت وہ تمہارا ساتھ دے سکتے ہیں یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں

فَكُبْكِبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ﴿۹۴﴾ وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ﴿۹۵﴾ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا

پھر نیچے اوپر کر وہ (معبود) اور گمراہ لوگ اور ابلیس کا لشکر سب کے سب دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جاویں گے وہ کفار دوزخ میں گفتگو کرتے

يَخْتَصِمُونَ ﴿۹۶﴾ تَاللَّهِ إِن كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۹۷﴾ إِذْ نُسَوِّيكُم بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۹۸﴾

ہوئے (ان معبودوں کو) کہیں گے کہ خدا کی قسم بیشک ہم صریح گمراہی میں تھے جبکہ تم کو عبادت میں رب العالمین کے برابر کرتے تھے

وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ﴿۹۹﴾ فَمَا لَنَا مِن شَافِعِينَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَا صَدِيقٍ حَمِيمٍ

اور ہمکو تو بس ان بڑے مجرموں نے (جو کہ بانی ضلالت تھے) گمراہ کیا سو (اب) نہ کوئی ہمارا سفارشی ہے کہ چھڑا لے اور نہ کوئی مخلص دوست ہے کہ ہمدردی کرتا

فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۲﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَ

سو کیا اچھا ہوتا کہ ہمیں (دنیا میں) پھر واپس جانا ملتا کہ ہم مسلمان ہو جاتے ۔ بیشک اس واقعہ میں (بھی طالبان حق کیلئے) ایک بڑی عبرت

مَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۰۴﴾

ہے اور (با وجود اسکے) ان (مشرکین مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ بیشک آپ کا رب بڑا زبردست رحمت والا ہے ۔

بہشت بریں مومنوں کی بہترین منزل

جن لوگوں نے نیکیاں کیں تھیں برائیوں سے بچے تھے جنت اس دن ان کے پاس ہی ان کے سامنے ہی زیب و زینت کے ساتھ موجود ہوگی اور سرکشوں کے لئے اسی طرح جہنم ظاہر ہوگی اس میں سے ایک گردن نکل کھڑی ہوگی جو گنہگاروں کی طرف غضبناک تیوروں سے نظر ڈالیگی۔ اور اس طرح شور مچائے گی کہ دل اڑ جائیں گے کلیجے ہل جائیں گے اور مشرکوں سے ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ فرمایا جائیگا کہ تمہارے معبودان باطل جنہیں تم خدا کے سوا پوجتے تھے کہاں ہیں۔ کیا وہ تمہاری کچھ مدد کرتے ہیں، یا خود اپنی ہی مدد کر سکتے ہیں؟ نہیں نہیں بلکہ عابد معبود سب دوزخ میں انکے لئے تنگ رہے ہیں اور جل بھن رہے ہیں تابع و متبوع سب اوپر تلے جہنم میں جھونک دئے جائیں گے، ساتھ ہی ابلیس کے کل لشکری بھی اول سے لیکر آخر تک وہاں سفلے لوگ بڑے لوگوں سے جھگڑیں گے اور کہیں گے کہ ہم نے زندگی بھر تمہاری مانی۔ آج تم ہمیں عذاب سے کیوں نہیں چھڑاتے۔ سچ تو یہ ہے ہم ہی بالکل گمراہ تھے راہ سے دور ہو گئے تھے کہ تمہارے احکام مثل خدا کے احکام کے سمجھ بیٹھے تھے۔ اور رب العالمین کے ساتھ تمہاری بھی عبادت کرتے رہے گویا تمہیں رب کے برابر سمجھے ہوئے تھے۔ افسوس ہمیں اس غلط اور خطرناک راہ پر مجرموں نے لگائے رکھا۔ اب تو ہمارا کوئی سفارشی بھی نہ رہا۔ آپس میں پوچھیں گے کہ کیا کوئی ہمارا شفیع ہے؟ جو ہماری شفاعت کرے یا ایسا بھی ہو سکتا ہے؟ کہ ہم دوبارہ دنیا کی طرف لوٹائے جائیں؟ اور وہاں جا کر اب تک کے کئے ہوئے اعمال کے خلاف عمل کریں۔ جہاں ہمارا کوئی سفارشی ہمیں نظر نہیں آتا وہاں کوئی تھوڑی بہت دوست بھی دکھائی نہیں دیتا کہ وہی ہماری ہمدردی و غمخواری کرے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر کسی صالح شخص سے ہماری دوستی ہوتی تو وہ آج ضرور ہمیں نفع دیتا اور اگر کوئی ہمارا ولی صاحب ہوتا تو ضرور ہماری شفاعت کے لئے آگے بڑھتا اور اگر ہمیں پھر سے دنیا میں جانا ملتا تو ہم آپ اپنے ان بداعمال کا تدارک کر لیتے اپنے رب کی ہی مانتے اور اسی کی عبادتیں کرتے لیکن سچ تو یہ ہے کہ یہ بدبخت ازلی اگر دوبارہ بھی دنیا میں لائیں جائیں تو وہی بداعمالیاں پھر سے شروع کریں۔ سورہ صٓ میں بھی ان جہنمیوں کے جھگڑے کا بیان کر کے اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان کا یہ جھگڑا یقیناً ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو کچھ فرمایا اور جو دلیلیں انہیں دیں اور ان پر توحید کی وضاحت کی اس میں یقیناً خدا کی خدائی پر اور اس کی یکتائی پر صاف برہان موجود ہے لیکن پھر بھی اکثر لوگ ایمان سے رکے ہوئے ہیں۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ تیرا پالنہار پروردگار پورے غلبے اور قوت والا ساتھ ہی بخشش و رحم والا ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۰۵﴾ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا

قوم نوح نے پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے ان کے برادری کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (خدا سے)

تَتَّقُونَ ﴿۱۰۶﴾ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۰۷﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا

نہیں ڈرتے۔ میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں۔ سو اسکا مقتضا ہے کہ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ اور (نیز)

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۰۹﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَ

میں تم سے کوئی (دنیوی) صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس رب العالمین کے ذمہ ہے۔ سو (میری اس بے غرضی) کا مقتضا بھی یہی ہے کہ تم اللہ سے

اَطِيْعُوْنِ ⑥

ڈرو اور میرا کہنا مانو۔

قوم نوح کی نافرمانی

زمین پر سب سے پہلے جب بت پرستی شروع ہوئی اور لوگ شیطانی راہوں پر لگنے لگے تو اللہ تعالٰی نے اپنے اولو العزم رسولوں کے سلسلے کو حضرت نوح علیہ السلام سے شروع کیا جنہوں نے آ کر لوگوں کو خدا کے عذابوں سے ڈرایا اور اس کی سزاؤں سے انہیں آگاہ کیا لیکن وہ اپنے ناپاک کرتوتوں سے باز نہ آئے غیر اللہ کی عبادت نہ چھوڑی بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کو جھوٹا کہا ان کے دشمن بن گئے اور ایذا رسانی کے درپے ہو گئے۔ حضرت نوح کا جھٹلانا گویا تمام پیغمبروں سے انکار کرنا تھا اس لئے آیت میں فرمایا گیا کہ قوم نوح نے نبیوں کو جھٹلایا۔ حضرت نوح نے پہلے تو انہیں خدا کا خوف رکھنے کی نصیحت کی کہ تم جو غیر اللہ کی عبادت کرتے ہو تو عذاب خدا کا تمہیں ڈر نہیں جس طرح توحید کی تعلیم کے ساتھ اپنی رسالت کی تلقین کی اور فرمایا میں تمہاری طرف خدا کا رسول بن کر آیا ہوں اور میں اللہ کی امانت دار اس کا پیغام ہو بہو [illegible] تمہیں سنا رہا ہوں پس تمہیں اپنے دلوں کو خوف خدا سے پر رکھنا چاہیئے اور میری تمام باتوں کو بلا چون و چرا مان لینا چاہیئے۔ اور سنو میں تم سے اس تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا میرا مقصد اس سے صرف یہی ہے کہ میرا رب مجھے اس کا بدلا اور ثواب عطا فرمائے گا پس تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو میری سچائی میری خیر خواہی تم پر خوب روشن ہے ساتھ ہی میری دیانت داری اور امانت داری بھی تم پر واضح ہے۔

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ⑦ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا

وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا ہم تم کو مان لیں گے حالانکہ رذیل لوگ تمہارے ساتھ ہو لیے ہیں نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ ان کے (پیشہ آور)

يَعْمَلُوْنَ ⑧ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ⑨ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ

کاموں کو کیا جانتا۔ ان سے حساب کتاب لینا بس خدا کا کام ہے کیا خوب ہو کہ تم اس کو سمجھو اور میں ایمان داروں کو دور

الْمُؤْمِنِيْنَ ⑩ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ⑪

کرنے والا نہیں ہوں میں تو صاف طور پر ایک ڈرانے والا ہوں۔

کتنی حماقت کی بات

قوم نوح نے پیغمبر کا جواب دیا کہ چند سطحی اور چھوٹے لوگوں نے تیری بات مانی ہے ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ ان رذیلوں کا ساتھ دیں اور تیری مان لیں اس کے جواب میں خدا کے پیغمبر نے جواب دیا یہ میرا فرض نہیں کہ کوئی حق قبول کرنے کو آئے تو میں اس سے اس کی قوم اور پیشہ دریافت کرتا پھروں۔ اندرونی حالات پر اطلاع رکھنا حساب لینا اللہ کا کام ہے۔ افسوس تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں، تمہاری اس غلط خواہش کو پوری کرنا میرے اختیار سے باہر ہے کہ میں ان مسکینوں سے اپنی محفل خالی کرا لوں میں تو خدا کی طرف سے ایک آگاہ کر دینے والا ہوں جو بھی مانے وہ میرا اور جو نہ مانے وہ جانے شریف ہو یا رذیل ہو امیر ہو یا غریب ہو جو میری مانے میرا ہے اور میں اس کا ہوں۔

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ⑫ قَالَ رَبِّ اِنَّ

وہ لوگ کہنے لگے کہ اگر تم (اس کہنے سننے) سے اے نوح باز نہ آؤ گے تو ضرور سنگسار کر دیئے جاؤ گے نوح (علیہ السلام) نے دعا کی کہ

قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ⑬ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اے میرے پروردگار میری قوم مجھ کو (برابر) جھٹلا رہی ہے سو آپ میرے اور ان کے درمیان میں ایک (عملی) فیصلہ کر دیجئے اور مجھ کو اور جو ایماندار میرے ساتھ ہیں

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ⑮ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ⑯

(اسی حالت) کو نجات دیجئے تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور ان کو اور جو انکے ساتھ بھری ہوئی کشتی میں سوار تھے انکو نجات دی پھر اسکے بعد باقی لوگوں کو غرق کر دیا

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ⑰ وَإِنَّ رَبَّكَ

اس (واقعہ) میں یقیناً بڑی عبرت ہے اور (باوجود اسکے) ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے بیشک آپ کا رب زبردست (اور)

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ⑱

مہربان ہے۔

حضرت نوح کو دھمکیاں

لمبی مدت تک جناب نوح علیہ السلام ان میں رہے دن رات انہیں راہ خدا کی دعوت دیتے رہے لیکن جوں جوں آپ اپنی نیکی میں بڑھتے گئے وہ اپنی بدی میں زیادہ ہوتے گئے بالآخر زور باندھتے باندھتے صاف کہدیا کہ اگر اب ہمیں اپنے دین کی دعوت دی تو ہم تجھ پر پتھراؤ کر کے تیری جان لے لیں گے آپکے ہاتھ بھی جناب باری میں اٹھ گئے قوم کی تکذیب کی شکایت آسمان پر چڑھی اور آپ نے فتح کی دعا کی فرمایا خدایا میں مغلوب اور عاجز ہوں میری مدد کر میرے ساتھ میرے ساتھیوں کو بھی بچا لے۔ پس جناب باری عزوجل نے آپ کی دعا قبول کی۔ انسانوں جانوروں اور سامان اسباب سے کھچا کھچ بھری ہوئی کشتی میں سوار ہو جانے کا حکم دے دیا اس کے بعد آسمان و زمین سے طوفان امنڈ آیا اور روئے زمین کے کفار کا قلع قمع کر دیا گیا۔ یقیناً یہ واقعہ بھی عبرت آموز ہے۔ لیکن تاہم اکثر لوگ بے یقین ہیں اسمیں کوئی شک نہیں کہ رب بڑے غلبے والا ہے لیکن وہ مہربان بھی بہت ہے۔

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ① إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ② إِنِّي

قوم عاد نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب ان کو ان (کی) برادری کے بھائی ہود (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تم (خدا سے) ڈرتے نہیں ہو میں تمہارا

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ③ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ④ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ

امانت دار پیغمبر ہوں تو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس (تبلیغ) پر کوئی صلہ نہیں مانگتا

أَجْرٍ ۖ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑤ أَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً تَعْبَثُونَ ⑥

پس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے کیا تم ہر اونچے مقام پر ایک یادگار (کے طور پر عمارت) بناتے

وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُونَ ⑦ وَإِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِينَ ⑧

ہو جسکو محض فضول (از غرور) بناتے ہو اور بڑے بڑے محل بناتے ہو جیسے دنیا میں ہمیشہ رہو گے اور جب کسی پر دار و گیر کرتے ہو تو بالکل جابر (اور ظالم) بن جاتے ہو

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ⑨ وَاتَّقُوا الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ⑩

تو تم خدا سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تمہاری ان چیزوں سے امداد کی جنکو تم

أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامٍ وَبَنِينَ ⑪ وَجَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ⑫ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

جانتے ہو (یعنی) مواشی اور بیٹوں اور باغوں اور چشموں سے تمہاری امداد کی مجھ کو تمہارے حق میں

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ⑬

ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا اندیشہ ہے۔

قوم عاد

حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ بیان ہو رہا ہے کہ انہوں نے عادیوں کو جو احقاف کے رہنے والے تھے خدا کی طرف بلایا احقاف ملک یمن میں حضر موت کے پاس ریتیلے پہاڑیوں کے قریب ہے ان کا زمانہ نوح کے بعد کا ہے۔ سورۂ اعراف میں بھی ان کا ذکر گذر چکا ہے کہ انہیں قوم نوح کا جانشین بنایا گیا اور انہیں بہت کچھ کشادگی اور وسعت دی گئی۔ ڈیل ڈول کے بڑے قوت طاقت کے پورے مال اولاد والے کھیت اور باغات پھل اور اناج بکثرت دولت و زر نہریں اور چشمے۔ الغرض ہر طرح کی آسائش اور آسانی مہیا لیکن رب کی تمام نعمتوں کی ناقدری کرنے والے اور خدا کے ساتھ شرک کرنے والے تھے اپنے نبی کو جھٹلایا یہ انہیں میں سے تھے۔ انہیں سمجھایا بجھایا خوف و ڈر دکھایا۔ اپنا رسول ہونا ظاہر فرمایا۔ اپنی اطاعت اور خدا کی عبادت وحدانیت کی دعوت دی جیسے کہ نوح علیہ السلام نے دی تھی۔ اپنا بے لاگ ہونا طالب دنیا نہ ہونا بیان فرمایا اپنے خلوص کا بھی ذکر کیا۔ یہ جو فخر و ریا کے طور پر اپنے مال برباد کرتے تھے اور اونچے اونچے مشہور ٹیلوں پر بلند و بالا علامتیں اپنی قوت کے اور مال کے اظہار کیلئے بناتے تھے اس بیکار کام سے انہیں ان کے نبی حضرت ہود علیہ السلام نے روکا کیونکہ اس میں بے کار دولت کا کھونا وقت کا برباد کرنا اور مشقت اٹھانا ہے جس سے دین دنیا کا کوئی فائدہ نہ مقصود ہوتا ہے نہ متصور۔ بڑے بڑے پختہ اور بلند برج اور مینار بناتے تھے جس کے بارے میں ان کے نبی نے نصیحت کی کہ کیا تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ یہیں ہمیشہ رہو گے محبت دنیا نے تمہیں آخرت بھلا دی ہے لیکن یاد رکھو تمہاری یہ چاہت بے سود ہے دنیا زائل ہونے والی ہے تم خود فنا ہونے والے ہو۔ ایک قرأت میں کَاَنَّکُمْ خَالِدُوْنَ ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ جب مسلمانوں نے غوطہ میں محلات اور باغات کی تعمیر اعلیٰ پیمانے پر ضرورت سے زیادہ شروع کر دی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اے دمشق کے رہنے والو سنو۔ لوگ سب جمع ہو گئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ تمہیں شرم نہیں آتی تم خیال نہیں کرتے کہ تم نے وہ جمع کرنا شروع کر دیا جسے تم کھا نہیں سکتے تم نے وہ مکانات بنانے شروع کر دیئے جو تمہارے رہنے سہنے کے کام نہیں آتے تم نے وہ دور دراز کی آرزوئیں کرنی شروع کر دیں جو پوری ہونی محال ہیں۔ کیا تم بھول گئے تم سے اگلے لوگوں نے دولت سنبھال سنبھال کر رکھی تھی بڑے اونچے اونچے پختہ اور مضبوط محلات تعمیر کئے تھے بڑی بڑی آرزوئیں باندھی تھیں لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دھوکہ میں رہ گئے ان کی پونجی برباد ہو گئی ان کے مکانات اور بستیاں اجڑ گئیں۔ عادیوں کو دیکھو کہ عدن سے لیکر عمان تک ان کے گھوڑے اور اونٹ تھے لیکن آج وہ کہاں ہیں؟ ہے ایسا کوئی بیوقوف کہ قوم عاد کی میراث کو دو درہموں کے بدلے بھی خریدے۔ ان کے مال و مکانات کا بیان فرما کر ان کی قوت و طاقت کا بیان فرمایا کہ بڑے سرکش متکبر اور سخت لوگ تھے نبی اللہ علیہ صلوات اللہ نے انہیں اللہ سے ڈرنے اور اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیا کہ عبادت رب کی کرو اور اطاعت اس کے رسول کی کرو۔ پھر وہ نعمتیں یاد دلائیں جو اللہ نے ان پر انعام کی تھیں جنہیں وہ خود جانتے تھے، مثلاً چوپائے جانور اور اولاد، باغات اور دریا، پھر اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ اگر تم نے میری تکذیب کی اور میری مخالفت پر جمے رہے تو تم پر عذاب خدا برس پڑیں گے اچھے اور برے دونوں پہلو دکھائے لیکن بے سود رہے۔

قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ﴿۱۳﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا
وہ لوگ بولے کہ ہمارے نزدیک تو دونوں باتیں برابر ہیں خواہ تم نصیحت کرو اور خواہ ناصح نہ ہو یہ تو بس اگلے لوگوں کی
خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ
ایک عادت (عادات) اور ہم (ایسا اور تم جو ہم کو عذاب سے ڈراتے ہو تو) ہم کو ہرگز عذاب نہ ہوگا غرض ان لوگوں نے ہود کو جھٹلایا تو ہم نے انکو
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
(آندھی کے عذاب سے) ہلاک کر دیا۔ بیشک اس (واقعہ) میں بھی عبرت ہے اور باوجود اسکے ان میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپکا رب زبردست

الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑱

اور مہربان ہے

قوم کی بدنصیبی دعوت سے اعراض اور قہار کی گرفت و مواخذہ۔

حضرت ہود علیہ السلام کے مؤثر بیانات نے اور آپ کے رغبت اور ڈر بھرے خطبوں نے قوم پر کوئی اثر نہیں کیا اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ آپ ہمیں وعظ سنائیں نصیحت کریں یا نہ کریں ہم تو اپنی روش کو چھوڑ نہیں سکتے۔ ہم آپ کی بات مان کر اپنے خداؤں سے دست بردار ہو جائیں یہ یقیناً محال ہے۔ ہمارے ایمان سے آپ مایوس ہو جائیں۔ ہم آپ کی نہیں ماننے کے۔ فی الواقع کافروں کا یہی حال ہے انہیں سمجھانا بے سود رہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزماں سے بھی یہی فرمایا کہ ان ازلی کفار پر آپ کی نصیحت مطلق اثر نہیں کرتی نصیحت کر دینے اور ہوشیار کر دینے کے بعد بھی ویسے ہی رہیں گے جیسے پہلے تھے یہ تو قدرتی طور پر ایمان سے محروم کر دیئے گئے ہیں جن پر تیرے رب کی بات صادق آنے والی ہے انہیں ایمان نصیب نہیں ہونے کا۔ خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ ؀ کی دوسری قرأت خَلْقُ الْاَوَّلِیْنَ ؀ بھی ہے یعنی جو باتیں تو ہمیں کہتا ہے یہ تو اگلوں کی کہی ہوئی ہیں جیسے قریشیوں نے آنحضرت صلعم سے کہا تھا کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں جو صبح و شام تمہارے سامنے پڑھی جاتی ہیں یہ ایک بہتان ہے جسے تو نے گھڑ لیا ہے اور کچھ لوگ اپنے طرفدار کر لئے ہیں۔ وغیرہ۔ مشہور قرأت کی بنا پر معنی یہ ہوئے کہ جس پر ہم ہیں یہی ہمارے آبا و اجداد کا مذہب ہے ہم تو انہیں کی راہ چلیں گے۔ اور اسی روش پر رہیں گے جئیں گے پھر مر جائیں گے جیسے وہ مر گئے یہ محض لاف زنی ہے کہ پھر ہم خدا کے ہاں زندہ کئے جائیں گے۔ یہ بھی غلط ہے کہ ہمیں عذاب کیا جائے گا آخرش ان کی تکذیب اور مخالفت کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دیا گیا سخت تیز و تند آندھی ان پر بھیجی گئی اور یہ برباد کر دیئے گئے یہی عاد اولی تھے جنہیں ارم ذات العماد کہا گیا ہے یہ ارم بن سام بن نوح کی نسل میں سے تھے۔ عمد میں یہ رہتے تھے۔ ارم حضرت نوح کے پوتے کا نام ہے نہ کہ کسی شہر کا۔ گو بعض لوگوں سے یہ بھی منقول ہے لیکن اس کے قائل بنی اسرائیل ہیں۔ ان سے سن سنا کر اوروں نے بھی یہی کہہ دیا ہے حقیقت میں اس کی کوئی مضبوط دلیل نہیں۔ اسی لئے قرآن نے ارم کا ذکر کرتے ہی فرمایا ہے کہ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُهَا فِی الْبِلَادِ ؀ ان جیسا اور کوئی شہر میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اگر اس سے مراد شہر ارم ہوتا تو یوں فرمایا جاتا کہ اس جیسا اور کوئی شہر بنایا نہیں گیا۔ قرآن کریم کی اور آیت میں ہے۔ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ الخ عادیوں نے زمین پر تکبر کیا اور دعویٰ کیا کہ ہم سے بڑھ کر قوت والا کون ہے۔ کیا وہ اسے بھی بھول گئے کہ ان کا پیدا کرنے والا ان سے زیادہ قوی ہے دراصل انہیں ہماری آیتوں سے انکار تھا۔ یہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ ان پر صرف بیل کے نتھنے کے برابر ہوا چھوڑی گئی تھی جس نے ان کا ان کے [illegible] روں کا ان کے مکانات کا نام و نشان مٹا دیا جہاں سے گذر گئی صفایا کر دیا۔ شائیں شائیں کرتی تمام چیزوں کا ستیاناس کرتی چلی تھی۔ تمام قوم کے سر الگ ہو گئے تھے۔ اور دھڑ الگ عذاب خدا آتا دیکھ کر قلعوں میں محلات میں محفوظ مکانوں میں گھس گئے تھے زمین میں گڑھے کھود کھود کر آدھے آدھے جسم ان میں ڈال کر محفوظ ہوئے تھے لیکن بھلا عذاب خدا کو کوئی چیز روک سکتی ہے؟ وہ ایک منٹ کے لئے بھی کسی کو مہلت اور دم لینے دیتا ہے۔ سب ختم کر دیئے گئے۔ اور اس واقعہ کو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک نشان عبرت بنا دیا گیا ان میں سے اکثر لوگ بے ایمان ہی تھے خدا کا غلبہ اور رحم دونوں مسلم تھے۔

کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِیْنَ ① اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ②

قوم ثمود نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا
جب کہ ان سے ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کیا تم (اللہ سے) نہیں ڈرتے

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ③ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ④ وَمَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ

میں تمہارا امانتدار پیغمبر ہوں
سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو
اور میں تم سے اس پر کچھ صلہ نہیں

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۵

چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

قوم ثمود اور حضرت صالح

اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول حضرت صالح علیہ السلام کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ آپ اپنی قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے یہ لوگ عرب تھے۔ حجر نامی شہر میں رہتے تھے جو وادی القریٰ اور ملک شام کے درمیان ہے یہ عادیوں کے بعد اور ابراہیمیوں سے پہلے تھے شام کی طرف جاتے ہوئے آپ کا اس جگہ سے گذرنے کا بیان سورۂ اعراف کی تفسیر میں پہلے گذر چکا ہے انہیں ان کے نبی نے خدا کی طرف بلایا کہ یہ اللہ کی توحید کو مانیں اور حضرت صالح کی رسالت کا اقرار کریں لیکن انہوں نے بھی انکار کیا اور اپنے کفر پر جمے رہے خدا کے پیغمبر کو جھوٹا کہا۔ باوجود اللہ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت سننے کے پرہیزگاری اختیار نہ کی۔ باوجود رسول امین کی موجودگی کے راہ ہدایت اختیار نہ کی۔ حالانکہ نبی کا صاف اعلان تھا کہ میں اپنا کوئی بوجھ تم پر ڈال نہیں رہا میں تو اس رسالت کی تبلیغ کے اجر کا خواہاں صرف خدائے تعالیٰ سے ہوں اس کے بعد اللہ کی نعمتیں انہیں یاد دلائیں۔

اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ۝۶ فِیْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۝۷ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ

کیا تمکو ان (چیزوں) میں جو یہاں (دنیا میں) موجود ہیں بے فکری سے رہنے دیا جائیگا یعنی باغوں اور چشموں میں اور کھیتیوں اور ان کھجوروں میں

طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۝۸ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا فٰرِهِیْنَ ۝۹ فَاتَّقُوا اللّٰهَ

جن کے خوشے خوب گوندھے ہوئے ہیں اور کیا (اسی عظمت کبر جیسی) تم پہاڑوں کو تراش تراش کر اتراتے (اور فخر کرتے) ہوئے مکان بناتے رہو گے سو اللہ سے ڈرو

وَ اَطِیْعُوْنِ ۝۱۰ وَ لَا تُطِیْعُوْۤا اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ ۝۱۱ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ

اور میرا کہنا مانو اور ان حد سے نکل جانے والوں کا کہنا مت مانو جو سرزمین میں فساد کیا کرتے ہیں اور کبھی اصلاح

وَ لَا یُصْلِحُوْنَ ۝۱۲

(کی بات) نہیں کرتے۔

بڑی کارآمد نصیحتیں

حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم میں وعظ فرما رہے ہیں انہیں اللہ کی نعمتیں یاد دلاتے ہیں اور اس کے عذاب سے متنبہ فرما رہے ہیں کہ وہ جو تمہیں یہ کشادہ روزیاں دے رہا ہے جس نے تمہارے لئے باغات اور چشمے کھیتیاں اور پھل پھول مہیا فرما دیے ہیں امن چین سے جو تمہاری زندگی کے ایام پورے کر رہا ہے۔ تم اس کی نافرمانیاں کر کے انہی نعمتوں میں اور اسی امن وامان میں نہیں چھوڑے جا سکتے ہو ان باغات اور ان دریاؤں میں اور ان کھیتیوں اور ان باغات کھجوروں میں جن کے خوشے کھجوروں کی زیادتی کی وجہ سے بوجھل ہو رہے ہیں اور جھکے پڑتے ہیں جن میں تہ بتہ تر کھجوریں بھرپور لگ رہی ہیں جو نرم خوشنما میٹھی اور ترش ہیں ان کھجوروں سے لدے ہوئے ہیں تم خدا کی نافرمانیاں کر کے ان کو یہ آرام یہ نہیں سکتے خدا نے تمہیں اس وقت جن مضبوط پر تکلف بلند اور عمدہ مکانوں میں رکھ چھوڑا ہے خدا کی توحید اور میری رسالت کو ٹھکرانے کے بعد یہیں ہمیشہ نہیں رہ سکتے۔ افسوس کہ تم خدا کی نعمت کی قدر نہیں کرتے اپنا وقت اپنا روپیہ بیجا برباد کر کے یہ نقش ونگار والے مکانات پہاڑوں میں یہ تصنع وتکلف صرف اپنی اور ریاکاری کے لئے اپنی عظمت اور قوت کے مظاہرے کے لئے تراش رہے ہو جس میں کوئی نفع نہیں بلکہ اس کا وبال تمہارے سر پر منڈلا رہا ہے۔ پس تمہیں اللہ سے ڈرنا چاہیے اور میری اتباع کرنی چاہیے۔ اپنے خالق رازق منعم محسن کی عبادت اور اس کی فرمانبرداری اور اس کی توحید کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا چاہیے جن کا نفع تمہیں دنیا اور آخرت میں ہے تمہیں اس کا شکر ادا کرنا چاہیے اس کی تسبیح وتہلیل کرنی چاہیے

صبح شام اس کی عبادت کرنی چاہیے تمہیں اپنے ان موجودہ سرداروں کی ہرگز نہ ماننی چاہیے یہ تو حدود خدا سے تجاوز کر گئے ہیں توحید اتباع کو بھلا بیٹھے ہیں زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں نافرمانی گناہ فسق و فجور پر خود لگے ہوئے ہیں اور دوسروں کو بھی اسی طرف بلا رہے ہیں حق کی موافقت اور اتباع کر کے اصلاح کی کوشش نہیں کرتے۔

قَالُوٓا إِنَّمَآ أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ﴿۱۳﴾ مَآ أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ

ان لوگوں نے کہا کہ تجھ پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے تم بس ہماری طرح کے (ایک معمولی) آدمی ہو (اور آدمی بھی ہو تو ایسا ہو) کوئی معجزہ پیش کرو اگر

كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۱۴﴾ قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ﴿۱۵﴾

(تم دعویٔ نبوت میں) سچے ہو۔ صالح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ یہ ایک اونٹنی ہے پانی پینے کیلئے ایک باری اسکی ہے اور ایک مقرر دن میں ایک باری تمہاری (یعنی تمہارے مواشی کی)

وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوٓءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿۱۶﴾ فَعَقَرُوهَا فَأَصْبَحُوا

اور (دیکھو) اس کو برائی (اور تکلیف دہی) کے ساتھ ہاتھ بھی مت لگانا کبھی تم کو ایک بھاری دن کا عذاب آ پکڑے سو انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا پھر جب آثار عذاب کے

نٰدِمِينَ ﴿۱۷﴾ فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ۗ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۸﴾

نمودار ہوئے تو (اپنی حرکت پر) پشیمان ہو کر رہ گئے (آخر) عذاب نے ان کو آ لیا بیشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اور (باوجود اس کے، ان کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ﴿۱۹﴾

اور بیشک آپ کا رب بڑا زبردست بہت مہربان ہے

وہی سفیہانہ جواب

ثمودیوں نے اپنے نبی کو جواب دیا کہ تجھ پر کسی نے جادو کر دیا ہے گو ایک معنی یہ بھی کئے گئے ہیں کہ تو مخلوق میں سے ہے اور اس کی دلیل میں عربی کا ایک شعر بھی پیش کیا جاتا ہے لیکن زیادہ ٹھیک معنی پہلے ہی ہیں اسی کے ساتھ انہوں نے کہا تو تو ہم جیسا ایک انسان ہے ناممکن ہے کہ ہم میں سے تو کسی پر وحی نہ آئے اور تجھ پر آ جائے کچھ نہیں یہ صرف بناوٹ ہے محض جھوٹ اچھا ہم کہتے ہیں اگر تو واقعی سچا نبی ہے تو کوئی معجزہ دکھا اس وقت ان کے چھوٹے بڑے سب جمع تھے اور ایک زبان ہو کر سب نے معجزہ طلب کیا تھا آپ نے پوچھا کہ تم کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا یہ سامنے کی بڑی چٹان ہے یہ ہمارے دیکھتے ہوئے پھٹے اور اس میں ایک گابھن اونٹنی اس رنگ کی ایسی ایسی نکلے آپ نے فرمایا اچھا اگر میں رب سے دعا کروں اور وہ یہی معجزہ میرے ہاتھوں تمہیں دکھا دے پھر تو تمہیں میری نبوت کے ماننے میں کوئی عذر نہ ہوگا؟ سب نے پختہ وعدہ کیا کہ ہاں ہم سب ایمان لائیں گے اور آپ کی نبوت مان لیں گے آپ یہ معجزہ دکھایئے۔ آپ نے اسی وقت نماز شروع کر دی پھر اللہ عزوجل سے دعا کی اسی وقت وہ پتھر پھٹا اور فرمائشی اونٹنی ان کے دیکھتے ہوئے اس میں سے نکلی کچھ لوگ تو حسب اقرار مومن ہو گئے لیکن اکثر لوگ پھر بھی کافر کے کافر رہے۔ آپ نے فرمایا سنو ایک دن یہ پانی پئے گی اور ایک دن پانی کی باری تمہاری مقرر رہے گی۔ اب تم سے کوئی اسے برائی نہ پہنچائے ورنہ بدترین عذاب تم پر اتر پڑے گا۔ ایک عرصہ تک تو وہ رکے رہے اونٹنی ان میں رہی چارہ چگتی اور اپنی باری والے دن پانی پیتی۔ اس دن یہ لوگ اس کے دودھ سے سیر ہو جاتے لیکن ایک مدت کے بعد ان کی بدبختی نے انہیں آ گھیرا ان میں کے ایک بڑے ملعون نے اونٹنی کے مار ڈالنے کا ارادہ کر لیا اور کل اہل شہر اس کے موافق ہو گئے چنانچہ اس کی کوچیں کاٹ کر اسے مار ڈالی جس کے نتیجے میں انہیں سخت ندامت پشیمانی اٹھانی پڑی۔ عذاب خدا نے انہیں دفعتہً آ دبوچا۔ ان کی زمینیں ہلا دی گئیں۔ اور ایک چیخ سے سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔ دل اڑ گئے کلیجے پاش پاش ہو گئے اور وہم و گمان بھی جس چیز کا نہ تھا وہ ہو گئی سب غارت ہو گئے اور دنیا جہان کے لئے یہ خوفناک واقعہ عبرت افزا ہو گیا۔ اتنی بڑی نشانی اپنی آنکھوں دیکھ کر بھی ان میں کے اکثر لوگوں کو ایمان لانا نصیب نہ ہوا اور اس میں کچھ شک نہیں کہ خدا غالب ہے اور وہ رحیم بھی ہے۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ (١) إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطٌ أَلَا تَتَّقُونَ (٢)

(ذکر باوجود نبوت کے مہلت دیتا ہے) قوم لوط نے (بھی) پیغمبروں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے بھائی لوط (علیہ السلام) نے کہا کیا تم (خدا سے) ڈرتے نہیں

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ (٣) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (٤) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

تحقیق میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں چاہتا

مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ (٥)

بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے۔

قوم لوط اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول حضرت لوط علیہ السلام کا قصہ بیان فرما رہا ہے ان کا نام لوط بن ہاران بن آذر تھا یہ ابراہیم ؑ خلیل اللہ علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ انھیں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم ؑ کی حیات میں بہت بڑی امت کی طرف بھیجا تھا یہ لوگ سدوم اور اس کے پاس بستے تھے بالآخر یہ بھی خدا کے عذاب میں پکڑے گئے سب کے سب ہلاک ہوئے اور ان کی بستیوں کی جگہ ایک جھیل ایک سڑے ہوئے گندے کھاری پانی کی باقی رہ گئی۔ یہ اب تک بھی بلاد غور میں مشہور ہے جو کہ بیت المقدس اور کرک و شوبک کے درمیان ہے ان لوگوں نے بھی رسول خدا کی تکذیب کی آپ نے انھیں اللہ کی معصیت چھوڑنے اور اپنی تابعداری کرنے کی ہدایت کی۔ اپنا رسول ہو کر آنا ظاہر کیا۔ انھیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا خدا کی باتیں مان لینے کو فرمایا۔ اعلان کر دیا کہ میں تم سے کچھ مانگتا نہیں میں صرف خدا واسطے تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ تم اپنے اس خبیث فعل سے باز آؤ یعنی عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے حاجت روائی کرنے سے رک جاؤ لیکن انھوں نے خدا کے رسول کی نہ مانی بلکہ ایذائیں پہنچائیں۔

أَتَأْتُونَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ (٦) وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ

کیا تمام دنیا جہان والوں میں سے تم (یہ حرکت کرتے ہو کہ) مردوں سے فعل کرتے ہو اور تمہارے رب نے تمہارے لیے جو بیبیاں پیدا کی ہیں ان کو نظر انداز

أَزْوَاجِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ (٧) قَالُوا لَئِنْ لَمْ تَنْتَهِ يَا لُوطُ

کیے رہتے ہو بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) تم حد (انسانیت) سے گزر جانے والے ہو۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ اے لوط اگر تم ہمارے کہنے سننے سے باز نہیں آؤ گے

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ (٨) قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِنَ الْقَالِينَ (٩) رَبِّ نَجِّنِي

تو ضرور (بستی سے) نکال دیے جاؤ گے۔ لوط نے فرمایا کہ میں تمہاری اس کام سے سخت نفرت رکھتا ہوں لوط نے دعا کی اے میرے رب مجھ کو

وَأَهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ (١٠) فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ (١١) إِلَّا عَجُوزًا

اور میرے (خاص) متعلقین کو ان کے اس کام (کے وبال) سے نجات دے سو ہم نے ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی بجز ایک بڑھیا

فِي الْغَابِرِينَ (١٢) ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ (١٣) وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ

کے کہ وہ (عذاب کے اندر) رہ جانے والوں میں رہ گئی پھر ہم نے اوروں کو ہلاک کر دیا اور ہم نے ان پر ایک خاص قسم کا (یعنی پتھروں کا) مینہ برسایا سو کیسا

مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ (١٤) إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ (١٥)

برا مینہ تھا جو ان لوگوں پر برسا جن کو (عذاب الٰہی سے) ڈرایا گیا تھا بلاشبہ اس (واقعہ) میں (بھی) عبرت ہے اور باوجود اس کے ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ (١٦) ع ۱۲

اور بیشک آپ کا رب بڑی قدرت والا بڑی رحمت والا ہے

یہ بستیاں

لوط نبی علیہ السلام نے اپنی قوم کو انکی خاص بدکاری سے روکا کہ تم لڑکوں سے بدفعلی نہ کرو۔ اپنی بیویوں سے خواہش پوری کرو جنھیں خدا نے تمہارے لئے جوڑا بنادیا ہے رب کی مقررہ حدوں کا ادب و احترام کرو۔ اس کا جواب ان کے پاس یہی تھا کہ اے لوط اگر تو باز نہ آیا تو ہم تجھے جلا وطن کردیں گے انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ان پاکباز لوگوں کو تو الگ کردو۔ یہ دیکھ کر آپ نے ان سے بیزاری اور دست برداری کا اعلان کردیا اور فرمایا کہ تمہارے اس برے کام سے میں ناراض ہوں میں اسے پسند نہیں کرتا میں خدا کے سامنے برأت کا اظہار کرتا ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے بددعا کی اور اپنی اور اپنے گھرانے کی نجات طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو نجات دی مگر آپ کی بیوی نے اپنی قوم کا ساتھ دیا اور انھیں کے ساتھ تباہ ہوئی جیسے کہ سورۂ اعراف سورۂ ہود اور سورۂ حجر میں بالتفصیل بیان گذر چکا ہے آپ مومنین کو لیکر خدا کے فرمان کے بموجب اس بستی سے چل کھڑے ہوئے حکم تھا کہ آپ کے نکلتے ہی ان پر عذاب آئے گا اس وقت پلٹ کر ان کی طرف دیکھنا بھی نہیں پھر ان سب پر عذاب آیا اور سب برباد کردیئے گئے ان پر آسمان سے سنگ باری ہوئی اور ان کا انجام بد ہوا یہ بھی عبرتناک واقعہ ہے۔ ان میں سے بھی اکثر بے ایمان تھے رب کے غلبے میں اسی کے رحم میں کوئی شک نہیں ۔

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْـَٔيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ① اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ②

اصحاب الایکہ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا جب کہ ان سے شعیب (علیہ السلام) نے فرمایا کہ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں ہو

اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ③ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ④ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

میں تمہارا امانت دار پیغمبر ہوں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ

مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑤

نہیں چاہتا بس میرا صلہ تو رب العالمین کے ذمہ ہے

شعیب علیہ السلام اور ان کی قوم

یہ لوگ مدین کے رہنے والے تھے حضرت شعیب علیہ السلام بھی انہیں میں سے تھے آپ کو ان کا بھائی صرف اس لئے نہیں کہا گیا کہ اس آیت میں ان لوگوں کی نسبت ایکہ کی طرف کی ہے جسے یہ لوگ پوجتے تھے ایکہ ایک درخت تھا یہی وجہ ہے کہ جیسے اور نبیوں کو ان کی امتوں کا بھائی فرمایا انھیں ان کا بھائی نہیں کہا گیا ورنہ یہ لوگ بھی انہی کی قوم میں سے تھے لوگ جن کی رسائی اس نکتے تک نہیں ہوئی وہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی قوم میں نہ تھے اس لئے حضرت شعیب علیہ السلام کو ان کا بھائی نہیں فرمایا گیا یہ اور یہی قوم بھی حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کی طرف بھی بھیجے گئے تھے اور ان لوگوں کی طرف بھی بعض کہتے ہیں ایک تیسری امت کی طرف بھی آپ کی بعثت ہوئی تھی چنانچہ حضرت عکرمہ سے منقول ہے کہ کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ نہیں بھیجا سوائے حضرت شعیب علیہ السلام کے کہ ایک مرتبہ انھیں مدین والوں کی طرف بھیجا اور ان کی تکذیب کی وجہ سے انھیں ایک چنگھاڑ کے ساتھ ہلاک کردیا اور دوبارہ انھیں ایکہ والوں کی طرف بھیجا اور ان کی تکذیب کی وجہ سے ان پر بھی عذاب آیا اور وہ برباد ہوئے لیکن یہ یاد رہے کہ اس کے راویوں میں اسحاق بن بشیر کاہلی ہے۔ قتادہ کا قول ہے کہ اصحاب رس اور اصحاب ایکہ قوم شعیب ہے اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین ایک ہی ہیں۔ واللہ اعلم۔ ابن عساکر میں ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قوم مدین اور اصحاب ایکہ دو قومیں ہیں اور ان دونوں امتوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت شعیب علیہ السلام کو بھیجا تھا لیکن یہ حدیث غریب ہے اور اس کے مرفوع ہونے میں کلام ہے بہت ممکن ہے کہ موقوف ہی ہو صحیح امر یہی ہے کہ دونوں ایک ہی امت ہے دونوں جگہ ان کے وصف الگ الگ بیان ہوئے ہیں اگر وہ ایک ہی ہے اسکی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ دونوں قصوں میں حضرت شعیب علیہ السلام کا وعظ ایک ہی ہے دونوں میں ناپ تول صحیح کرنے کا حکم دیا ہے۔

215-u
377814

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ (٦) وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ (٧)

تم لوگ پورا ناپا کرو اور (صاحب حق کا) نقصان مت کیا کرو اور (اسی طرح تولنے کی چیزوں میں) سیدھی ترازو سے تولا کرو

وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (٨) وَاتَّقُوا

اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو اور سرزمین میں فساد مت مچایا کرو اور اس خدا سے

الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِيْنَ (٩)

(قادر) سے ڈرو جس نے تم کو اور تمام اگلی مخلوقات کو پیدا کیا

کچھ نصائح

حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو ناپ تول درست کرنے کی ہدایت کر رہے ہیں۔ ڈنڈی مارنے اور ناپ تول میں کمی کرنے سے روک رہے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جب کسی کو کوئی چیز ناپ کر دو تو پیمانہ بھر کر دو اس کے حق سے کم نہ کرو۔ اسی طرح دوسرے سے جب لو تو زیادہ لینے کی کوشش اور تدبیر نہ کرو۔ یہ کیا کہ لینے کے وقت پورا لو اور دینے کے وقت کم دو؟ لین دین دونوں صاف اور پورا رکھو۔ ترازو اچھی رکھو جس میں تول صحیح آئے۔ بٹے بھی پورے رکھو تول میں عدل کرو ڈنڈی نہ مارو کم نہ تولو کسی کو اس کی چیز کم نہ دو۔ کسی کی راہ نہ مارو۔ چوری چکاری لوٹ مار غارت گری سے رہزنی سے بچو۔ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر خوف زدہ کر کے ان سے مال نہ لو۔ اس خدا کے عذابوں کا خوف رکھو جس نے تمہیں اور سب اگلوں کو پیدا کیا ہے۔ جو تمہارا اور تمہارے بڑوں کا رب ہے۔ یہی لفظ آیت وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا میں ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ (١٠) وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ

وہ لوگ کہنے لگے کہ بس تم پر تو کسی نے بڑا بھاری جادو کر دیا ہے اور تم تو محض ہماری طرح کے ایک (معمولی) آدمی ہو اور ہم تو تم کو جھوٹے لوگوں میں سے خیال

لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ (١١) فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (١٢)

کرتے ہیں سو اگر تم سچوں میں سے ہو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دو

قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (١٣) فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ

شعیب (علیہ السلام) بولے کہ تمہارے اعمال کو میرا رب (ہی) خوب جانتا ہے سو وہ لوگ برابر ان کو جھٹلاتے رہے پھر ان کو

يَوْمِ الظُّلَّةِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ (١٤) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

سائبان کے واقعہ نے آپکڑا۔ بیشک وہ بڑے سخت دن کا عذاب تھا۔ (اور) اس واقعہ میں بھی بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے

لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (١٥) وَاِنَّ رَبَّكَ

ان (کفار مکہ) میں اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے اور بیشک آپ کا رب بڑی قوت والا

لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ (١٦)

اور بڑی رحمت والا ہے

ع ١٤

لیکن بدبخت قوم

ثمودیوں نے جو جواب اپنے نبی کو دیا تھا وہی جواب ان لوگوں نے بھی اپنے رسول کو دیا کہ تجھ پر تو کسی نے جادو کر دیا ہے تیری عقل ٹھکانے نہیں رہی تو ہم جیسا ہی انسان ہے۔ بلکہ ہمیں تو یقین ہے کہ تو جھوٹا آدمی ہے۔ خدا نے تجھے نہیں بھیجا۔ اچھا اگر تو اپنے دعوے میں سچا ہے تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرا دے۔ آسمانی عذاب ہم پر

لے آ۔ جیسے قریشیوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ ہم تو تجھ پر ایمان لانے کے نہیں جب تک کہ تو عرب کی ریتیلی زمین میں دریا نہ بہا دے یہاں تک کہ کہا۔ یا تو تو ہم پر آسمان کا کوئی ٹکڑا گرا دے جیسے کہ تیرا خیال ہے یا تو اللہ تعالیٰ یا فرشتوں کو لے آئے اور آیت میں ہے کہ انھوں نے کہا خدایا اگر یہ تیرے پاس سے ہے اور حق ہے تو تو آسمان سے پتھر برسا دے اسی طرح ان جاہل کافروں نے کہا کہ تو ہم پر آسمان کا ٹکڑا گرا دے پیغمبر علیہ السلام نے جواب دیا کہ خدا کو تمہارے اعمال بخوبی معلوم ہیں جس لائق تم ہو وہ خود کر دیگا اگر تم اس کے نزدیک آسمانی عذاب کے قابل ہو تو بلا تاخیر تم پر عذاب آسمانی آجائے گا۔ خدا ظالم نہیں کہ بے گناہوں کو سزا دے۔ بالآخر جس قسم کا عذاب مانگ رہے تھے اسی قسم کا عذاب ان پر آ پڑا۔ انھیں سخت گرمی محسوس ہوئی سات دن تک گویا زمین ابلتی رہی کسی جگہ کسی سائے میں ٹھنڈک یا راحت میسر نہ ہوئی تڑپ اٹھے بیقرار ہو گئے سات دن کے بعد انھوں نے دیکھا کہ ایک سیاہ بادل ان کی طرف چلا آ رہا ہے۔ وہ آ کر ان کے سروں پر چھا گیا یہ سب گرمی اور حرارت سے پریشان ہو گئے تھے اُس کے نیچے جا بیٹھے۔ جب سارے کے سارے اس کے سائے میں پہنچ گئے وہیں بادل سے آگ برسنے لگی ساتھ ہی زمین زور زور سے جھٹکے لینے لگی اور اس زور کی ایک آواز آئی جس سے اُن کے دل پھٹ گئے جان نکل گئی اور سارے کے سارے بیک آن تباہ و ویران ہو گئے۔ اس دن کے سائے والے سخت عذاب نے اُن میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑا۔ سورۂ اعراف میں تو فرمایا گیا ہے کہ ایک زلزلے کے ساتھ ہی یہ سب ہلاک ہو گئے۔ سورۂ ہود میں بیان ہوا ہے کہ ان کی تباہی کا باعث ایک خطرناک دلگداز چیخ تھی اور یہاں بیان ہوا کہ انھیں سائبان کے دن کے عذاب نے تھام لیا تو تینوں مقامات پر تینوں عذابوں کا ایک ایک کر کے ذکر ہر مقام کی عبارت کی مناسبت کی وجہ سے ہوا ہے۔ سورۂ اعراف میں ان کی خباثت کا ذکر ہے کہ انھوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دھمکایا تھا کہ اگر تم ہمارے دین میں نہ آئے تو ہم تمھیں اور تمہارے ساتھیوں کو شہر بدر کر دیں گے چونکہ وہاں نبی کے دل کو ہلا دینے کا ذکر تھا اس لئے عذاب بھی ان کے جسموں کو مع دلوں کو ہلا دینے والے یعنی زلزلے اور جھٹکے کا ذکر ہوا۔ سورۂ ہود میں ذکر ہے کہ انھوں نے اپنے نبی کو بطور مذاق کہا تھا کہ آپ تو بڑے بردبار اور بھلے آدمی ہیں مطلب یہ تھا کہ بڑے بیچ یہ اس اور برے آدمی ہیں تو وہاں عذاب میں چیخ اور چنگھاڑ کا بیان ہوا۔ یہاں چونکہ ان کی آرزو آسمان کے ٹکڑے گرنے کی تھی تو عذاب کا ذکر بھی سائبان نما ابر کے ٹکڑے سے ہوا۔ فسبحانہ ما اعظم شانہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ سات دن تک وہ گرمی پڑی کہ الامان والحفیظ کہیں ٹھنڈک کا نام نہیں بلبلا اٹھے اس کے بعد ایک ابر اٹھا اور چڑھا اس کے سائے میں ایک شخص پہنچا اور وہاں راحت اور ٹھنڈک پا کر اس نے دوسروں کو بلایا جب سب جمع ہو گئے تو ابر پھٹا اور اس میں سے آگ برسی یہ بھی منقول ہے کہ ابر جو بطور سائبان کے تھا اُن کے جمع ہوتے ہی ہٹ گیا اور سورج سے ان پر آگ برسی جس سے وہ سب ختم ہو گئے۔ محمد بن کعب قرظیؒ فرماتے ہیں اہل مدین پر تینوں عذاب آئے شہروں میں زلزلہ آیا جس سے خائف ہو کر حدود شہر سے باہر آ گئے۔ باہر جمع ہوتے ہی گھبراہٹ پریشانی اور بے کلی شروع ہو گئی تو وہاں سے بھاگ پڑے لیکن شہر میں جانے سے ڈرے وہیں دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا ایک جگہ ہے ایک اس کے نیچے گیا اور اس کی ٹھنڈک محسوس کر کے سب کو آواز دی کہ یہاں آجاؤ۔ یہاں جیسی ٹھنڈک اور تسکین تو کبھی دیکھی ہی نہیں یہ سنتے ہی سب اس کے نیچے جمع ہو گئے کہ اچانک ایک چیخ کی آواز آئی جس سے کلیجے پھٹ گئے اور سب کے سب مر گئے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ سخت گرج اور کڑک اور گرمی شروع ہوئی جس سے سانس گھٹنے لگے اور بے چینی حد کو پہنچ گئی۔ گھبرا کر شہر چھوڑ کر میدان میں جمع ہو گئے یہاں بادل آیا جس کے نیچے ٹھنڈک اور راحت حاصل کرنے کے لئے سب جمع ہوئے وہیں آگ برسی اور سب جل بھن گئے یہ تھا سائبان والے بڑے بھاری دن کا عذاب جس نے ان کا نام و نشان تک نہ چھوڑا۔ یقیناً یہ واقعہ سراسر عبرت اور قدرت خدا کی ایک زبردست نشانی ہے ان میں سے اکثر بے ایمان تھے۔ خدائے تعالیٰ اپنے بد بندوں سے انتقام لینے میں غالب ہے کوئی اسے مغلوب نہیں کر سکتا وہ اپنے نیک بندوں پر مہربان ہے انھیں بچا لیا کرتا ہے۔

* * *

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ① نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ② عَلٰى

اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے آپ کے قلب پر

قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ③ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ④

صاف عربی زبان میں تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں۔

اور یہ قرآن

سورت کی ابتدا میں قرآن کریم کا ذکر آیا تھا وہی ذکر یہاں تفصیلاً بیان ہو رہا ہے کہ یہ کتاب قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے اور نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی ہے۔ روح الامین سے مراد حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں جن کے واسطے سے وحی سرور رسل علیہ السلام پر اتری ہے۔ جیسے فرمان ہے۔ یعنی اس قرآن کو بحکم خدا حضرت جبرئیلؑ نے تیرے دل پر نازل فرمایا ہے۔ یہ قرآن پچھلی تمام آسمانی کتابوں کو سچا بتانے والا ہے۔ یہ فرشتہ ہمارے ہاں ایسا مکرم ہے کہ اس کا دشمن ہمارا دشمن ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں جس سے روح الامین بولے اسے زمین[عہ] نہیں کھاتی۔ اس بزرگ با مرتبہ فرشتے نے جو فرشتوں کا سردار ہے تیرے دل پر اس پاک اور بہتر کلام خدا کو نازل فرمایا ہے جو ہر طرح کے میل کچیل سے کمی زیادتی سے نقصان اور کجی سے پاک ہے تاکہ تو بھی خدا کے مخالفین کو گنہگاروں کو خداوندی سزا سے محفوظ رہنے کی رہبری کر سکے اور تابع فرمان لوگوں کو خدا کی مغفرت و رضوان کی خوشخبری پہنچا سکے یہ فصیح عربی زبان میں ہے۔ تاکہ ہر شخص سمجھ سکے پڑھ سکے۔ کسی کا عذر باقی نہ رہے اور ہر ایک پر قرآن کریم اللہ کی حجت بن جائے ایک مرتبہ حضورؐ نے صحابہؓ کے سامنے نہایت فصاحت سے ابر کے اوصاف بیان کئے جسے سن کر صحابہ یہ کہہ اٹھے کہ یا رسول اللہ آپ تو کمال درجے کے فصیح و بلیغ زبان بولتے ہیں آپ نے فرمایا بھلا میری زبان ایسی پاکیزہ کیوں نہ ہو گی قرآن بھی تو میری زبان میں اترا ہے۔ امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں وحی عربی میں اتری ہے یہ اور بات ہے کہ ہر نبی نے اپنی قوم کے لئے ان کی زبان میں ترجمہ کر دیا۔ قیامت کے دن سریانی زبان ہو گی ہاں جنتیوں کی زبان عربی ہو گی (ابن ابی حاتم)

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ⑤ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ

اور اس (قرآن) کا ذکر پہلی امتوں کی (آسمانی) کتابوں میں بھی ہے کیا ان لوگوں کے لئے یہ بات دلیل نہیں ہے کہ اس (پیشین گوئی) کو علماء بنی اسرائیل

اِسْرَآءِيْلَ ⑥ وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِيْنَ ⑦ فَقَرَاَهٗ عَلَيْهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِيْنَ ⑧

جانتے ہیں اور اگر (بالفرض) اس (قرآن) کو کسی عجمی یا غیر عربی پر نازل کر دیتے پھر وہ (عجمی) ان کے سامنے پڑھ بھی دیتا یہ لوگ (بوجہ غایت عناد کے تب بھی) اس کو نہ مانتے

فرماتا ہے کہ اگلی خدا کی کتابوں میں بھی اس پاک اور آخری کلام کی پیش گوئی اور اس کی تصدیق و صفت موجود ہے اگلے نبیوں نے بھی اس کی بشارت دی ہے یہاں تک ان تمام نبیوں کے آخری نبی جن کے بعد حضور علیہ السلام تک اور کوئی نبی نہ تھا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو جمع کر کے جو خطبہ دیتے ہیں اس میں فرماتے ہیں کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری جانب خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو اگلی کتابوں کی تصدیق کرتے کے ساتھ ہی آنے والے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت تمہیں سناتا ہوں۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب کا نام ہے یہاں زبر کا لفظ کتابوں کے معنی میں ہے جیسے فرمان ہے وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ جو کچھ یہ کر رہے ہیں سب کتابوں میں تحریر ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ اگر یہ سمجھیں ضد اور تعصب نہ کریں تو قرآن کی حقانیت پر یہ دلیل ہی کیا کم ہے کہ خود بنی اسرائیل کے علماء اسے مانتے ہیں۔ ان میں سے جو حق گو اور بے تعصب ہیں وہ تورات کی آیتوں کا لوگوں پر اظہار کر رہے ہیں جن میں حضور کی بعثت

[عہ] ظاہر ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی کا ذریعہ حضرت جبرئیلؑ ہی ہیں اور حدیث میں صراحت کے ساتھ یہ بات موجود ہے کہ زمین، دفن کرنے کے بعد انبیاء علیہم السلام کے جسد کو نقصان نہیں پہنچاتی ان کے معزز و مکرم اور محترم ہونے کی وجہ سے۔

اور قرآن کا ذکر اور آپ کی حقانیت کی خبر ہے حضرت عبداللہ بن سلامؓ حضرت سلمان فارسیؓ اور ان جیسے حق گو حضرات نے دنیا کے سامنے توراۃ و انجیل کی وہ آیتیں رکھدیں جو حضورؐ کی شان والاشان کو ظاہر کرنے والی تھیں۔ اس کے بعد آیت کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس فصیح و بلیغ جامع مانع حق کلام کو ہم کسی عجمی پر نازل فرماتے پھر تو کوئی شک ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ ہمارا کلام ہے مگر مشرکین قریش اپنے کفر اور اپنی سرکشی میں اتنے بڑھ گئے ہیں کہ اس وقت بھی وہ ایمان نہ لاتے جیسے فرمان ہے کہ اگر آسمان کا دروازہ بھی اُن کے لئے کھول دیا جاتا اور یہ خود چڑھ جاتے تب بھی یہی کہتے کہ ہمیں نشہ پلا دیا گیا ہے۔ ہماری آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا ہے اور آیت میں ہے کہ اگر اُن کے پاس فرشتے آجاتے اور مردے بول اٹھتے تب بھی انھیں ایمان نصیب نہ ہوتا۔ ان پر عذاب کا کلمہ ثابت ہو چکا ہدایت کی راہ بند ہو گئی۔

كَذٰلِكَ سَلَكْنٰهُ فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝۹ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ حَتّٰى

ہم نے اسی طرح (شدت و اصرار کے ساتھ) اس (عدم ایمان) کو ان نافرمانوں کے دلوں میں ڈال رکھا ہے یہ لوگ اس (قرآن) پر ایمان نہ لاویں گے جب تک کہ سخت عذاب کو (مرنے کے وقت

يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝۱۰ فَيَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۱۱ فَيَقُوْلُوْا

برزخ میں یا آخرت میں) نہ دیکھ لیں گے جو اچانک ان کے سامنے آکھڑا ہوگا اور ان کو (پہلے سے) خبر بھی نہ ہوگی پھر اس وقت (جان کو روئیں گے) کہیں گے

هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ ۝۱۲ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ۝۱۳ اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ

کیا (کسی طور پر) ہم کو (کچھ) مہلت مل سکتی ہے کیا ہمارے (دھمکیوں کو سنکر) یہ لوگ ہمارے عذاب کی تعجیل چاہتے ہیں اے مخاطب ذرا بتلاؤ تو اگر ہم ان کو

سِنِيْنَ ۝۱۴ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝۱۵ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا

چند سال تک عیش میں رہنے دیں پھر جس (عذاب) کا ان سے وعدہ ہے وہ ان کے سر پر آپڑے تو ان کا وہ عیش کس کام آسکتا ہے

كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ۝۱۶ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ۝۱۷ ذِكْرٰى

اور جتنی بستیاں (منکرین کی) ہم نے (عذاب سے) غارت کی ہیں سب میں نصیحت کے واسطے ڈرانے والے (پیغمبر) آئے (جب نہ مانا تو عذاب نازل ہوا)

وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۱۸

اور ہم (صورۃً) بھی ظالم نہیں ہیں

مجرمین کے ساتھ

تکذیب و کفر انکار عدم و تسلیم کو ان مجرموں کے دل میں بٹھا دیا ہے یہ جب تک عذاب اپنی آنکھوں نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے۔ اس وقت اگر ایمان لائے بھی تو محض بے سود ہوگا لعنت پڑ چکی ہوگی برائی مل چکی ہوگی نہ پچھتانا کام آئے نہ معذرت نفع دے۔ عذاب خدا آئیں گے اور اچانک دفعتہً ان کی بے خبری میں ہی آجائیں گے۔ اس وقت اُن کی یہ تمنائیں کہ اگر ذرا سی بھی مہلت پائیں تو نیک بن جائیں بے سود ہوگی ایک انہی پر کیا موقوف ہے ہر ظالم فاجر کافر بدکار عذاب کو دیکھتے ہی سیدھا ہو جاتا ہے توبہ تلا کرتا ہے مگر سب لاحاصل۔ فرعون ہی کو دیکھئے حضرت موسیٰؑ نے اس کے لئے بددعا کی جو قبول ہوئی عذاب کو دیکھ کر ڈوبتے ہوئے کہنے لگا کہ اب میں مسلمان ہوتا ہوں لیکن جواب ملا کہ یہ ایمان بے سود ہے۔ اسی طرح ان آیتوں میں ہے کہ ہمارے عذاب کو دیکھ کر ایمان کا اقرار کیا الخ پھر ان کی ایک اور بدبختی بیان ہو رہی ہے کہ وہ اپنے نبیوں سے کہتے تھے کہ اگر تم سچے ہو تو عذاب خدا لاؤ۔ اور اگر ہم انھیں مہلت دیں اور کچھ دنوں تک کچھ مدت تک انھیں عذابوں سے بچائے رکھیں۔ پھر ان کے پاس ہمارے مقررہ عذاب آجائیں تو ان کا مال ان کی نعمتیں ان کی جاہ و حشم غرض کوئی چیز انھیں ذرا سا بھی فائدہ نہیں دے سکتی۔ اسوقت تو یہی معلوم ہوگا کہ شاید ایک صبح یا ایک شام ہی دنیا میں رہے جیسے اور آیت میں ہے يَوَدُّ اَحَدُهُمْ الخ ان میں سے ایک ایک تمنا ہے کہ وہ ہزار ہزار سال

جئے۔ لیکن اتنی عمر بھی اللہ کے عذاب سے ہٹا نہیں سکتی یہی یہاں بھی فرمایا کہ ان کے اسباب انہیں کچھ کام نہ آئیں گے اس کے اوپر گرنے کے وقت اس کی تمام طاقتیں اور اسباب یونہی رہ جائیں گے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے کہ کافر کو قیامت کے دن لایا جائیگا پھر آگ میں ایک غوطہ دلوا کر پوچھا جائے گا کہ تو نے کبھی راحت بھی اٹھائی۔ تو یہ کہے گا خدا کی قسم میں نے کبھی کوئی راحت نہیں دیکھی اور ایک اس شخص کو لایا جائے گا جس نے پوری عمر واقعی کوئی راحت چکھی ہی نہ ہو اسے جنت کی ہوا کھلا کر لایا جائے گا اور سوال ہوگا کہ کیا تو نے عمر بھر میں کبھی کوئی برائی دیکھی ہے۔ وہ کہے گا خدایا تیری ذات پاک کی قسم میں نے کبھی کوئی زحمت نہیں اٹھائی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عموماً یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ جب تو اپنی مراد کو پہنچ گیا تو گویا تو نے کبھی کسی تکلیف کا نام بھی نہیں سنا۔ اللہ عزوجل اس کے بعد اپنے عدل کی خبر دیتا ہے کہ کبھی اس نے اتمام حجت سے پہلے کسی امت کو ختم نہیں کیا رسولوں کو بھیجتا ہے کتابیں اتارتا ہے خبریں دیتا ہے ہوشیار کرتا ہے پھر نہ ماننے والوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں۔ پس فرمایا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انبیاء کے بھیجنے سے پہلے ہی ہم نے کسی امت پر عذاب بھیج دیئے ہوں۔ ڈرانے والے بھیج کر نصیحت کر کے عذر ہٹا کر پھر نہ ماننے پر عذاب ہوتا ہے جیسے فرمایا تیرا رب کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا جب تک کہ ان بستیوں کی صدر بستی میں کسی رسول کو نہ بھیج دے جو انہیں ہماری آیتیں پڑھ کر سنائے

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ﴿۲۱۰﴾ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۲۱۱﴾

اور اس (قرآن) کو شیاطین لے کر نہیں آئے اور ان کی (حالت) کے مناسب بھی نہیں اور وہ اس پر قادر بھی نہیں

اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ﴿۲۱۲﴾

کیونکہ وہ شیطان (وحی آسمانی) سننے سے روک دیئے گئے ہیں۔

حرمان نصیب

یہ کتاب عزیز جس کے آس پاس بھی باطل پھٹک نہیں سکتا جو حکیم و حمید خدا کی طرف سے اتری ہے جسے روح الامین جو قوت و طاقت والے ہیں لیکر آئے ہیں اسے شیاطین نہیں لائے۔ پھر ان کے نہ لانے پر تین وجہیں بیان کی گئیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اس کے لائق ہی نہیں۔ ان کا کام مخلوق کو بہکانا ہے نہ کہ راہ راست پر لانا۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو اس کتاب کی شان ہے ان کے سراسر خلاف ہے یہ نور ہے یہ ہدایت ہے یہ برہان ہے۔ اور شیاطین ان تینوں چیزوں سے چڑتے ہیں وہ ظلمت کے دلدادہ وہ ضلالت کے ہیرو۔ وہ جہالت کے شیدا ہیں پس اس کتاب میں اور ان میں تو تباین اور اختلاف ہے کہاں وہ کہاں یہ۔ دوسری وجہ یہ کہ وہ جہاں اس کے اہل نہیں ان میں اس کے اٹھانے اور لانے کی طاقت بھی نہیں یہ تو وہ ذی عزت اور مرتبے والا کلام ہے کہ اگر کسی بڑے سے بڑے پہاڑ پر بھی اترے تو اسے چکنا چور کر دے۔ پھر تیسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ وہ تو اس کے نزول کے وقت ہٹا دیئے گئے تھے انہیں تو سننا بھی نہیں ملا۔ تمام آسمان پر سخت پہرہ چوکی تھی یہ سننے کے لئے چڑھتے تھے تو ان پر آگ برسائی جاتی تھی۔ اس کا ایک حرف سن لینا بھی ان کی طاقت سے باہر تھا تاکہ خدا کا کلام محفوظ طریقہ پر اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچے اور آپ کی وساطت سے مخلوق خدا کو پہنچے جیسے سورۂ جن میں خود جنات کا مقولہ بیان ہوا ہے کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرہ چوکی سے بھرپور پایا اور جگہ جگہ شعلے متعین پائے پہلے تو ہم بیٹھ کر اکا دکا بات اڑا لایا کرتے تھے لیکن اب تو کان لگاتے ہی شعلہ لپکتا ہے اور جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ الخ۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ

سو (اے پیغمبر) تم خدا کے ساتھ کسی اور معبود کی عبادت مت کرنا کہیں تم کو سزا دی جائے اور (اسی مضمون سے) آپ سب سے پہلے اپنے نزدیک کے کنبے کو ڈرا دیجئے

الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

اور ان لوگوں کے ساتھ تو (مشفقانہ) فروتنی سے پیش آیئے جو مسلمانوں میں داخل ہو کر آپ کی راہ پر چلیں

فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۲۱۶﴾ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿۲۱۷﴾

اور اگر یہ لوگ (جنکو آپ نے ڈرایا ہے) آپکا کہنا نہ مانیں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے افعال سے بیزار ہوں۔ اور آپ خدائے قادر رحیم پر توکل رکھیئے

الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۲۱۸﴾ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ﴿۲۱۹﴾ إِنَّهُ هُوَ

جو آپکو جس وقت کہ آپ (نماز کیلئے) کھڑے ہوتے ہیں اور (نیز نماز شروع کرنیکے بعد) نمازیوں کیساتھ آپ کی نشست و برخاست کو دیکھتا ہے وہ خوب سننے والا

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۲۲۰﴾

خوب جاننے والا ہے۔

آپ کو کچھ ہدایات

خود اپنے نبی سے خطاب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف میری ہی عبادت کر میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر جو بھی ایسا نہ کرے وہ ضرور مستحق سزا ہے۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ہوشیار کر دے کہ بجز ایمان کے کوئی چیز نجات دہندہ نہیں۔ پھر حکم دیتا ہے کہ موحد متبع سنت لوگوں سے فروتنی کے ساتھ ملتا جلتا رہ۔ اور جو بھی میری نہ مانے خواہ کوئی ہو تو اس سے بے تعلق ہو جا اور اپنی بیزاری کا اظہار کر دے۔ یہ خاص تنبیہ عام لوگوں کی تنبیہ کے منافی نہیں کیونکہ یہ اس کا جزء ہے اور جگہ ارشاد ہے تو اس قوم کو ڈرا دے جن کے بڑے بھی ڈرائے نہیں گئے اور جو غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور آیت میں ہے لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا تاکہ تو مکے والوں کو اور اس کے اردگرد والوں کو سب کو ڈرا دے۔ اور آیت میں ہے تو اس سے ہوشیار کر دے جو اپنے رب کے پاس جمع ہونے سے خوفزدہ ہو رہے ہیں۔ دیگر آیت میں ارشاد فرمایا کہ تو اس سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنا دے اور سرکشوں کو ڈرا دے اور آیت میں فرمایا لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ تاکہ میں اس قرآن کے ساتھ تمہیں اور جسے بھی پہنچے ڈرا دوں۔ اور فرمان ہے اس کے ساتھ ان تمام فرقوں میں سے جو بھی کفر کرے اس کی سزا جہنم ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس امت میں سے جس کے کان میں میری شہرت پڑ جائے خواہ یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ مجھ پر ایمان نہ لائے تو ضرور وہ جہنم میں جائے گا۔ اس آیت کی تفسیر میں بہت سی حدیثیں ہیں انہیں سن لیجئے (۱) مسند احمد میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ گئے۔ اور یا صباحاہ کر کے آواز دی لوگ جمع ہو گئے جو نہیں آ سکتے تھے انہوں نے اپنے آدمی بھیج دیے اس وقت حضور نے فرمایا اے اولاد عبدالمطلب اے اولاد فہر اے اولاد لوی اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کی پشت پر تمہارے دشمن کا لشکر پڑا ہوا ہے گھات میں ہے موقعہ پاتے ہی تم سب کو قتل کر ڈالے گا تو کیا تم مجھے سچا سمجھو گے، سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں ہم آپ کو سچا ہی سمجھیں گے۔ اب آپ نے فرمایا سن لو میں تمہیں آنے والے سخت عذابوں سے ڈرانے والا ہوں۔ اس پر ابولہب ملعون نے کہا تو ہلاک ہو جائے یہی سنانے کیلئے تو نے ہمیں بلایا تھا اس جواب میں سورۂ تَبَّتْ يَدَا اتری (بخاری مسلم وغیرہ) (۲) مسند احمد میں ہے اس آیت کے اترتے ہی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے اے فاطمہ بنت محمد اے صفیہ بنت عبدالمطلب سنو میں تمہیں خدا کے ہاں کچھ کام نہیں آ سکتا۔ ہاں میرے جو مال ہے جتنا تم چاہو میں دینے کے لئے تیار ہوں (مسلم) (۳) ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں اس آیت کے اترتے ہی حضور نے قریشیوں کو بلایا اور انہیں ایک ایک کر کے اور عام طور پر خطاب کر کے فرمایا اے قریشیو اپنی جانیں جہنم سے بچا لو۔ اے کعب کے خاندان والو اپنی جانیں آگ سے بچا لو اے ہاشم کی اولاد کے لوگو خود کو خدا کے عذاب سے چھڑا لو۔ اے عبدالمطلب کے لڑکو خدا کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرو۔ اے فاطمہؓ بنت محمد اپنی جان کو دوزخ سے بچا لے قسم خدا کے ہاں کی کسی چیز کا مالک نہیں۔ بیشک تمہاری قرابت داری ہے جس کے دنیوی حقوق میں ہر طرح ادا کرنے کو تیار ہوں (مسلم وغیرہ) بخاری مسلم میں بھی قدرے الفاظ کی تبدیلی سے یہ حدیث منقول ہے اس میں یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ اور اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ سے یہ بھی فرمایا کہ میرے مال میں سے جو چاہو طلب کر لو۔ ابو یعلیٰ میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے

نفعی کی اے ہاشم کی اے عبد مناف کی اولاد یاد رکھو میں ڈرانے والا ہوں اور موت بدل دینے والی ہے اس کا چھاپہ آرہا ہے اور قیامت وعدہ گاہ ہے (۴) مسند احمد میں ہے جب حضور پر یہ آیت اتری تو آپ ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جس کی چوٹی پر پتھر تھے وہاں پہنچکر آپ نے فرمایا اے بنی عبد مناف میں تو صرف ہوشیار کر دینے والا ہوں میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے دشمن کو دیکھا اور دوڑ کر اپنے متعلقین کو ہوشیار کرنے کے لئے آیا تا کہ وہ بچاؤ کر لیں دور سے ہی اس نے غل مچانا شروع کر دیا کہ پہلے ہی خبردار ہو جائیں (مسلم نسائی وغیرہ) (۵) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ جب یہ آیت اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کو جمع کیا یہ تیس شخص تھے جب یہ کھا پی چکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو میرا قرض اپنے ذمے لے اور میرے بعد میرے وعدے پورے کرے وہ جنت میں بھی میرا ساتھی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہوگا۔ تو ایک شخص نے کہا آپ تو ایک سمندر ہیں آپ کے ساتھ کون کھڑا ہو سکتا ہے؟ تین دفعہ آپ نے فرمایا لیکن کوئی تیار نہ ہوا تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس کے لئے تیار ہوں (مسند احمد) ایک اور سند سے اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے بنو عبد المطلب کو جمع کیا کہ ایک جماعت کی جماعت تھی اور بڑے کھاؤ تھے ایک ایک شخص ایک ایک بکری کا بچہ کھا جاتا تھا ایک بڑا بدھنا دودھ کا پی جاتا تھا آپ نے ان سب کے کھانے کے لئے صرف تین پاؤ کے قریب کھانا پکوایا لیکن خدا نے اسی میں اتنی برکت دی کہ سب پیٹ بھر کر کھا چکے اور خوب آسودہ ہو کر پی چکے لیکن نہ تو کھانے میں کمی نظر آئی تھی نہ پینے کی چیز گھٹی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا اے اولاد عبد المطلب میں تمہاری طرف خاصۃً اور تمام لوگوں کی طرف عامۃً نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اس وقت تم ایک معجزہ بھی میرا دیکھ چکے ہو۔ اب تم میں سے کون تیار ہے کہ مجھ سے بیعت کرے وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہوگا۔ لیکن ایک شخص بھی مجمع سے کھڑا نہ ہوا سوا میرے اور میں اس وقت عمر کے لحاظ سے ان سب سے چھوٹا تھا آپ نے فرمایا تم بیٹھ جاؤ تین مرتبہ آپ نے یہی فرمایا اور تینوں مرتبہ بجز میرے اور کوئی کھڑا نہ ہوا تیسری مرتبہ آپ نے میری بیعت لی۔ امام بیہقی دلائل نبوت میں لائے ہیں کہ جب یہ آیت اتری تو آپ نے یہ فرمایا اگر میں اپنی قوم کے سامنے ابھی اسے پیش کر دوں گا تو وہ نہ مانیں گے۔ اور ایسا جواب دیں گے جو مجھ پر گراں گذرے پس آپ خاموش ہو گئے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمانے لگے حضرت اگر آپ نے تعمیل ارشاد میں تاخیر کی تو ڈر ہے کہ آپ کو سزا ہو گی اسی وقت آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں میں نے یہ خیال کرکے کہ اگر پہلے ہی سے ان سے کہا گیا تو یہ مجھے ایسا جواب دیں گے جس سے مجھے ایذا پہنچے میں خاموش رہا لیکن حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اگر تو نے ایسا نہ کیا تو تجھے عذاب ہوگا۔ تو اب اے علی تم ایک بکری ذبح کرکے گوشت پکواؤ اور کوئی تین سیر اناج بھی تیار کر لو اور ایک برتن دودھ کا بھی بھر لو اور اولاد عبد المطلب کو بھی جمع کر لو میں نے ایسا ہی کیا اور سب کو دعوت دی چالیس آدمی جمع ہوئے یا ایک آدھ کم یا ایک آدھ زیادہ ہوں ان میں آپ کے چچا بھی تھے۔ ابوطالب حمزہ عباس اور ابولہب کافر خبیث بھی میں نے سالن پیش کیا تو آپ نے اس میں سے ایک بوٹی لیکر کچھ کھایا پھر اسے ہنڈیا میں ڈال دی اور فرمایا لو اللہ کا نام لو اور کھانا شروع کرو سب نے کھانا شروع کیا یہاں تک کہ پیٹ بھر گئے لیکن خدا کی قسم گوشت اتنا ہی تھا جتنا رکھتے وقت رکھا تھا صرف ان کی انگلیوں کے نشانات تو تھے مگر گوشت کچھ بھی نہ گھٹا تھا۔ حالانکہ ان میں سے ایک ایک اتنا گوشت تو کھا لیتا تھا پھر مجھ سے فرمایا اے علی انہیں پلاؤ میں وہ دودھ کا برتن لایا سب نے باری باری شکم سیر ہو کر پیا اور خوب آسودہ ہو گئے لیکن دودھ بالکل کم نہ ہوا۔ حالانکہ ان میں سے ایک ایک اتنا دودھ پی لیا کرتا تھا اب حضور نے کچھ فرمانا چاہا لیکن ابولہب جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا لو صاحب اب معلوم ہوا کہ یہ تمام جادوگری محض اسلئے تھی چنانچہ مجمع اسی وقت کھڑا ہو گیا اور ہر ایک اپنی راہ لگ گیا۔ اور حضور کو نصیحت و تبلیغ کا موقع نہ ملا۔ دوسرے روز آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا آج پھر اسی طرح ان کی دعوت کرو کیونکہ کل اس نے مجھے کہنے کا وقت ہی نہیں دیا میں نے پھر اسی طرح کا انتظام کیا سب کو دعوت دی آئے کھایا پیا پھر کل کی طرح آج بھی ابولہب نے کھڑے ہو کر وہی بات کہی اور اسی طرح تتر بتر ہو گئے تیسرے دن پھر حضور نے حضرت علی سے یہی فرمایا آج جب سب کھا پی چکے تو حضور نے جلدی سے اپنی گفتگو شروع کر دی اور فرمایا اے بنو عبد المطلب واللہ کوئی نوجوان شخص اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر بھلائی نہیں لایا جو میں تمہارے پاس لایا ہوں دنیا آخرت کی بھلائی میں لایا ہوں۔ اور روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا اب جلدی تم میں سے کون میری موافقت کرتا ہے اور کون میرا ساتھ دیتا ہے؟ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ پہلے میں تمہیں اس کی راہ کی دعوت دوں جو آج میری

مان لیگا وہ میرا بھائی ہوگا؟ یہ سنکر سب چپ بیٹھے رہے لوگ سب خاموش ہو گئے لیکن حضرت علیؓ جو اس وقت اس مجمع میں سب سے کم عمر تھے اور دکھتی آنکھوں والے اور موٹے پیٹ والے اور بھری پنڈلیوں والے تھے بول اٹھے کہ یا رسول اللہ اس امر میں آپکی وزارت میں قبول کرتا ہوں آپ نے میری گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی اور ایسی ایسی فضیلتوں والا ہے تم اسکی سنو اور مانو یہ سنکر وہ سب لوگ ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابو طالب سے کہنے لگے لے اب تو اپنے بچے کی سن اور مان لیکن اسکا راوی عبدالغفار بن قاسم بن ابی مریم متروک ہے کذاب ہے اور ہے بھی شیعہ ابن مدینی وغیرہ فرماتے ہیں یہ حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا اور دیگر ائمہ حدیث نے بھی اسے ضعیف لکھا ہے اور روایت میں ہے کہ اس دعوت میں صرف بکری کے ایک پاؤں کا گوشت پکا تھا اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضور خطبہ دینے لگے تو انہوں نے جھٹ سے کہدیا آج جیسا جادو تو ہم نے کبھی نہیں دیکھا اس پر آپ خاموش ہو گئے اس میں آپکا خطبہ یہ کہ کون ہے جو میرا قرض اپنے ذمے لے اور میری اہل میں میرا خلیفہ بنے اس پر سب خاموش رہے اور عباس بھی چپ تھے صرف اپنے مال کی بخیلی کی وجہ سے میں عباس کو خاموش دیکھکر خاموش رہا آپ نے دوبارہ یہی فرمایا دوبارہ بھی سب طرف خاموشی تھی اب مجھ سے نہ رہا گیا اور میں بول پڑا میں اس وقت ان سب سے گری پڑی حالت والا دکھتی آنکھوں والا بڑے پیٹ والا اور بوجھل پنڈلیوں والا تھا ان روایتوں میں جو حضور کا فرمان ہے کہ کون میرا قرض اپنے ذمے لیتا ہے اور میرے اہل کی میرے بعد حفاظت اپنے ذمے لیتا ہے اس سے مطلب آپکا یہ تھا کہ جب میں اس تبلیغ دین کو پھیلاؤں گا اور لوگوں کو خدا کی توحید کی طرف بلاؤں گا تو سب کے سب میرے دشمن ہو جائیں گے اور مجھے قتل کر دیں گے یہی کھٹکا آپکو لگا رہا یہاں تک کہ یہ آیت اتری ، وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اللہ تعالیٰ تجھے لوگوں کی ایذا رسانی سے بچا لیگا اس وقت آپ بے خطر ہو گئے اس سے پہلے آپ اپنی حفاظت کراتے تھے لیکن اس آیت کے اترنے کے بعد وہ بھی ختم کر دی ، اس وقت فی الواقع تمام بنو ہاشم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ایمان والا اور تصدیق و یقین والا کوئی نہ تھا اسی لئے آپ ہی نے حضور کے ساتھ کا اقرار کیا اسکے بعد حضور نے کوہ صفا پر عام دعوت دی اور لوگوں کو توحید خالص کی طرف بلایا اور اپنی نبوت کا اعلان کیا ابن عساکر میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے فتوے دے رہے تھے مجلس کھچا کھچ بھری ہوئی تھی ہر ایک کی نگاہیں آپکے چہرے پر تھیں اور شوق سے سن رہے تھے لیکن آپکے گھر کے آدمی آپس میں نہایت بے پرواہی سے اپنی باتوں میں مشغول تھے کسی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو توجہ دلائی کہ اور سب لوگ تو دل سے آپکی علمی باتوں میں دلچسپی لے رہے ہیں اور آپکے اہل بیت اس سے بالکل بے پرواہ ہیں وہ اپنی باتوں میں نہایت بے پرواہی سے مشغول ہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے دنیا سے بالکل کنارہ کشی کرنے والے انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں اور ان پر سب سے زیادہ سخت اور بھاری ان کے قرابت دار ہوتے ہیں اسی بارے میں آیت وَاَنْذِرْ سے تَعْمَلُوْنَ تک ہے پھر فرماتا ہے اپنے تمام امور میں اللہ ہی پر بھروسہ رکھو ، وہی تمہارا حافظ و ناصر ہے وہی تمہاری تائید کرنے والا اور تمہارے کلمے کو بلند کرنے والا ہے اسکی نگاہیں ہر وقت تم پر ہیں جیسے فرمان ہے فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا اپنے رب کے حکموں پر صبر کر ، تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے یہی مطلب ہے کہ جب تو نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے ہم تمہارے رکوع سجدہ دیکھتے ہیں کھڑے ہو یا بیٹھے کسی حالت میں ہو ہماری نظروں میں ہو ، یعنی تنہائی میں تو نماز پڑھے تو ہم دیکھتے ہیں اور جماعت سے پڑھے تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے یہ بھی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حالت نماز میں آپکو جسطرح آپکے سامنے کی چیزیں دکھاتا تھا اسی طرح آپکے پیچھے کے مقتدی بھی آپکی نگاہ میں رہتے تھے چنانچہ صحیح حدیث میں ہے حضور فرمایا کرتے تھے صفیں درست کر لیا کرو میں تمہیں پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں ، ابن عباس یہ مطلب بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک نبی کی پیٹھ سے دوسرے نبی کی پیٹھ کی طرف منتقل ہوتا ہوا آپ دیکھتے رہتے ہیں یہاں تک

کہ [illegible] بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ بہت ذکی اور نازک طبیعت آدمی کو کہ تمام مجلس کچھ محسوس نہ کر رہی ہو لیکن اس کی حس اور سوجھنے کی قوت برابر کام دے رہی ہے قریب قریب یہی بات بد بو ، خوشبو اور ملاقات میں ہوتی ہو گی کسی ایسے حساس آدمی سے کہ تم کچھ بھی محسوس نہ کرتے ہو گے اور اس کی حس اس طرح سب کچھ محسوس کرتی ہو پھر ان دیندار لوگوں سے کبھی شاید سابقہ پڑا ہو کہ وہ خلاف شریعت چیزوں کے ارتکاب کو موت سے زیادہ ناگوار سمجھتے ہوں اور عام آدمی ان عیوب کی طرف توجہ ہی نہ کرتے ہوں جن کی ان کو کچھ بھی فکر نہ ہوتی ہو اگر یہ مشاہدہ ہے تو کیا عجب کہ اس بات میں کہ نبی گناہوں کی گندگی سے بچوں کی بھی پاکیزگی محسوس کرتے ہوں گے اور بار گاہ الٰہی سے آنکھوں سے دیکھے بغیر محسوس کر لیتے اور ہو سکتا ہے کہ یہ آپ کا معجزہ ہو لیکن بہر حال آپ ان تمام باتوں کے باوجود انسان تھے ان چیزوں کو دیکھکر آپکو خدا کی طرح عالم الغیب حاضر و ناظر ماننا غلط ہے اور اسلام کے خلاف ۔

کہ آپ بحیثیت نبی دنیا میں آئے ہیں۔ وہ خدا اپنے بندوں کی باتیں خوب سنتا ہے ان کی حرکات و سکنات کو خوب جانتا ہے جیسے فرمایا وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ الخ تو جس حالت میں ہو تو جو قرآن پڑھے۔ تم جو عمل کرو ہم اس پر شاہد ہیں الخ۔

هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ ﴿۲۲۱﴾ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ﴿۲۲۲﴾ يُلْقُونَ

(اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دیجئے کہ) کیا میں تم کو بتاؤں کس پر شیاطین اترا کرتے ہیں (سنو) ایسے شخصوں پر اترا کرتے ہیں جو (پہلے سے) دروغ گفتار بدکردار ہوں اور جو

السَّمْعَ وَأَكْثَرُهُمْ كَاذِبُونَ ﴿۲۲۳﴾ وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿۲۲۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ

(شیاطین کی خبریں سننے کیلئے) کان لگا دیتے ہیں اور وہ بکثرت جھوٹ بولتے ہیں اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں اے مخاطب کیا تم کو معلوم نہیں

فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ ﴿۲۲۵﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿۲۲۶﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

کہ وہ (شاعر) لوگ (خیالی مضامین کے) ہر میدان میں (حیران) پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَانْتَصَرُوا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا ۗ وَ

اور اچھے کام کئے اور انھوں نے (اپنے اشعار میں) کثرت سے اللہ کا ذکر کیا اور انھوں نے بعد اس کے کہ ان پر ظلم ہو چکا ہے (اس کا) بدلہ لیا

سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿۲۲۷﴾

اور عنقریب ان کو معلوم ہو جاوے گا جنھوں نے (حقوق اللہ وغیرہ میں) ظلم کر رکھا ہے کہ کیسی جگہ انکو لوٹ کر جانا ہے

شیطان کے یار غار

مشرکین کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا یہ قرآن برحق نہیں ہے اسے خود گھڑ لیا ہے یا اس کے پاس جنوں کا سردار آتا ہے جو اسے یہ سکھا جاتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس اعتراض سے پاک کیا اور ثابت کیا کہ آپ جس قرآن کو لائے ہیں وہ اللہ کا کلام ہے اسی کا اتارا ہوا ہے بزرگ امین طاقتور فرشتہ اسے لایا ہے یہ کسی شیطان یا جن کی طرف سے نہیں شیاطین تو تعلیم قرآن سے چڑتے ہیں اس کی تعلیم تو انکے یکسر خلاف ہے انہیں کیا پڑی کہ ایسا پاکیزہ اور راہ راست پر لگانے والا قرآن وہ لائیں اور لوگوں کو نیک راہ چلائیں وہ تو اپنے جیسے انسانی شیطانوں کے پاس آتے ہیں جو خوب جھوٹ بولنے والے ہوں۔ بدکردار اور گنہگار ہوں ایسے کاہنوں اور بدکاروں اور جھوٹے لوگوں کے پاس جنات اور شیاطین پہنچتے ہیں کیونکہ وہ بھی جھوٹے اور بداعمال ہیں اچٹتی ہوئی کوئی ایک آدھ بات سنی سنائی پہنچاتے ہیں اور وہ ایک جو آسمان سے چھپے چھپائے سن لی تھی اس میں ملا کر کاہنوں کے کان میں ڈال دی انہوں نے اپنی طرف سے بہت سے حاشیے چڑھا کر لوگوں میں پھیلا دی اب ایک سچی بات تو سچی نکلی لیکن لوگوں نے ان کی اور سو جھوٹی باتیں بھی سچی مان لیں اور تباہ ہوئے بخاری شریف میں ہے کہ لوگوں نے کاہنوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ کوئی چیز نہیں ہیں لوگوں نے کہا حضور کبھی کبھی تو انکی کوئی بات کھری بھی نکل آتی ہے آپ نے فرمایا ہاں یہ وہی بات ہوتی ہے جو جنات آسمان سے اڑا لاتے ہیں اور ان کے کان میں کہہ جاتے ہیں پھر اسکے ساتھ سو جھوٹ اپنی طرف سے ملا کر کہہ دیتے ہیں۔ صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کا فیصلہ آسمان پر کرتا ہے تو فرشتے بادب اپنے پر جھکا دیتے ہیں۔ ایسی آواز آتی ہے جیسے کسی چٹان پر زنجیر بجائی جاتی ہو جب وہ گھبراہٹ ان کے دلوں سے دور ہو جاتی ہے تو آپس میں دریافت کرتے ہیں کہ رب کا کیا حکم صادر ہوا دوسرے جواب دیتے ہیں کہ حق فرمایا اور وہ عالیشان اور بہت بڑی کبریائی والا ہے کبھی کبھی امر خداوندی چوری چھپے سننے والے کسی جن کے کان میں بھی پڑ جاتا ہے جو اس طرح ایک پر ایک ہو کر وہاں تک پہنچے ہوئے ہوتے ہیں۔ راوی حدیث حضرت سفیانؒ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں پھیلا کر اس پر دوسرا ہاتھ اسی طرح رکھ کر انہیں

ملک ذرا یہ تو بتاؤ کہ کیا زہر میں ہیبت ہلاک کر دینے والے اجزاء کیساتھ کچھ مفید اجزاء بھی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو پھر ان چند نفعوں کی خاطر زہر کو کبھی استعمال کرتے ہو؟ ہرگز نہیں تو پھر کیا اس ایک آدھ سچی بات کے لئے سینکڑوں جھوٹ کے پلندے پر یقین کرنا عقلمندی کی بات ہو گی

سے گویا کہ بہت سوں پر تو ایسی ہیبت طاری تھی کہ وہ کچھ بھی نہ سن سکے اور کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے خدا تعالیٰ کا حکم خوب سن لیا اور ان سے پھر وہ حکم دوسروں تک منتقل ہو گیا اس لئے یہ اشکال نہ ہونا چاہئے کہ جب ہیبت طاری تھی تو پھر کسی کو بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا ہوگا۔

بالا کر چلا یا کا اسطرح۔ اب اوپر والا نیچے والے کو اور وہ اپنے سے نیچے والے کو وہ بات بتلا دیتا ہے یہاں تک کہ جادوگر اور کاہن کو وہ پہنچا دیتے ہیں کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بات پہنچائی اس سے پہلے شعلہ پہنچ جاتا ہے اور کبھی اس سے پہلے ہی وہ پہنچا دیتے ہیں جسمیں کاہن جادوگر اپنے سو جھوٹ ملا کر مشہور کرتا ہے چونکہ وہ ایک بات سچی نکلتی ہے لوگ سب کو سچا سمجھنے لگتے ہیں۔ ان تمام حدیثوں کا بیان آیت حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ کی تفسیر میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔ بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرشتے آسمانی امر کی بات چیت بادلوں پر کرتے ہیں جسے شیطان سنکر کاہنوں کو پہنچاتے ہیں اور وہ ایک سچ میں سو جھوٹ ملا لیتے ہیں، پھر فرماتا ہے کافر شاعروں کی تابعداری گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ عرب کے شاعروں کا دستور تھا کسی کی مذمت اور ہجو میں کچھ ڈالتے تھے لوگوں کی ایک جماعت ان کے ساتھ ہو جاتی تھی اور اسکے ہاں میں ہاں ملانے لگتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ عرج میں جا رہے تھے جو ایک شاعر شعر خوانی کرتا ہوا ملا آپ نے فرمایا اس شیطان کو پکڑ لو یا فرمایا روک لو تم میں سے کوئی شخص خون اور پیپ سے اپنا پیٹ بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ شعروں سے اپنا پیٹ بھر لے۔ انہیں جنگل کی ٹھوکریں کھاتے تم نے نہیں دیکھا ہر لغو میں یہ گھس جاتے ہیں۔ کلام کے ہر فن میں بولتے ہیں کبھی کسی کی تعریف میں زمین و آسمان کی قلابے ملاتے ہیں کبھی کسی کی مذمت میں آسمان زمین سر پر اٹھاتے ہیں جھوٹی تعریفیں خوشامدانہ اور جھوٹی برائیاں گھڑی ہوئی بدیاں انکے حصے میں آئی ہیں یہ زبان کے بھانڈ ہوتے ہیں لیکن کام کے کاہل ایک انصاری اور ایک دوسری قوم کے شخص نے مقابلۃً ہجو کی جسمیں دونوں کی قوم کے بڑے بڑے لوگ بھی ان کے ساتھی ہو گئے پس اس آیت میں یہی ہے کہ انکا ساتھ دینے والے گمراہ لوگ ہیں وہ باتیں بکا کرتے ہیں جنہیں کبھی کی نہ ہوں۔ اسی لئے علماء نے اس بات میں اختلاف کیا ہے کہ اگر کسی شاعر نے اپنے شعر میں کسی ایسے گناہ کا اقرار کیا ہو جس پر حد شرعی واجب ہوتی ہو تو آیا وہ حد اس پر جاری کی جائیگی یا نہیں؟ دونوں طرف علماء گئے ہیں[عہ] واللہ اعلم۔ وہ فخر و غرور کے ساتھ ایسی باتیں بک دیتے ہیں کہ میں نے یہ کیا اور یہ کیا حالانکہ نہ کچھ کیا ہو نہ کر سکتے ہوں۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانے میں حضرت نعمان بن عدی بن فضلہ کو بصرے کے شہر میسان کا گورنر مقرر کیا تھا وہ شاعر تھے ایکمرتبہ اپنے شعروں میں کہہ گئے کیا حسینوں کو یہ اطلاع نہیں ہوئی کہ ان کا محبوب میسان میں ہے جہاں ہر وقت شیشے کے گلاسوں سے دور شراب چل رہا ہے اور گاؤں کی بھولی لڑکیوں کے گانے اور ان کے رقص و سرود مہیا ہیں ہاں اگر میرے کسی دوست سے ہو سکے تو اس سے بڑے اور بھرے ہوئے جام مجھے پلائے لیکن ان سے چھوٹے جام مجھے سخت ناپسند ہیں۔ خدا کرے امیر المؤمنین کو یہ خبر نہ پہنچے ورنہ وہ برا مانینگے اور سزا دیں گے۔ یہ اشعار سچ مچ حضرت امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچے آپ سخت ناراض ہوئے اور اسی وقت آدمی بھیجا کہ میں نے تجھے تیرے عہدے سے معزول کیا۔ اور آپ نے ایک خط بھیجا جسمیں بسم اللہ کے بعد حٰم کی تین آیتیں اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ تک لکھکر پھر تحریر فرمایا کہ تیرے ایسے اشعار میں نے سنے مجھے سخت رنج ہوا۔ میں تجھے تیرے عہدے سے معزول کرتا ہوں۔ چنانچہ اس خط کو پڑھتے ہی حضرت نعمان دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور باادب عرض کی کہ امیر المؤمنین واللہ میں نے کبھی شراب پی نہ ناچ رنگ اور گانا بجانا دیکھا سنا۔ وہ صرف شاعرانہ ترنگ تھی۔ آپ نے فرمایا یہی میرا خیال ہے لیکن میری ہمت تو نہیں پڑتی کہ ایسے فحش گو شاعر کو کوئی عہدہ دوں پس معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک بھی شاعر اپنے شعروں میں کسی جرم کے اعلان پر گو وہ قابل حد ہو مارا نہ جائے گا اسلئے کہ وہ کہتے ہیں کرتے نہیں۔ ہاں وہ قابل ملامت اور لائق سرزنش ضرور ہیں چنانچہ حدیث میں ہے کہ پیٹ کو لہو پیپ سے بھر لینا اشعار سے بھر لینے سے بہتر ہے مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو شاعر ہیں نہ ساحر ہیں نہ کاہن ہیں نہ مفتری ہیں۔ آپکا ظاہری حال ہی آپ کی ان عیوب سے برأت کا بہت بڑا عادل گواہ ہے جیسے فرمان ہے کہ نہ ہم نے انہیں شعر گوئی سکھائی ہے نہ شعر گوئی آپکے لائق ہے یہ تو صرف نصیحت ہے اور قرآن مبین ہے اور آیت میں ہے یہ رسول کریم کا قول ہے کسی شاعر کا نہیں تم میں ایمان کی کمی ہے۔ یہ کسی کاہن کا قول نہیں، تم میں نصیحت ماننے کا مادہ کم ہے یہ تو رب العالمین کی اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اس سورت میں بھی یہی فرمایا گیا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے اتری ہے روح الامین نے تیرے دل پر نازل فرمائی ہے عربی زبان میں ہے اسلئے کہ آپ لوگوں کو ہوشیار کر دیں اسے شیاطین لیکر نہیں آتے نہ یہ انکے لائق ہے نہ انکے بس کی بات ہے وہ تو اسکے سننے سے بھی الگ کر دیئے گئے ہیں۔ جو جھوٹے مفتری اور بدکردار ہوتے ہیں ان کے پاس شیاطین آتے ہیں جو اچٹی ہوئی باتیں سن سنا کر انکے کانوں میں گر گرا جاتے ہیں بلکہ جھوٹ بولنے والے وہ خود ہوتے ہیں شاعروں کی پشت پناہی اوباشوں کا کام ہے وہ تو ہر وادی میں سرگرداں رہتے ہیں زبانی باتیں بناتے ہیں عمل سے کورے رہتے ہیں۔ اس کے بعد جو فرمان ہے اسکا شان نزول یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت جس میں شاعروں کی مذمت ہے جب اتری تو دربار رسول کے شعراء حضرت حسان بن ثابت حضرت عبداللہ بن رواحہ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہم روتے ہوئے دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ

عہ یعنی اسکے اشعار و مضامین اگر غلط ہونگے ورنہ اچھے اور سچے مضامین والے اشعار کو آپ نے خود پسند فرمایا ہے عہ یعنی بعض علماء کہتے ہیں کہ حد جاری ہوگی اور بعض کہتے ہیں کہ جاری نہ ہوگی بس بہتر یہی عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط وہ اسی احتیاط کی بنا پر اسلام کی پوری تاریخ عمر رضی اللہ عنہ کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے

شاعروں کی تو گھبرائے اور ہم بھی شاعر ہیں اسی وقت آپ نے یہ دوسری آیت تلاوت فرمائی کہ ایمان لانے والے اور نیک عمل کرنیوالے تم ہو ذکر اللہ بکثرت کرنیوالے تم ہو مظلوم ہو کر بدلہ لینے والے تم ہو پس تم اس سے مستثنیٰ ہو (ابن ابی حاتم وغیرہ) ایک روایت میں حضرت کعب کا نام نہیں، ایک روایت میں صرف حضرت عبداللہ کی اس گھبراہٹ پر کہ یا رسول اللہ شاعر تو میں بھی ہوں اس دوسری آیت کا نازل ہونا مروی ہے لیکن یہ قول غور طلب ہے کیونکہ یہ سورت مکیہ ہے شعراء انصار مدنی تھے وہ سب مدینے میں تھے پھر انکے بارے میں اس آیت کا نازل ہونا یقیناً محل غور ہوگا اور جو حدیثیں بیان ہوئیں وہ مرسل ہیں اس وجہ سے اعتماد نہیں ہو سکتا یہ آیت بیشک استثنا کے بتانے میں ہے اور صرف یہی انصاری شعراء رضی اللہ عنہم ہی نہیں بلکہ اگر کسی شاعر نے اپنی جاہلیت کے زمانے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بھی اشعار کہے ہوں اور پھر وہ مسلمان ہو جائیں توبہ کر لے اور اسکے مقابلے میں ذکر اللہ بکثرت کرے وہ بیشک اس برائی سے الگ ہے حسنات سیئات کو دور کر دیتی ہیں جبکہ اپنے مسلمانوں کو اور دین خدا کو برا کہا تھا وہ خود برا تھا لیکن جب سے مدح کی وہ برائی اچھائی سے بدل گئی جیسے حضرت عبداللہ بن زبعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام سے پہلے حضور کی ہجو بیان کی تھی لیکن اسلام کے بعد بڑی مدح بیان کی اور اپنے اشعار میں اس ہجو کا عذر بھی بیان کر دیا کہ اس وقت میں شیطانی پنجے میں پھنسا ہوا تھا اسیطرح ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب باوجود آپکا چچازاد بھائی ہونے کے آپکا جانی دشمن تھا اور بہت ہی ہجو کیا کرتا تھا جب مسلمان ہو گئے تو ایسے مسلمان ہوئے کہ دنیا بھر میں حضور سے زیادہ محبوب انہیں کوئی نہ تھا۔ اکثر آپکی مدح کیا کرتے تھے اور بہت ہی عقیدت و محبت رکھتے تھے صحیح مسلم میں ابن عباس سے منقول ہے کہ ابوسفیان صخر بن حرب جب مسلمان ہوئے تو حضور سے کہنے لگے مجھے تین چیزیں عطا فرمائیے ایک تو یہ کہ میرے لڑکے معاویہ کو اپنا کاتب بنا لیجئے دوسرے مجھے کافروں سے جہاد کیلئے بھیجئے اور میرے ساتھ کوئی لشکر کر دیجئے تاکہ جسطرح میں کفر میں مسلمانوں سے لڑا کرتا تھا اب اسلام میں کافروں کی خبر لوں آپنے دونوں باتیں قبول فرما لیں ایک تیسری درخواست بھی کی جو قبول کی گئی پس ایسے لوگ اس آیت کے حکم سے اس دوسری آیت سے الگ کر لئے گئے ذکر خدا خواہ وہ اپنے شعروں میں بکثرت کریں خواہ اور طرح اپنے کلام میں یقیناً وہ اگلے گناہوں کا بدلا اور کفارہ ہے اپنی مظلومی کا بدلہ لیتے ہیں یعنی کافروں کی ہجو کا جواب دیتے ہیں۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا تھا ان کفار کی ہجو کرو جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔ حضرت کعب بن مالک شاعر نے جب شعراء کی برائی قرآن میں سنی تو حضور سے عرض کیا آپنے فرمایا تم ان میں نہیں ہو مومن تو جس طرح اپنی جان سے جہاد کرتا ہے اپنی زبان سے بھی جہاد کرتا ہے واللہ تم لوگوں کے اشعار تو انہیں مجاہدین کے تیروں کی طرح چھید ڈالتے ہیں۔ پھر فرمایا ظالموں کو اپنا انجام ابھی معلوم ہو جائیگا۔ انہیں عذر معذرت بھی کچھ کام نہ آئے گی حضور فرماتے ہیں ظلم سے بچو اس سے میدان قیامت میں اندھیروں میں رہ جاؤ گے۔ آیت عام ہے خواہ شاعر ہوں خواہ غیر شاعر سب کو شامل ہے حضرت حسن نے ایک نصرانی کے جنازے کو جاتے ہوئے دیکھ کر یہی آیت تلاوت فرمائی تھی آپ جب اس آیت کی تلاوت کرتے تو اس قدر روتے کہ ہچکی بندھ جاتی۔ روم میں جب حضرت فضالہ بن عبید تشریف لیگئے اس وقت ایک صاحب نماز پڑھ رہے تھے جب انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو آپ نے فرمایا اس سے مراد بیت اللہ کی بربادی کرنیوالے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اہل مکہ ہیں یہ بھی منقول ہے کہ مراد مشرکین ہیں حقیقت یہ ہے کہ آیت عام ہے سب کو شامل ہے ابن ابی حاتم میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال کے وقت اپنی وصیت صرف دو سطروں میں لکھی جو یہ تھی بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ ہے وصیت ابوبکر بن ابی قحافہ کی۔ اس وقت کی جبکہ وہ دنیا چھوڑ رہے تھے جس وقت کافر بھی مومن ہو جاتا ہے اور فاجر بھی توبہ کر لیتا ہے اور کاذب کو بھی سچا سمجھا جاتا ہے میں تم پر اپنا خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنا رہا ہوں اگر وہ عدل کریں تو بہت اچھا اور میرا گمان بھی انکے ساتھ یہی ہے اور اگر وہ ظلم کریں اور کوئی تبدیلی کریں تو میں غیب نہیں جانتا ظالموں کو بہت جلد معلوم ہو جائیگا کہ کس لوٹنے کی جگہ وہ لوٹتے ہیں۔ (سورۂ شعراء کی تفسیر بحمد اللہ ختم ہوئی)

تفسیر سورۂ نمل مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۝۱ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝۲

طس یہ آیتیں ہیں جو آپ پر نازل ہو رہی ہیں قرآن کی یعنی روشن اور ایک واضح کتاب کی (۱) ایمان والوں کیلئے موجب ہدایت اور مژدہ سنانیوالی ہیں

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ③

جو مسلمان (ایسے ہیں کہ) نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں (یہ ایمان والوں کی صفت ہے اور) جو لوگ

اِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ④

آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اعمال (بد) ان کی نظر میں مرغوب کر رکھے ہیں سو وہ (اپنے اس جہل مرکب میں) حق سے دور بھٹکتے پھرتے ہیں

اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُونَ ⑤

یہ لوگ ہیں جن کے لئے (مرنے کے وقت بھی) سخت عذاب ہے اور یہ لوگ آخرت میں (بھی) سخت خسارہ میں ہیں (کہ کبھی نجات نہ ہوگی)

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ⑥

اور آپ کو بالیقین ایک بڑے حکمت والے علم والے کی جانب سے قرآن دیا جا رہا ہے۔

یہ اللہ کا کلام

حروف مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں آتے ہیں ان پر پوری طرح بحث سورۂ بقرہ کے شروع میں ہم کر چکے ہیں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ قرآن کریم جو کھلی ہوئی واضح روشن اور ظاہر کتاب ہے یہ اس کی آیتیں ہیں۔ جو مومنوں کے لئے ہدایت و بشارت ہیں۔ کیونکہ وہی اس پر ایمان لاتے ہیں اس کی اتباع کرتے ہیں اسے سچا جانتے ہیں اس میں جو حکم احکام ہیں ان پر عمل کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو نماز صحیح طور سے پڑھتے ہیں فرضوں میں کمی نہیں کرتے اسی طرح زکوٰۃ بھی نہیں روکتے آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں موت کے بعد کی زندگی اور جزا سزا کو بھی مانتے ہیں جنت دوزخ کو حق جانتے ہیں چنانچہ اور آیت میں بھی ہے کہ ایمان داروں کے لئے تو یہ قرآن ہدایت اور شفا ہے اور بے ایمانوں کے کان تو بہرے ہیں ان میں پٹے دیئے ہوئے ہیں اس سے خوشخبری پرہیزگاروں کو ہے اور بدکاروں کو اس میں وعید ہے۔ یہاں یہ بھی فرماتا ہے کہ جو اسے جھٹلائیں اور قیامت کے آنے کو نہ مانے ہم بھی انہیں چھوڑ دیتے ہیں ان کی برائیاں انہیں اچھی لگنے لگتی ہیں اسی میں وہ بڑھتے اور پھولتے پھلتے رہتے ہیں اور اپنی سرکشی اور گمراہی میں بڑھتے رہتے ہیں ان کی نگاہیں اور دل الٹ جاتے ہیں۔ انہیں دنیا اور آخرت میں بدترین سزائیں ہوں گی اور قیامت کے دن تمام اہل محشر میں سب سے زیادہ خسارے میں یہی رہیں گے۔ بیشک آپ اے ہمارے نبی ہم سے ہی قرآن لے رہے ہیں۔ ہم حکیم ہیں۔ امر نہی کی حکمت کو بخوبی جانتے ہیں۔ علیم ہیں چھوٹے بڑے تمام کاموں سے بخوبی خبردار ہیں پس قرآن کی تمام خبریں بالکل صدق و صداقت والی ہیں۔ اور اس کے حکم احکام سب کے سب سراسر عدل و انصاف والے ہیں جیسے فرمان ہے وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا۔

اِذْ قَالَ مُوسٰى لِاَهْلِهٖٓ اِنِّيٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِيكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِيكُمْ بِشِهَابٍ

لہٰذا آپ ان کے انکار سے غمگین نہ ہوں) جیسے اس وقت کا قصہ یاد کیجئے جبکہ موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے میں ابھی (جا کر) وہاں سے تمہارے پاس کوئی خبر لاتا ہوں یا تمہارے پاس آگ کا شعلہ کسی

قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ⑦ فَلَمَّا جَآءَهَا نُودِيَ اَنْۢ بُورِكَ مَنْ فِي النَّارِ

لکڑی وغیرہ میں لگا ہوا لاتا ہوں تاکہ تم سینکو۔ سو جب اس (آگ) کے پاس پہنچے تو ان کو (منجانب اللہ) آواز دی گئی کہ جو اس آگ کے اندر ہیں (یعنی فرشتے) ان پر بھی بر-

وَمَنْ حَوْلَهَا ۖ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ⑧ يٰمُوسٰٓى اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ

ہو اور جو اس کے پاس ہے (یعنی موسیٰ) اس پر بھی (برکت ہو یہ دعا بطور تحیہ و سلام کے ہے) اور رب العالمین پاک ہے۔ اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں (جو بولنے والا کلام کر رہا

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ⑨ وَاَلْقِ عَصَاكَ ۚ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى

ہوں) اللہ ہوں زبردست حکمت والا اور (اے موسیٰ) تم اپنا عصا (زمین پر) ڈال دو سو جب انہوں نے اس کو اس طرح حرکت کرتے دیکھا جیسے سانپ

مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ ۚ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۣ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿١٠﴾

ہو تو پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا (ارشاد ہوا کہ) اے موسیٰ ڈرو نہیں اور ہمارے حضور میں پیغمبر نہیں ڈرا کرتے۔ ہاں مگر جس سے

اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿١١﴾ وَاَدْخِلْ

کوئی قصور (یعنی لغزش سرزد) ہو جاوے پھر برائی (ہو جانے) کے بعد بجائے اسکے نیک کام کرے (یعنی توبہ کر لے) تو میں مغفرت والا رحمت والا ہوں

يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۟ فِىْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ

اور تم اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لیجاؤ (اور پھر نکالو تو) وہ بلا کسی عیب (یعنی بلا کسی مرض برص وغیرہ) کے روشن ہو کر نکلیگا نو معجزوں میں سے ہے

وَقَوْمِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿١٢﴾ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا

(جنکے ساتھ تمکو) فرعون اور اسکی قوم کی طرف (بھیجا جاتا ہے کیونکہ) وہ بڑے حد سے نکل جانے والے لوگ ہیں۔ غرض ان لوگوں کے پاس جب ہمارے (دیے ہوئے) معجزے پہنچے جو

هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٣﴾ ۚ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا

نہایت واضح (تھے) تو وہ لوگ (ان کو دیکھ کر بھی) بولے یہ صریح جادو ہے اور (غضب تو یہ تھا کہ) ظلم اور تکبر کی راہ سے ان (معجزات) کے بالکل منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿١٤﴾ ع

کر لیا تھا سو دیکھئے کیسا (برا) انجام ہوا ان مفسدوں کا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ یاد دلا رہے ہیں کہ خدا نے انہیں کس طرح بزرگ بنایا اور ان سے کلام کیا اور انہیں زبردست معجزے عطا فرمائے اور فرعون اور فرعونیوں کے پاس اپنا رسول بنا کر بھیجا لیکن کفار نے آپکا انکار کیا اپنے کفر وتکبر سے نہ ہٹے آپ کی اتباع اور پیروی نہ کی فرماتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی اہل کو لیکر چلے اور راستہ بھول گئے رات آ گئی اور وہ بھی سخت اندھیرے والی تو آپ نے دیکھا کہ ایک جانب سے آگ کا شعلہ سا دکھائی دیتا ہے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھیرو میں اس روشنی کے پاس جاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں جو ہو اس سے راستہ معلوم ہو جائے یا میں وہاں سے کچھ آگ لے آؤں کہ تم اس سے ذرا سینک لو۔ ایسا ہی ہوا بھی کہ آپ وہاں سے ایک بڑی خبر لائے اور بہت بڑا نور حاصل کیا۔ فرماتے ہیں کہ جب وہاں پہنچے اس منظر کو دیکھ کر حیران رہ گئے دیکھتے ہیں کہ ایک سرسبز درخت ہے اس پر آگ لپٹ رہی ہے شعلے تیز ہو رہے ہیں اور درخت کی سرسبزی اور بڑھ رہی ہے۔ نظر اٹھائی تو دیکھا کہ وہ نور آسمان تک پہنچا ہوا ہے فی الواقع وہ آگ نہ تھی بلکہ نور تھا اور نور بھی رب العالمین وحدہٗ لاشریک لہٗ کا۔ حضرت موسیٰ متعجب تھے اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ ایک آواز آئی ہے کہ اس نور میں جو ہے وہ پاکی والا اور بزرگی والا ہے اور اس کے پاس جو فرشتے ہیں وہ بھی مقدس ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ سوتا نہیں اور نہ اسے سونا لائق ہے وہ ترازو کو پست کرتا ہے اور اونچی کرتا ہے رات کے کام اس کی طرف دن سے پہلے اور دن کے کام رات سے پہلے چڑھ جاتے ہیں۔ اس کا حجاب نور ہے یا آگ ہے اگر وہ ہٹ جائیں تو اس کے چہرے کی تجلیاں ہر اس چیز کو جلا دیں جس پر اس کی نگاہ پہنچ رہی ہے یعنی کل کائنات کو۔ ابو عبیدہ رحمتہ اللہ علیہ راوی حدیث نے یہ حدیث بیان فرما کر یہی آیت تلاوت کی یہ الفاظ ابن ابی حاتم کے ہیں اور اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے پاک ہے وہ اللہ جو تمام جہان کا پالنہار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے مخلوق میں سے کوئی بھی اس کے مشابہ نہیں اس کی مصنوعات میں سے کوئی چیز کسی کے احاطے میں نہیں وہ بلند و بالا ہے ساری مخلوق سے الگ ہے زمین و آسمان اسے گھیر نہیں سکتے وہ احد و صمد ہے وہ مخلوق کے مشابہ ہونے سے پاک ہے پھر خبر دی کہ خود اللہ تعالیٰ ان سے خطاب فرما رہا ہے وہی اسوقت سرگوشیاں کر رہا ہے جو سب پر غالب ہے اس کے ماتحت اور زیر

حکم ہیں۔ وہ اپنے اقوال وافعال میں حکمت والا ہے۔ اس کے بعد جناب باری عزوجل نے حکم دیا کہ اے موسیٰ اپنی لکڑی کو اپنے ہاتھ سے زمین پر ڈال دو تاکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو کہ خدائے تعالیٰ فاعل مختار ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ارشاد سنتے ہی لکڑی کو زمین پر ڈال دیا۔ اسی وقت وہ ایک پھن پھناتا ہوا سانپ بن گئی اور بہت بڑے جسم کا سانپ بڑی ڈراؤنی صورت کا اور باوجودیکہ بڑے جسم والا ہے لیکن پھر بھی تیز تیز چلنے والا۔ اسے جیتا جاگتا چلتا پھرتا زبردست اژدہا دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خوف زدہ سے ہو گئے جَآنٌّ کا لفظ قرآن کریم میں ہے یہ ایک قسم کے سانپ ہیں جو بہت تیزی سے حرکت کرنے والے اور گنڈلی لگانے والے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے ایسے سانپوں کے قتل سے ممانعت فرمائی ہے[ع]۔ الغرض جناب موسیٰ علیہ السلام اسے دیکھ کر ڈرا اور دہشت کے مارے ٹھہر نہ سکے اور پیٹھ پھیر کر وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے ایسے دہشت زدہ تھے کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا اسی وقت اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ موسیٰ ڈرو نہیں میں تو تمہیں اپنا برگزیدہ رسول اور ذی عزت پیغمبر بنانا چاہتا ہوں اس کے بعد استثنا منقطع ہے اس آیت میں انسان کے لئے بہت بڑی بشارت ہے کہ جس نے بھی کوئی برائی کا کام کیا ہو پھر وہ اس پر نادم ہو جائے اس کام کو چھوڑ دے توبہ کرے اللہ کی طرف جھک جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے جیسا اور آیت میں ہے وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ الخ جو بھی توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے اور راہ راست پر چلے میں اس کے گناہوں کا بخشنے والا ہوں اور فرمان ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ الخ جو شخص کسی برائی کا مرتکب ہو جائے یا کوئی گناہ کر بیٹھے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا۔ اس مضمون کی آیتیں کلام الٰہی میں اور بھی بہت ساری ہیں۔ لکڑی کے سانپ بن جانے کے معجزے کے ساتھ ہی کلیم خدا کو اور معجزہ دیا جاتا ہے کہ آپ جب بھی اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر نکالیں گے تو وہ چاند کی طرح چمکتا ہوا نکلے گا یہ دو معجزے ان نو معجزوں میں سے ہیں جن سے میں تیری وقتاً فوقتاً تائید کرتا رہوں گا تاکہ فاسق فرعون اور اس کی فاسق قوم کے دلوں میں تیری نبوت کا ثبوت جگہ پکڑ جائے یہ نو معجزے وہ تھے جن کا ذکر آیت وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۢ بَیِّنٰتٍ الخ میں ہے جس کی پوری تفسیر بھی اسی آیت کے تحت میں گزر چکی ہے جب یہ واضح ظاہر صاف اور کھلے معجزے فرعونیوں کو دکھائے گئے تو وہ اپنی ضد میں آ کر کہنے لگے یہ تو جادو ہے لو ہم اپنے جادوگروں کو بلا لیتے ہیں مقابلہ کر لو اس مقابلہ میں اللہ نے حق کو غالب کیا اور یہ سب لوگ زیر ہو گئے۔ مگر پھر بھی نہ مانے گو دلوں میں اس کی حقانیت جم چکی تھی لیکن ظاہری مقابلے سے نہ ہٹے۔ صرف ظلم اور تکبر کی بنا پر حق کو جھٹلاتے رہے اب تو دیکھ لے کہ ان مفسدوں کا انجام کس قدر حیرت ناک اور کیسا کچھ عبرتناک ہوا؟ ایک ہی مرتبہ ایک ہی ساتھ سارے سارے دریا برد کر دیئے گئے۔ پس اے اس نبی آخر الزماں کے جھٹلانے والو تم اس نبی کو جھٹلا کر مطمئن نہ بیٹھو کیونکہ یہ تو موسیٰ علیہ السلام سے بھی اشرف و افضل ہیں ان کی دلیلیں اور معجزے بھی ان دلیلوں اور معجزوں سے بڑے ہیں خود آپ کا وجود آپ کے عادات و اخلاق اور اگلی کتابیں اور اگلے نبیوں کی آپ کی نسبت بشارتیں اور ان کے خدا کا عہد و پیمان یہ سب چیزیں آپ میں ہیں پس تمہیں نہ مان کر ڈرنا اور بے خوف نہ رہنا چاہیے۔

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی

اور ہم نے داؤد اور سلیمان کو (شریعت اور ملک داری کا) علم عطا فرمایا اور ان دونوں نے (شکر ادا کیا اور) کہا کہ تمام تر تعریف اللہ کے لئے سزاوار ہے جس نے ہم کو اپنے بہت

كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ

سے ایمان والے بندوں پر فضیلت دی اور داؤد کی وفات کے بعد ان کے قائم مقام سلیمان ہوئے اور انہوں نے (اظہار شکر کیلئے) کہا کہ اے لوگو ہم کو پرندوں کی

[ع] کیونکہ وہ اکثر جن وغیرہ ہوتے ہیں یا پھر بے ضرر۔ لیکن میرا خیال تنگ خیالی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس قوت کیساتھ سانپ اور موذی جانور کو مار دینے کا حکم فرمایا اس کے مقابلے میں "نہ مارنے" کا حکم آپ سے بہت کم منقول ہے۔ اور ظاہر ہے کہ عام انسان سانپ اور جن بہ صورت سانپ وغیرہ کی تمیز نہیں کر سکتے اس لئے اس قسم کے احکام کا عام انسانوں کے سامنے رکھنے سے کوئی خاص بہتر فائدہ نہیں۔

عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ②

کی بولی (سمجھنے) کی تعلیم دی گئی ہے اور ہم کو (سامان سلطنت کے متعلق) ہر قسم کی (ضروری) چیزیں دی گئی ہیں واقعی یہ (اللہ تعالیٰ کا) صاف فضل ہے۔

وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ③

اور سلیمان کے لیے ان کا لشکر جمع کیا گیا تھا جن بھی تھے اور انسان بھی اور پرندے بھی (جو کسی بادشاہ کے مسخر نہیں ہوتے) (اور پھر وہ بھی اس کثرت سے تھے کہ) ان کو چلنے کے وقت

حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا

روکا جاتا تھا یہاں تک کہ جب چیونٹیوں کے ایک میدان میں آئے تو ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ اے چیونٹیو اپنے اپنے سوراخوں میں جا گھسو کہیں

يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ④ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ

تم کو سلیمان اور انکا لشکر بے خبری میں نہ کچل ڈالیں۔ سو سلیمان اس کی بات سے مسکراتے ہوئے ہنس پڑے اور کہنے لگے

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ

کہ اے میرے رب مجھ کو اس پر بھی مداومت دیجئے کہ میں آپ کی ان نعمتوں کا شکر کیا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو عطا فرمائی ہیں

وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ⑤

اور (اس پر بھی) مداومت دیجئے کہ میں نیک کام کیا کروں جس سے آپ خوش ہوں اور مجھ کو اپنی رحمت (خاصہ) سے اپنے (اعلیٰ درجے کے) نیک بندوں میں داخل رکھئے۔

کائنات کا ایک عظیم الشان بادشاہ، اور حقیر چیونٹی کا مکالمہ

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کی خبر دے رہا ہے جو اس نے اپنے بندے حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہما السلام پر انعام فرمائی تھیں کہ کس طرح دونوں جہان کی دولت سے انہیں مالا مال فرمایا۔ ان نعمتوں کے ساتھ ہی اپنے شکر کرنے کی بھی توفیق دی تھی دونوں باپ بیٹے ہر وقت اللہ کی نعمتوں پر اس کی شکرگزاری کیا کرتے تھے اور اس کی تعریفیں کرتے رہتے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس بندے کو اللہ تعالیٰ جو نعمتیں دے اور ان پر وہ اللہ کی حمد کرے تو اس کی حمد ان نعمتوں سے بہت افضل ہے دیکھو خود کتاب اللہ میں یہ نکتہ موجود ہے پھر آپ نے یہی آیت لکھ کر لکھا کہ ان دونوں پیغمبروں کو جو نعمت دی گئی تھی اس سے افضل اور نعمت کیا ہے حضرت داؤدؑ کے وارث حضرت سلیمانؑ ہوئے اس سے مراد مال کی وارثت نہیں بلکہ ملک و نبوت کی وراثت ہے۔ اگر مالی میراث مراد ہوتی تو اس میں صرف حضرت سلیمان علیہ السلام ہی کا نام نہ آتا کیونکہ حضرت داؤد کی سو بیویاں تھیں۔ انبیاء کے مال کی میراث نہیں بٹتی چنانچہ سید الانبیاء علیہ السلام کا ارشاد ہے ہم جماعت انبیاء ہیں ہمارے ورثے نہیں بٹا کرتے ہم جو کچھ چھوڑ جائیں صدقہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کی نعمتیں یاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ پورا ملک اور یہ زبردست طاقت کہ انسان جن پرند سب تابع فرمان ہیں پرندوں کی زبان بھی سمجھ لیتے ہیں یہ خاص خدا کا فضل و کرم ہے جو کسی انسان پر نہیں ہوا۔ بعض جاہلوں نے کہا ہے کہ اس وقت پرند بھی انسانی زبان بولتے تھے یہ محض ان کی بے علمی ہے بھلا سمجھو تو سہی اگر واقعی یہی بات ہوتی تو پھر اس میں حضرت سلیمان کی خصوصیت ہی کیا تھی؟ جسے آپ اس فخر سے بیان فرماتے کہ ہمیں پرندوں کی زبان سکھا دی گئی پھر تو ہر شخص پرندوں کی بولی سمجھتا اور حضرت سلیمان کی خصوصیت جاتی رہتی۔ یہ محض غلط ہے پرند اور حیوانات ہمیشہ سے ایسے ہی رہے ہیں ان کی بولیاں بھی ایسی ہی رہیں۔ یہ خاص فضل خدا تھا کہ حضرت سلیمان ہر چرند پرند کی زبان سمجھ لیتے تھے ساتھ ہی یہ نعمت بھی حاصل تھی کہ ایک بادشاہت میں جن جن چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے سب حضرت سلیمان علیہ السلام کو قدرت نے مہیا کر دی تھیں یہ تھا خدا کا احسان آپ پر۔ مسند امام احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام بہت ہی غیرت والے تھے جب آپ گھر سے باہر جاتے تو دروازے بند کر کے جاتے پھر کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی ایک مرتبہ آپ اسی طرح باہر تشریف لے گئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک بیوی صاحبہ کی نظر اٹھی تو دیکھتی ہیں کہ گھر کے بیچوں بیچ ایک صاحب کھڑے ہیں۔ حیران ہوگئیں۔ اور دوسروں کو دکھایا آپس میں سب کہنے لگیں یہ کہاں سے آگئے؟ دروازے بند ہیں یہ داخل کیسے ہوئے؟ خدا کی قسم حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے ہماری سخت رسوائی ہوگی اتنے میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی آگئے آپ نے بھی انہیں کھڑا دیکھا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ اس نے جواب دیا وہ جسے کوئی روک اور دروازہ روک نہ سکے وہ جو کسی بڑے سے بڑے کی مطلق پروانہ کرے حضرت داؤد علیہ السلام سمجھ گئے اور فرمانے لگے مرحبا ہو مرحبا ہو آپ ملک الموت ہیں اسی وقت ملک الموت نے آپ کی روح قبض کی۔ سورج نکل آیا اور آپ پر دھوپ آگئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے پرندوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت داؤد پر سایہ کریں انہوں نے اپنے پر کھول کر ایسی گہری چھاؤں کر دی کہ زمین پر اندھیرا سا چھا گیا پھر حکم دیا کہ ایک ایک کر کے اپنے سب پر دنکو سمیٹ لو۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ پرندوں نے پھر کیسے سمیٹے؟ آپ نے اپنا ہاتھ سمیٹ کر بتلایا کہ اس طرح اس پر اس دن سرخ رنگ گدھ غالب آگئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جمع ہوا جس میں انسان جن پرند سب تھے۔ آپ سے قریب انسان تھے پھر جن تھے، پرند آپ کے سر پر رہتے تھے۔ گرمیوں میں سایہ کر لیتے تھے۔ سب اپنے اپنے مرتبے پر قائم تھے جس کی جو جگہ مقرر تھی وہیں وہ رہتا جب ان لشکروں کو لیکر حضرت سلیمان علیہ السلام چلے ایک جنگل پر گذر ہوا جہاں چیونٹیوں کا لشکر تھا لشکر سلیمان کو دیکھکر ایک چیونٹی نے دوسری چیونٹیوں سے کہا کہ جاؤ اپنے اپنے سوراخوں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ لشکر سلیمان چلتا ہوا تمہیں روند ڈالے اور انہیں علم بھی نہ ہو۔ حضرت حسنؒ فرماتے ہیں اس چیونٹی کا نام حرمس تھا یہ بنو شعبان کے قبیلے سے تھی بھی لنگڑی بقدر بھیڑیے[1] کے اسے خوف ہوا کہ یہ سب روندن میں آجائیں گی اور پس جائیں گی یہ سنکر حضرت سلیمان کو تبسم بلکہ ہنسی آگئی اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ خدایا مجھے اپنی ان نعمتوں کا شکریہ ادا کرنا الہام کر جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں مثلاً پرندوں اور حیوانوں کی زبان سکھا دینا وغیرہ نیز جو نعمتیں تو نے میرے والدین پر انعام کی ہیں کہ وہ مسلمان مومن ہوئے وغیرہ۔ اور مجھے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جن سے تو خوش ہو اور جب میری موت آجائے تو مجھے اپنے نیک بندوں اور بلند رفیقوں میں ملا دے۔ جو تیرے دوست ہیں۔ مفسرین کا قول ہے کہ یہ وادی شام میں تھی۔ بعض اور جگہ بتلاتے ہیں یہ چیونٹی مثل مکھیوں کے پردار تھی اور بھی اقوال ہیں۔ نوف بکالی کہتے ہیں یہ بھیڑیے کے برابر تھی۔ ممکن ہے اصل میں لفظ ذباب ہو یعنی مکھی کے برابر اور کاتب کی غلطی سے وہ ذیاب لکھا گیا ہو یعنی بھیڑیا حضرت سلیمان چونکہ جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے اس بات کو بھی سمجھ گئے اور بے اختیار ہنسی آگئی۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام استسقاء کے لئے نکلے تو دیکھا ایک چیونٹی الٹی لیٹی ہوئی اپنے پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے دعا کر رہی ہے کہ خدایا ہم بھی تیری مخلوق ہیں پانی برسنے کی محتاجی ہمیں بھی ہے۔ اگر پانی نہ برسا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے یہ دعا چونٹی کی سنکر آپ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ لوٹ چلو کسی اور ہی کی دعا سے تم پانی پلائے گئے حضور فرماتے ہیں نبیوں میں سے کسی نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹ لیا انہوں نے چیونٹیوں کے سوراخ میں آگ لگانے کا حکم دے دیا اسی وقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے پیغمبر بعض ایک چیونٹی کے کاٹنے پر تو نے ایک گروہ کے گروہ کو جو ہمارا تسبیح خواں تھا ہلاک کر دیا۔ تجھے بدلہ ہی لینا تھا تو اسی سے لیتا۔

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُدْهُدَ ۖ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۲۰

اور (ایک بار یہ قصہ ہوا کہ) سلیمانؑ نے پرندوں کی حاضری لی تو (ہدہد کو نہ دیکھا) فرمانے لگے کہ یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا کہیں غائب ہو گیا ہے۔

لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا أَوْ لَأَاذْبَحَنَّهُ أَوْ لَيَأْتِيَنِّي بِسُلْطَانٍ مُبِينٍ ۲۱

میں اسکو (غیر حاضری پر) سخت سزا دوں گا یا اسکو ذبح کر ڈالونگا یا وہ کوئی صاف حجت (اور عذر غیر حاضری کا) میرے سامنے پیش کرے۔

---

[1] حضرت حسن کی طرف اس قول کی نسبت قطعاً غلط ہے بھلا سمجھ میں آنے والی ہے یہ بات کہ حضرت حسن جیسا عالم قرآن اور ایسی بیکار و بے ہودہ باتیں کرے۔

ھُدھُد اور سلیمان علیہ السلام

ھُدھُد فوج سلیمان میں مہندس کا کام کرتا تھا وہ بتلاتا تھا کہ پانی کہاں ہے؟ زمین کے اندر کا پانی اسے اس طرح دکھائی دیتا تھا جیسے کہ زمین کے اوپر کی چیزیں لوگوں کو نظر آتی ہے

جب سلیمان علیہ السلام جنگل میں ہوتے اس سے دریافت فرماتے کہ پانی کہاں ہے یہ بتا دیتا کہ فلاں جگہ ہے اتنا نیچا ہے۔ اتنا ہے۔ وغیرہ حضرت سلیمانؑ اسی وقت جنات کو حکم دیتے اور کنواں کھود لیا جاتا۔ ایک دن اسی طرح جنگل میں تھے پرندوں کی تفتیش کی تاکہ پانی کی تلاش کا حکم دیں۔ اتفاق سے وہ موجود نہ تھے۔ اس پر آپ نے فرمایا آج ہدہد نظر نہیں پڑتا کیا پرندوں میں کہیں وہ چھپ گیا جو مجھے نظر نہ آیا۔ یا واقع میں وہ حاضر ہی نہیں؟ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس سے یہ تفسیر سنکر نافع بن ازرق خارجی نے اعتراض کیا تھا یہ بکواسی ہر وقت حضرت عبداللہؓ کی باتوں پہ بے جا اعتراض کیا کرتا تھا کہنے لگا بس آج تم تو ہار گئے۔ حضرت عبداللہؓ نے فرمایا یہ کیوں۔ اس نے کہا آپ جو یہ فرماتے ہیں کہ ہدہد زمین تلے کا پانی دیکھ لیتا تھا یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ ایک بچہ جال بچھا کر اسے مٹی سے ڈھک کر دانہ ڈال کر ہدہد کو شکار کر لیتا ہے اگر وہ زمین کے اندر کا پانی دیکھتا ہے تو زمین کے اوپر کا جال کیوں نظر نہیں آتا؟ آپ نے فرمایا اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ تو یہ سمجھ جائے گا کہ ابن عباسؓ لاجواب ہوگیا تو مجھے جواب کی ضرورت نہ تھی سن جس وقت قضا آجاتی ہے آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں اور عقل جاتی رہتی ہے۔ نافع لاجواب ہوگیا اور کہنے لگا واللہ اب آپ پر اعتراض نہ کروں گا۔ حضرت عبداللہ برزی ایک ولی اللہ شخص تھے پیر جمعرات کا روزہ پابندی سے رکھا کرتے تھے۔ اسی سال کی عمر تھی ایک آنکھ سے کانے تھے سلیمان بن زید نے ان سے آنکھ کے جاتے رہنے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے اس کے بتانے سے انکار کر دیا۔ یہ بھی پیچھے پڑ گئے مہینوں گذر گئے وہ بتاتے نہ یہ سوال چھوڑتے آخر تنگ آکر فرمایا لو سنو دو خراسانی میرے پاس برزہ میں جو دمشق کے پاس ایک شہر ہے آئے اور مجھ سے کہا کہ میں انہیں برزہ کی وادی میں لیجاؤں۔ میں انہیں وہاں لے گیا انہوں نے انگیٹھیاں نکالیں بخور نکالے اور جلانے شروع کئے یہانتک کہ تمام وادی خوشبو سے مہکنے لگی اور ہر طرف سے سانپوں کی آمد شروع ہو گئی لیکن یہ بے پرواہی سے بیٹھے رہے کسی سانپ کی طرف التفات تک نہ کرتے تھے تھوڑی دیر میں ایک سانپ آیا جو ہاتھ بھر کا تھا اور اس کی آنکھیں سونے کی طرح چمک رہی تھیں، یہ بہت ہی خوش ہوئے اور کہنے لگے خدا کا شکر ہے ہماری سال بھر کی محنت ٹھکانے لگی انہوں نے اس سانپ کو لیکر اسکی آنکھوں میں سلائی پھیر کر اپنی آنکھوں میں وہ سلائی پھیر لی میں نے ان سے کہا کہ میری آنکھوں میں بھی یہ سلائی پھیر دو۔ انہوں نے انکار کر دیا میں نے ان سے منت سماجت کی بمشکل وہ راضی ہوئے اور میری داہنی آنکھ میں وہ سلائی پھیر دی اب جو میں دیکھتا ہوں تو زمین مجھے ایک شیشے کی طرح معلوم ہونے لگی جیسی اوپر کی چیزیں نظر آتی تھیں ایسی ہی زمین کے اندر کی چیزیں بھی دیکھ رہا تھا انہوں نے مجھ سے کہا اچھا اب آپ ہماری ساتھ ہی کچھ دور چلئے میں نے منظور کر لیا وہ باتیں کرتے ہوئے مجھے ساتھ لئے ہوئے چلے جب میں بستی سے بہت دور نکل گیا تو دونوں نے مجھے دونوں طرف سے پکڑ لیا اور ایک نے اپنی انگلی ڈال کر میری آنکھ نکال لی اور اسے پھینک دیا اور مجھے یونہی بندھا ہوا وہیں پٹک کر دونوں کہیں چل دیئے۔ اتفاقاً وہاں سے ایک قافلہ گذرا اور انہوں نے مجھے اس حالت میں دیکھ کر رحم کھایا قید و بند سے مجھے آزاد کیا اور میں چلا آیا یہ قصہ ہے میری آنکھ کے جانے کا۔ (ابن عساکر) حضرت سلیمانؑ کے اس ہدہد کا نام عنبر تھا۔ آپ فرماتے ہیں اگر فی الواقع وہ غیر حاضر ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا اس کے پر نچوا دوں گا۔ اور اسے پھینک دوں گا کہ کیڑے مکوڑے کھا جائیں یا میں اسے حلال کر دوں گا۔ یا یہ کہ وہ اپنے غیر حاضر ہونے کی کوئی معقول وجہ بیان کرے۔ اتنے میں ہدہد آگیا جانوروں نے اسے خبر دی کہ آج تیری خیر نہیں۔ بادشاہ سلامت عہد کر چکے ہیں کہ وہ تجھے مار ڈالیں گے اس نے کہا یہ بیان کرو کہ آپ کے الفاظ کیا تھے؟ انہوں نے بیان کئے تو خوش ہو کر کہنے لگا پھر تو میں بچ جاؤں گا۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بچنے کی وجہ اس کا اپنی ماں کے ساتھ سلوک تھا۔[ع]

[ع] جیسا کہ آجکل زمین سے تیل، اور مختلف چیزیں نکالنے والی کمپنیاں اور ان کے تربیت یافتہ اور تجربہ کار کارندے کہ زمین کو دیکھکر بتا دیتے ہیں کہ یہاں تیل ہے، یا نہیں ہے، اگر ہے تو کہاں ملیگا اور کتنی گہرائی میں سو اگر خدا تعالیٰ کسی جانور کو اتنی عقل عطا فرمائے تو اس میں کیا حرج ہے، جانوروں کو اپنے گھر بنانے کی تمیز دی، رزق حاصل کرنے کا شعور عطا فرمایا، بچوں کی حفاظت کا سلیقہ دیا، وغیرہ وغیرہ تو اگر اسی طرح پانی دریافت کرنے کا (بقیہ صفحہ پر ملاحظہ کیجئے)

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ⑧

سو تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گیا اور (سلیمان سے) کہنے لگا کہ میں ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں ہوئی اور (اجمالی بیان اسکا یہ ہے کہ) میں آپکے پاس قبیلہ سبا کی

اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ⑨

ایک تحقیقی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ان لوگوں پر بادشاہی کر رہی ہے اور اس کو (سلطنت کے لوازم میں سے) ہر قسم کا سامان میسر ہے اور اسکے پاس ایک بڑا (اور قیمتی)

وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ

تخت ہے۔ میں نے اسکو اور اس (عورت) کی قوم کو دیکھا کہ وہ خدا (کی عبادت) کو چھوڑ کر آفتاب کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کے (ان) اعمال (کفریہ) کو انکی

اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ⑩ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ

نظر میں مرغوب کر رکھا ہے اور انکو راہ (حق) سے روک رکھا ہے۔ سو وہ راہ حق پر نہیں چلتے کہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے جو (ایسا قادر ہے کہ) آسمان اور زمین کی

الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا

پوشیدہ چیزوں کو (جنہیں بارش اور نباتات بھی ہیں) باہر لاتا ہے اور (ایسا عالم ہے کہ) تم لوگ جو کچھ (دلوں میں) پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ (زبان

تُعْلِنُوْنَ ⑪ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ⑫

وغیرہ سے) ظاہر کرتے ہو وہ سب کو جانتا ہے (یعنی) اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے

السجدة

ہدہد کا جواب

ہدہد کی غیر حاضری کو تھوڑی سی دیر گذری تھی جو وہ آ گیا۔ اس نے کہا کہ اے نبی اللہ جس بات کی آپ کو خبر بھی نہیں میں اس کی ایک نئی خبر لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں میں سبا سے آ رہا ہوں اور پختہ یقینی خبر لایا ہوں ان کے سبا حمیر تھے اور یمن کے بادشاہ تھے۔ ایک عورت ان کی بادشاہت کر رہی ہے اس کا نام بلقیس بنت شرحبیل تھا یہ سبا کی ملکہ تھی۔ قتادہ کہتے ہیں اس کی ماں جنیہ عورت تھی اس کے قدم کا پچھلا حصہ چوپائے کے کھر جیسا تھا۔ اور روایت میں ہے اس کی ماں کا نام رفاعہ تھا۔ ابن جریج کہتے ہیں اس کے باپ کا نام ذی سرح تھا اور ماں کا نام بلتعہ تھا لاکھوں کا اس کا لاؤ لشکر تھا، اس کی بادشاہی ایک عورت کو کرتے ہوئے میں نے پایا۔ اس کے مشیر وزیر تین سو بارہ شخص ہیں ان میں سے ہر ایک کے ماتحت بارہ ہزار کی جمعیت ہے۔ اس کی زمین کا نام مأرب ہے۔ یہ صنعاء سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہی قول قرین قیاس ہے۔ اس کا اکثر حصہ مملکت یمن میں ہے واللہ اعلم دنیوی ضروری اسباب ہر قسم کا اسے مہیا ہے۔ اس کا نہایت ہی شاندار تخت ہے جس پر وہ جلوس کرتی ہے سونے سے منڈھا ہوا ہے اور جڑاؤ اور مروارید کی کاریگری اس پر ہوئی ہے یہ اسی ہاتھ اونچا تھا اور چالیس ہاتھ چوڑا تھا چھ سو عورتیں ہر وقت اس کی خدمت میں کمر بستہ رہتی تھیں اس کا دیوان خاص جس میں یہ تخت تھا بہت بڑا محل تھا بلند و بالا کشادہ اور فراخ پختہ مضبوط اور صاف جسکے مشرقی حصہ میں تین سو ساٹھ طاق تھے اور اتنے ہی مغربی حصے میں۔ اسے اس صنعت سے بنایا تھا کہ ہر دن سورج ایک طاق سے نکلتا اور اسی کے مقابلہ کے طاق سے غروب ہوتا۔ اہل دربار صبح شام اسے سجدہ کرتے تھے، راجا پرجا سب آفتاب پرست تھے خدا کا پجاری ان میں ایک بھی نہ تھا۔ شیطان نے برائیاں انہیں اچھی کر دکھائی تھیں اور ان کو گمراہ کر رکھا تھا وہ راہ راست پر آتے ہی نہ تھے، جو راہ راست یہ ہے کہ صرف اللہ ہی کی ذات کو سجدے کے لائق مانا جائے نہ کہ سورج چاند اور ستاروں کو۔ جیسے فرمان قرآن ہے کہ رات دن سورج چاند سب قدرت خدا کی نشانیاں ہیں تمہیں سورج کو چاند کو سجدہ نہ کرنا چاہئے۔ سجدہ صرف اسی اللہ

(بقیہ از صفحہ ٦٦) شعور بھی دے تو یہ اس کی قدرت سے ہرگز بعید نہیں۔ عف٥ اس مسلسل روایت میں بعض چیزیں ناظرین کو اجنبی معلوم ہوں گی مثلاً، اس عورت کی ماں کا نام اور مجاہد کا یہ قول کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا اسلئے سلیمان علیہ السلام کی گرفت سے بچ گیا، احتمالات ذہنی ضرور ہیں لیکن یہ یاد رکھئے کہ یہ باتیں ان بڑے مفسرین کی طرف منسوب کر دی گئیں اقوال ان کے یہ نہیں۔

کو کرنا چاہئے جو ان سب کا خالق ہے الخ اَلَّا یَسْجُدُوْا کی ایک قرأت اَلَا یَا اسْجُدُوْا بھی ہے۔ یا کے بعد کا منادی محذوف ہے یعنی اے میری قوم خبردار سجدہ اللہ ہی کے لئے کرنا الخ جو آسمان کی زمین کی ہر ہر پوشیدہ چیز سے باخبر ہے۔ خَبْءْ کی تفسیر پانی اور بارش اور پیداوار سے بھی کی گئی ہے کیا عجب کہ ہدہد کی جس میں یہی صفت تھی یہی مراد ہو۔ اور تمہارے ہر مخفی اور ظاہر کام کو بھی وہ جانتا ہے۔ کھلی چھپی بات اس پر یکساں ہے۔ وہ ہی تنہا معبود برحق ہے وہی عرش عظیم کا رب ہے۔ جس سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ چونکہ ہدہد خیر کی طرف بلانے والا اللہ ایک کی عبادت کا حکم دینے والا اس کے سوا غیر کے سجدے سے روکنے والا تھا اسی لئے اس کے قتل کی ممانعت کر دی گئی۔ مسند احمد ابوداؤد ابن ماجہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کا قتل منع فرمادیا چیونٹی شہد کی مکھی، ہدہد اور صرد یعنی لٹورا۔

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ⑬ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ هٰذَا

سلیمان نے اسے سنکر فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے (اچھا) میرا یہ خط لیجا اور اس کو ان کے پاس ڈال

فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُوْنَ ⑭ قَالَتْ یٰۤاَیُّهَا الْمَلَؤُا

دینا پھر ذرا وہاں سے ہٹ جانا پھر دیکھنا کہ آپس میں کیا سوال وجواب کرتے ہیں بلقیس نے (خط پڑھ کر اپنے سرداروں سے مشورہ کیلئے) کہا کہ اے اہل دربار میری پاس

اِنِّیْۤ اُلْقِیَ اِلَیَّ كِتٰبٌ كَرِیْمٌ ⑮ اِنَّهٗ مِنْ سُلَیْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک خط جس کا مضمون نہایت باوقعت (ہے) ڈالا گیا ہے وہ سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ (مضمون) ہے کہ اول بسم اللہ الرحمن الرحیم (اور اسکے بعد یہ کہ) تم لوگ (یعنی بلقیس اور

اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ⑯ ع

سبا عیان سلطنت جنکے ساتھ تمام بھی وابستہ ہیں) میرے مقابلہ میں تکبر نہ کرو اور میرے پاس مطیع ہو کر چلے آؤ۔

سلیمان علیہ السلام کا ارادہ

ہدہد کی خبر سنتے ہی حضرت سلیمانؑ نے اس کی تحقیق شروع کر دی کہ اگر یہ سچا ہے تو قابل معافی ہے اور اگر جھوٹا ہے تو قابل سزا ہے۔ اسی سے فرمایا کہ میرا یہ خط بلقیس کو جو وہاں کی فرمانبردا ہے دے آ۔ اس خط کو چونچ میں لیکر یا پر سے بندھا ہوا کر ہدہد اڑا۔ وہاں پہنچ کر بلقیس کے محل میں گیا وہ اس وقت خلوت خانہ میں تھی اس نے ایک طاق میں سے وہ خط اس کے سامنے رکھ دیا اور ادب کے ساتھ ایک طرف ہو گیا۔ اسے سخت تعجب معلوم ہوا حیرت ہوئی اور ساتھ ہی کچھ خوف و دہشت بھی ہوئی خط کو اٹھا کر مہر توڑ کر خط کھول کر پڑھا اس کے مضمون سے واقف ہو کر اپنے امراء وزراء سرداروں اور رؤسا کو جمع کیا۔ اور کہنے لگی کہ ایک باوقعت خط میرے سامنے ڈالا گیا ہے اس خط کا باوقعت ہونا اس پر اس سے بھی ظاہر ہو گیا تھا کہ ایک جانور اسے لاتا ہے وہ ہوشیاری اور احتیاط سے پہنچاتا ہے سامنے باادب رکھکر یکسو ہو جاتا ہے تو جان گئی تھی کہ یہ خط مکرم ہے اور کسی باعزت شخص کا بھیجا ہوا ہے۔ پھر خط کا مضمون سب کو پڑھ کر سنایا کہ یہ خط حضرت سلیمان کا ہے اور اس کے شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا ہے۔ ساتھ ہی مسلمان ہونے اور تابع فرمان بننے کی دعوت ہے۔ اب سب نے پہچان لیا کہ یہ خدا کے پیغمبر کا دعوت نامہ ہے اور ہم میں سے کسی میں ان کے مقابلہ کی تاب وطاقت نہیں پھر خط کی بلاغت اختصار اور فصاحت نے سب کو حیران کر دیا کہ یہ مختصر سی عبارت بہت سی باتوں پر حاوی ہے گویا کہ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ علماء کرام کا مقولہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے کسی نے خط میں بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں لکھی ایک غریب اور ضعیف حدیث ابن ابی حاتم میں ہے حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا کہ آپ نے فرمایا میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں جو مجھ سے پہلے سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کے بعد کسی نبی پر نہیں اتری میں نے کہا حضور وہ کون سی آیت ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد سے جانے سے پہلے ہی میں تجھے بتا دوں گا۔ اب آپ نکلنے لگے ایک پیر مسجد سے باہر رکھ بھی دیا میرے جی میں آیا کہ شاید آپ بھول گئے اتنے میں آپ نے یہی آیت پڑھی اور روایت میں ہے کہ

جب تک یہ آیت نہیں اتری تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم باسمك اللّٰهم تحریر فرمایا کرتے تھے، جب یہ آیت اتری آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنا شروع کیا، مضمونِ خط صرف اسیقدر تھا کہ میرے سامنے سرکشی نہ کرو، مجھے مجبور نہ کرو میری بات مان لو، تکبر سے کام نہ لو، موحد مخلص مطیع بن کر میرے پاس چلے آؤ۔

قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ (۱)

بلقیس نے کہا کہ اے اہلِ دربار تم مجھکو اس معاملہ میں رائے دو (کہ مجھکو سلیمان کیساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے اور) میں کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کرتی جبتک کہ تم لوگ میرے پاس موجود

قَالُوا نَحْنُ أُولُو قُوَّةٍ وَأُولُو بَأْسٍ شَدِيدٍ وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانْظُرِي مَاذَا

نہ ہو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم بڑے طاقتور اور بڑے لڑنے والے ہیں
اور (آئندہ) اختیار تمکو ہے سو تم ہی (مصلحت) دیکھ لو جو کچھ تجویز کرو

تَأْمُرِينَ (۲) قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا

حکم دینا ہو۔ بلقیس کہنے لگی کہ والیانِ ملک (کا قاعدہ ہے کہ) جب بستی میں (مخالفانہ طور پر) داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ و بالا کر دیتے ہیں اور اس کے رہنے

أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً ۖ وَكَذَٰلِكَ يَفْعَلُونَ (۳) وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنَاظِرَةٌ

والوں میں جو عزت دار ہیں انکو (انکا زور گھٹانے کے لئے) ذلیل کیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔ اور میں ان لوگوں کے پاس کچھ ہدیہ بھیجتی ہوں پھر دیکھوں گی کہ وہ

بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ (۴)

فرستادے (وہاں سے) کیا جواب لیکر آتے ہیں۔

بلقیس کا مشورہ

بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط انھیں سُنا کر ان سے مشورہ طلب کیا اور کہا کہ تم جانتے ہو جب تک تم سے میں مشورہ نہ کر لوں تم موجود نہ ہو تو میں چونکہ کسی امر کا فیصلہ تنہا نہیں کر لیتی اس بارے میں بھی تم سے مشورہ طلب کرتی ہوں بتلاؤ کیا رائے ہے؟ سب نے متفقہ طور پر جواب دیا کہ ہماری جنگی طاقت بہت کچھ ہے اور ہماری طاقت مسلم ہے۔ اس طرف سے تو اطمینان ہے آگے جو آپکا حکم ہو۔ ہم تابعداری کے لئے موجود ہیں۔ اس میں ایک حد تک سرداران لشکر نے لڑائی کی طرف اور مقابلے کی طرف رغبت دی تھی لیکن بلقیس چونکہ سمجھدار عاقبت اندیش تھی اور ہدہد کے ہاتھوں خط کے ملنے کا ایک کھلا معجزہ دیکھ چکی تھی یہ بھی معلوم کر لیا تھا کہ حضرت سلیمانؑ کی طاقت کے مقابلہ میں میرا اور لشکر کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو علاوہ ملک کی بربادی کے میں بھی سلامت نہ رہ سکوں گی اس لئے اس نے اپنے وزیروں اور مشیروں سے کہا بادشاہوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ کسی ملک کو فتح کرتے ہیں تو اسے برباد کر دیتے ہیں۔ وہاں کے ذی عزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں۔ سرداران لشکر شاہ شہر خصوصیت سے انکی نگاہوں میں چڑھ جاتے ہیں۔ جناب باری نے بھی اس کی تصدیق فرمائی کہ فی الواقع یہ صحیح ہے وہ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے جو ترکیب سوچی تھی کہ ایک چال چلے اور حضرت سلیمانؑ سے موافقت کر کے صلح کر لے وہ اس نے ان کے سامنے پیش کی کہا کہ اسوقت تو میں ایک گراں بہا تحفہ انھیں بھیجتی ہوں اور اس کے بعد دیکھتی ہوں کہ میرے قاصدوں سے وہ کیا فرماتے ہیں؟ بہت ممکن ہے کہ وہ اسے قبول فرما لیں اور ہم آئندہ بھی انھیں یہ رقم بطور جزیے کے بھیجتے رہیں اور انہیں ہم پر چڑھائی کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ اسلام کی قبولیت میں آتی طرح اس ہدیے کے بھیجنے میں اس نے نہایت دانائی سے کام لیا۔ وہ جانتی تھی کہ روپیہ پیسہ وہ چیز ہے کہ فولاد کو بھی نرم کر دیتا ہے۔ نیز اسے یہ بھی آزمانا تھا کہ دیکھیں وہ ہمارے اس مال کو بھی قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر قبول کر لیا تو سمجھ لو کہ وہ ایک بادشاہ ہیں پھر ان سے مقابلہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر واپس کر دیا تو نبوت میں شک نہیں پھر مقابلہ سراسر بے سود بلکہ مضر ہے۔

* * *

فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ ۚ

سو جب وہ فرستادہ سلیمان کے پاس پہنچا اور تحفہ پیش کیے تو سلیمان نے فرمایا کیا تم لوگ (یعنی بلقیس وغیرہ) مال سے میری امداد کرتے ہو سو دیکھ رکھو کہ اللہ نے جو کچھ مجھ کو دے رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دے

بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِیَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ (۵) اِرْجِعْ اِلَیْهِمْ فَلَنَاْتِیَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ

رکھا ہے ہاں تم ہی اپنے اس ہدیہ پر اتراتے ہوگے (سو یہ تحفہ ہم نہ لیں گے) تم (ان کو لیکر) ان لوگوں کے پاس لوٹ جاؤ سو ہم ان پر ایسی فوجیں بھیجتے ہیں کہ لوگوں سے ان کا ذرا

بِهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ (۶)

مقابلہ نہ ہو سکیگا ہم ان کو وہاں سے ذلیل کرکے نکال دینگے اور وہ (ہمیشہ کے لئے) ماتحت ہو جائیں گے۔

یہ حربہ بیکار

بلقیس نے بہت ہی گراں قدر تحفہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیجا سونا موتی جواہر وغیرہ۔ سونے کی کثیر مقدار اینٹیں۔ سونے کے برتن وغیرہ بعض کہتے ہیں کچھ بچے عورتوں کے لباس میں اور کچھ عورتیں لڑکوں کے لباس میں بھیجیں اور کہا کہ اگر انھیں وہ پہچان لے تو اسے نبی مان لینا چاہیئے۔ جب یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچے تو آپ نے سبکو وضو کرنے کا حکم دیا لڑکیوں نے تو برتن سے پانی بہا کر اپنے ہاتھ دھوئے اور لڑکوں نے برتن میں ہی ہاتھ ڈال کر پانی لیا اس سے آپ نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ پہچان کر الگ الگ کر دیا کہ یہ لڑکیاں ہیں اور یہ لڑکے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس طرح پہچانا کہ لڑکیوں نے تو پہلے اپنے ہاتھ کے اندرونی حصہ کو دھویا اور لڑکوں نے ظاہری حصہ کو پہلے دھویا یہ بھی منقول ہے کہ ان میں سے ایک جماعت نے تو کہنی سے ہاتھ دھونا شروع کیا اور انگلیوں تک دھویا اور ایک جماعت نے اس کے برخلاف ہاتھ کی انگلیوں سے شروع کرکے کہنی تک لے گئے۔ ان میں سے کسی میں منافات نہیں۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی مذکور ہے کہ بلقیس نے ایک برتن بھیجا تھا کہ اسے ایسے پانی سے پر کر دو جو نہ زمین کا ہو نہ آسمان کا تو آپ نے گھوڑے دوڑائے اور ان کے پسینوں سے وہ برتن بھر دیا۔ اس نے کچھ خر مہرے اور ایک لڑی بھیجی تھی آپ نے انھیں لڑی میں پرو دیا۔ یہ سب اقوال عموماً بنی اسرائیل کی روایتوں سے لئے جاتے ہیں اب خدا ہی کو علم ہے کہ ان میں کونسا ہوا یا کچھ بھی نہیں ہوا؟ البتہ بظاہر تو الفاظ قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس ملکہ کے تحفے کی طرف مطلقاً التفات ہی نہیں کیا۔ اور اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ کیا تم مجھے مالی رشوت دیکر شرک پر باقی رکھنا چاہتے ہو؟ یہ محض ناممکن ہے مجھے رب نے بہت کچھ دے رکھا ہے ملک مال لاؤ لشکر سب میرے پاس موجود ہے۔ تم سے ہر طرح بہتر حالت میں ہوں فالحمد للہ۔ تم ہی اپنے اس ہدیئے سے خوش رہو یہ کام تم ہی کو سونپا کہ مال سے راضی ہو جاؤ اور تحفہ تمہیں جھکا دے یہاں تو دو ہی چیزیں ہیں یا شرک چھوڑ دو یا تلوار روکو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے قاصد پہنچیں اس سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم دیا اور انہوں نے ایک ہزار محل تیار کرا دیئے جس وقت قاصد پائے تخت میں پہنچے ان محلات کو دیکھ کر ہوش جاتے رہے اور کہنے لگے یہ بادشاہ تو ہمارے اس تحفے کو اپنی حقارت سمجھیگا یہاں تو سونا مٹی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوا کہ بادشاہوں کو یہ جائز ہے کہ غیر ملکی لوگوں کے لئے کچھ تکلفات کریں اور قاصدوں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کریں پھر آپ نے قاصدوں سے فرمایا کہ یہ ہدیئے انھیں کو واپس کرو اور ان سے کہدو کہ مقابلے کی تیاری کرلیں یاد رکھو میں وہ لشکر لے کر چڑھائی کروں گا کہ وہ سامنے آہی نہیں سکتے انھیں ہم سے جنگ کرنے کی طاقت ہی نہیں۔ ہم انہیں ان کی سلطنت سے بیک بینی و دو گوش ذلت و حقارت کے ساتھ نکال دیں گے ان کے تخت و تاج کو برباد کر دیں گے۔ جب قاصد اس تحفے کو واپس لیکر پہنچے اور شاہی پیغام بھی سنا دیا۔ بلقیس کو آپ کی نبوت کا یقین ہو گیا اور خود بھی اور تمام لشکر اور رعایا مسلمان ہو گئی اور اپنے لشکروں سمیت وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گئی جب آپ نے ان کا یہ قصد معلوم کیا تو بہت خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

ف بعض نسخوں میں تحائف کے سلسلہ میں یہ بات کہ بلقیس نے لڑکے اور لڑکیاں بھیجی تھیں اور سلیمان علیہ السلام نے ان کو اس طرح جدا جدا کیا محققین کے یہاں بے سند اقوال ہیں غلط اور بے بنیاد ہیں۔

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ

سلیمان (کو وحی سے یا) اور کسی طریقہ سے (بلقیس) کے اسکا چلنا معلوم ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ اے اہل دربار تم میں کوئی ایسا ہے جو اس (بلقیس) کا تخت قبل اسکے کہ وہ لوگ میرے پاس مطیع ہو کر آئیں حاضر کر دے

عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ

ایک قوی ہیکل جن نے جواب میں عرض کیا کہ میں اسکو آپ کی خدمت میں حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ آپ اپنے اجلاس سے اٹھیں اور گو وہ بہت بھاری ہے مگر میں اس (کے لانے)

عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ

پر طاقت رکھتا ہوں (اور گو وہ بڑا قیمتی مرصع جواہرات ہے مگر) امانتدار (بھی) ہوں جسکے پاس کتاب کا علم تھا (غرض) اس (علم والے) نے [illegible]

[illegible]

قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ

تیری آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر حاضر کر سکتا ہوں جب سلیمانؑ نے اس کو اپنے روبرو رکھا دیکھا تو (خوش ہو کر شکر کے طور پر) کہنے لگے کہ یہ بھی میرے

فَضْلِ رَبِّيْ ڭ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

پروردگار کا ایک فضل تاکہ وہ میری آزمائش کرے کہ میں شکر کرتا ہوں یا (خدانخواستہ) ناشکری کرتا ہوں اور (ظاہر ہے کہ) جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی نفع کے لئے

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

کرتا ہے (اللہ کا کوئی نفع نہیں) اور (اسی طرح) جو ناشکری کرتا ہے میرا رب غنی ہے کریم ہے۔

سلیمان علیہ السلام کی ایک اور تدبیر

جب قاصد واپس پہنچتا ہے اور بلقیس کو دوبارہ پیغام نبوت پہنچتا ہے تو وہ سمجھ لیتی ہے اور کہتی ہے واللہ یہ سچے پیغمبر ہیں اور پیغمبر کا مقابلہ کر کے کوئی پنپ نہیں سکتا۔ اسی وقت دوبارہ قاصد بھیجا کہ میں اپنی قوم کے سرداروں سمیت حاضر خدمت ہوتی ہوں تاکہ خود آپ سے ملکر معلومات دینی حاصل کروں اور آپ سے اپنی تشفی کر لوں یہ کہلوا کر یہاں اپنا نائب ایک کو بنایا۔ سلطنت کے انتظامات اس کے سپرد کئے اپنا لاجواب بیش قیمت جڑاؤ تخت جو سونے کا تھا سات محلوں میں مقفل کیا اور اپنے قائمقام کو اس کی حفاظت کی خاص تاکید کی اور بارہ ہزار سردار جن میں سے ہر ایک کی ماتحتی میں ہزاروں آدمی تھے اپنے ساتھ لئے اور ملک سلیمانؑ کی طرف چلدی۔ جنات قدم قدم اور دم دم کی خبریں آپ کو پہنچاتے رہتے تھے جب آپ کو معلوم ہوا کہ وہ قریب پہنچ چکی ہے تو آپ نے اپنے ایک دربار میں جس میں جن وانس سب موجود تھے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس کے تخت کو اس کے پہنچنے سے پہلے یہاں پہنچا دے؟ کیونکہ جب وہ یہاں آ جائے گی اور اسلام میں داخل ہو جائے گی پھر اس کا مال ہم پر حرام ہو جائے گا (یہ قول قتادہؒ کا ہے بہت ممکن ہے اس کی اصل بھی کوئی بنی اسرائیلی روایت ہو) یہ سن کر ایک طاقتور سرکش جن جس کا نام کوزن تھا اور جو ایک بڑے پہاڑ کے مانند تھا بول پڑا کہ اگر آپ مجھے حکم دیں تو آپ دربار برخاست کریں اس سے پہلے میں لا دیتا ہوں۔ آپ لوگوں کے فیصلے کرنے اور جھگڑے چکانے اور انصاف دینے کو صبح سے دوپہر تک دربار عام میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ اس نے کہا میں اس تخت کے اٹھا لانے کی طاقت رکھتا ہوں اور ہوں بھی امانت دار اس میں سے کوئی چیز چراؤں گا نہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں چاہتا ہوں اس سے بھی پہلے میرے پاس وہ پہنچ جائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اللہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی اس تخت کے منگوانے سے غرض یہ تھی کہ اپنے ایک زبردست معجزے کا اور پوری طاقت کا ثبوت بلقیس کو دکھائیں کہ اس کا تخت جسے اس نے سات مقفل مکانوں میں رکھا تھا وہ اس کے آنے سے پہلے دربار سلیمانی میں موجود ہے۔ (وہ غرض نہ تھی جو اوپر بروایت قتادہ بیان ہوئی) حضرت سلیمان کے اس جلدی کے تقاضے کو سن کر جس کے پاس کتابی علم تھا وہ بولا۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ یہ آصف تھے جو حضرت

سلیمان علیہ السلام کے کاتب تھے؏ ان کے باپ کا نام برخیا تھا یہ ولی اللہ تھے اسم اعظم جانتے تھے پکے مسلمان تھے بنی اسرائیل میں سے تھے مجاہد کہتے ہیں ان کا نام اسطوم تھا۔ یہ بھی مروی ہے ان کا نام لقب ذوالنور تھا۔ عبداللہ بن لہیعہ کا قول ہے کہ یہ خضر تھے لیکن یہ قول بہت ہی غریب ہے انہوں نے کہا کہ آپ اپنی نگاہ دوڑایئے جہاں تک پہنچے نظر کیجئے ابھی آپ دیکھ ہی رہے ہوں گے کہ میں اسے لادوں گا۔ پس حضرت سلیمانؑ نے یمن کی طرف جہاں اس کا تخت تھا نظر کی اُدھر یہ کھڑے ہو کر وضو کر کے دعا میں مشغول ہوئے اور کہا: یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یا فرمایا۔ یَا اِلٰهَنَا وَاِلٰهَ كُلِّ شَيْءٍ اِلٰهًا وَّاحِدًا لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ائْتِنِيْ بِعَرْشِهَا۔؏ اسی وقت تخت بلقیس سامنے آگیا۔ ابھی ذرا سی دیر میں یمن سے بیت المقدس میں وہ تخت پہنچ گیا اور لشکر سلیمان کے دیکھتے ہوئے زمین میں سے نکل آیا جب سلیمان علیہ السلام نے اسے اپنے سامنے موجود دیکھ لیا تو فرمایا یہ صرف میرے رب کا فضل ہے کہ وہ مجھے آزمالے کہ میں شکر گذاری کرتا ہوں یا ناشکری؟ جو شکر کرے وہ اپنا ہی نفع کرتا ہے اور جو ناشکری کرے وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے، خدائے تعالیٰ بندوں کی بندگی سے بے نیاز ہے اور خود بندوں سے بھی اس کی عظمت کسی کی محتاج نہیں جیسے فرمان ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ الخ جو نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے لئے اور جو برائی کرتا ہے وہ اپنے لئے اور جگہ ہے۔ جو نیکی کرتے ہیں وہ اپنے لئے ہی اچھائی جمع کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا تم اور روئے زمین کے سب انسان بھی اگر اللہ کے کفر کرنے لگو تو اللہ کا کچھ نہیں بگاڑو گے وہ غنی ہے اور حمید ہے صحیح مسلم شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندو اگر تمہارے سب اگلے پچھلے انسان جنات بہتر سے بہتر اور نیک بخت سے نیک بخت ہو جائیں تو میرا ملک بڑھ نہیں جائے گا اور اگر سب کے سب بدبخت اور برے بن جائیں تو میرا ملک گھٹ نہیں جائے گا یہ تو صرف تمہارے اعمال ہیں جو جمع ہوں گے اور تم کو ہی ملیں گے جو بھلائی دیکھے تو اللہ کا شکر کرے اور جو برائی دیکھے تو صرف اپنے نفس کو ہی ملامت کرے۔

قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِيْٓ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِيْنَ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۴۱﴾

اسکے بعد سلیمان نے بلقیس کی عقل آزمانے کیلئے حکم دیا کہ اسکے لئے اسکے تخت کی صورت بدل دو ہم دیکھیں اسکو اسکا پتہ لگتا ہے یا اسکا ان میں شمار ہے جنکو ایسی باتوں کا پتہ نہیں لگتا (سلیمان نے

فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ۭ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا

یہ سب سامان کر رکھا پھر بلقیس پہنچی) سو جب بلقیس آئی تو اس سے (تخت دکھا کر) کہا گیا کہ کیا تمہارا تخت ایسا ہی ہے؟ وہ کہنے لگی کہ ہاں ہے تو ایسا ہی اور (سلیمان نے) یہ بھی کہا کہ ہم لوگوں کو تو اس واقعہ سے پہلے ہی

وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ ﴿۴۲﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهَا كَانَتْ مِنْ

آپکی نبوت کی تحقیق ہو چکی ہے اور ہم اسی وقت سے دل سے مطیع ہو چکے ہیں (اور اسکو ایمان لانے سے) غیر اللہ کی عبادت نے جسکی اسکو عادت تھی روک رکھا تھا اور وہ عادت اسلئے پڑ گئی تھی کہ وہ کافر قوم میں کی تھی

قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ﴿۴۳﴾ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ

کہ اس محل میں داخل ہو (وہ چلی راہ میں حوض آیا) تو جب اسکا صحن دیکھا تو اس کو پانی سے بھرا ہوا سمجھا اور (دامن) اوپر کھینچنے کے لیئے

عَنْ سَاقَيْهَا ۭ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ڛ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ

اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں (اس وقت سلیمان نے فرمایا کہ یہ تو ایک محل ہے جو شیشوں سے بنایا گیا ہے (اسوقت) بلقیس کہنے لگی کہ

؏ بعض محققین کا خیال ہے کہ تخت بلقیس کو خود کسی واسطہ کے بغیر حضرت سلیمان نے اپنی خاص نبوت کی طاقت اور معجزہ کے طور پر حاضر کیا تھا اور دربار کے حاضرین سے پہلے یہ دریافت کرنا کہ تم میں سے اس کو کون لائے گا؟ اور پھر ایک جن کے جواب پر آنکھ جھپکتے ہی خود حاضر کر دینا اس لئے تھا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ نبی کے معجزے، عام انسانوں کی ہر قسم کی طاقت سے بہر حال بلند و بالا ہوتے ہیں ؏ روایت کہ یہ اجزا کہ یہ دعا پڑھی تھی کسی صحیح قول سے ثابت نہیں یک دور تھا اسطرح کی باتیں پسندیدہ تھیں۔ اور اب ان دور از کار باتوں کی نہ اہمیت رہی نہ ان کو پسند کیا جاتا ہے۔

نَفْسِيْ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۴﴾

میرے پروردگار میں (اب تک) اپنے نفس پر ظلم کرتی تھی کہ شرک میں مبتلا تھی اور میں اب سلیمان کے ساتھ (یعنی انکی طرح تقریباً) ہو کر رب العلمین پر ایمان لائی۔

بلقیس کی حیرانی

اس تخت کے آ جانے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس میں قدرے تغیر و تبدیل کر ڈالو پس کچھ ہیرے جواہر بدل دیئے گئے۔ رنگ روغن میں تبدیلی کر دی گئی نیچے اوپر سے بھی کچھ بدل دیا گیا کچھ کمی زیادتی بھی کر دی گئی تاکہ بلقیس کی آزمائش کریں کہ وہ اپنے تخت کو پہچان لیتی ہے یا نہیں پہچان سکتی؟ جب وہ پہنچی تو اس سے کہا گیا کہ کیا تیرا تخت یہی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہو بہو اسی جیسا ہے۔ اس جواب سے اس کی دوربینی عقلمندی زیرکی دانائی ظاہر ہے کہ دونوں پہلو سامنے رکھے دیکھا کہ تخت بالکل میرے تخت جیسا ہے اور بظاہر اس کا یہاں پہنچنا ناممکن ہے تو ایسی احتیاط کی بات کہی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اس سے پہلے ہی ہمیں علم دیا گیا تھا اور ہم مسلمان تھے۔ بلقیس کو خدا کے سوا اوروں کی عبادت نے اور اس کے کفر نے توحید خدا سے روک دیا تھا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو غیر اللہ کی عبادت سے روک دیا اس سے پہلے کافروں میں سے تھی۔ لیکن پہلے قول کی تائید اس سے بھی ہو سکتی ہے کہ ملکہ نے قبول اسلام کا اعلان محل میں داخل ہونے کے بعد کیا ہے جیسے عنقریب بیان ہوگا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کے ہاتھوں ایک محل بنوایا تھا جو صرف شیشے اور کانچ کا تھا اور اس کے نیچے پانی سے لبالب حوض تھا شیشہ بہت ہی صاف شفاف تھا۔ آنیوالا شیشے کا امتیاز نہیں کر سکتا تھا بلکہ اسے یہی معلوم ہوتا تھا کہ پانی ہی پانی ہے۔ حالانکہ اس کے اوپر شیشے کا فرش تھا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اس صنعت سے غرض سلیمان علیہ السلام کی یہ تھی کہ آپ اس سے نکاح کرنا چاہتے تھے لیکن یہ سنا تھا کہ اس کی پنڈلیاں بہت خراب ہیں اور اس کے ٹخنے چوپایوں کے کھر جیسے ہیں اس کی تحقیق کے لئے آپ نے ایسا کیا تھا جب وہ یہاں آنے لگی تو پانی کے حوض کو دیکھ کر اپنے پائینچے اٹھائے آپ نے دیکھ لیا کہ جو بات مجھے پہنچائی گئی ہے غلط ہے۔ اس کی پنڈلیاں اور پیر بالکل انسانوں جیسے ہی ہیں۔ کوئی نئی یا بدصورتی نہیں ہاں چونکہ بے نکاحی تھی پنڈلیوں پر بال بڑے بڑے تھے۔ آپ نے استرے سے مونڈ ڈالنے کا مشورہ دیا لیکن اس نے کہا اس کی برداشت مجھ سے نہ ہو سکے گی۔ آپ نے جنوں سے کہا کوئی اور چیز بناؤ جس سے یہ بال جاتے رہیں پس انہوں نے ہڑتال پیش کی یہ دوا سب سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہی تلاش کی گئی۔ محل میں بلانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے ملک سے اپنے دربار سے اپنی رونق سے اپنے ساز و سامان سے اپنے لطف و عیش سے اور خود اپنے سے بڑی ہستی دیکھ لے اور اپنا جاہ و حشم نظروں سے گر جائے جس کے ساتھ ہی تکبر و تجبر کا خاتمہ بھی یقینی تھا۔ جب یہ اندر آنے لگی اور حوض کے عین پہنچی تو اسے موجیں مارتا دریا سمجھ کر پائینچے اٹھا لئے۔ اسی وقت کہا گیا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی یہ تو شیشہ ہے۔ آپ اسی کے اوپر سے بغیر قدم تر کئے آ سکتی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچتے ہی اس کے کان میں سلیمان علیہ السلام صدائے توحید ڈالی اور سورج پرستی کی مذمت سنائی۔ اس محل کو دیکھتے ہی اس حقیقت پر نظر ڈالتے ہی دربار کے ٹھاٹھ دیکھتے ہی اتنا تو وہ سمجھ گئی کہ میرا ملک تو اس کے پاسنگ بھی نہیں نیچے پانی ہے اوپر شیشہ ہے بیچ میں تخت سلیمانی ہے اوپر سے پرندوں کا سایہ ہے جن و انس سب حاضر ہیں اور تابع فرمان جب اسے توحید کی دعوت دی گئی تو بے دینوں کی طرح اس نے بھی زندیقانہ جواب دیا جس سے خدا کی جناب میں گستاخی لازم آتی تھی اسے سنتے ہی سلیمان علیہ السلام خدا کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور آپ کے

ف۵ اور یہ بھی قطعاً غلط ہے افسوس ہے کہ ہمارے مفسرین اس کا خیال نہیں کرتے کہ انبیاء علیہم السلام اس طرح کی روایات سے بدنام ہوتے ہیں اور سلیمان علیہ السلام بھی کیا کوئی دنیا کے ایک جابر و قاہر بادشاہ تھے کہ بلقیس کو جبراً بٹھا کر اپنے ملک میں بلائیں اور پھر ایک ہوسناک بادشاہ کی طرح اس سے شادی رچائیں۔ معاذ اللہ وہ خدا کا مقدس نبی اس سے بری تھا، ان کا بلقیس کو بلانا، اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا، سب خدا کے لئے تھا اپنے نفس کے لئے کچھ بھی نہیں۔

دیکھکر آپ کا سارا لشکر بھی۔ اب تو وہ بہت ہی نادم ہوئی اُدھر سے حضرت ؑ نے ڈانٹا کہ کیا کہدیا؟ اس نے کہا مجھ سے غلطی ہوئی اور اسی وقت رب کی طرف جھک گئی اور کہنے لگی خدایا میں نے اپنے اوپر ظلم کیا اب میں حضرت سلیمان ؑ کے ساتھ اللہ رب العالمین پر ایمان لے آئی چنانچہ سچے دل سے مسلمان ہو گئی۔ ابن ابی شیبہ میں یہاں پر ایک غریب اثر ابن عباس ؓ کے واسطے سے ذکر کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام جب تخت پر متمکن ہوتے تو آپ کے پاس کی کرسیوں پر انسان بیٹھتے پھر ان کے پاس والی کرسیوں پر جن بیٹھتے پھر ان کے بعد شیاطین بیٹھتے پھر ہوا اس تخت کو لے اڑتی اور معلق ٹھہرا دیتی پھر پرند آکر اپنے پروں سے سایہ کر لیتے پھر آپ ہوا کو حکم دیتے اور وہ پرواز کر کے صبح صبح مہینے بھر کے فاصلے پر پہنچا دیتی اس طرح شام کو مہینے بھر کی دوری طے ہوتی ایک مرتبہ اسی طرح آپ جا رہے تھے پرندوں کی دیکھ بھال جو کی تو ہدہد کو غائب پایا بڑے ناراض ہوئے اور فرمایا کیا وہ جمگھٹے میں مجھے نظر نہیں پڑتا یا غیر حاضر ہے؟ اگر واقعی وہ غیر حاضر ہے تو میں اسے سخت سزا دوں گا بلکہ ذبح کر دوں گا۔ یا یہ کہ وہ غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بیان کر دے ایسے موقعوں پر پرندوں کے پر نچوا کر آپ زمین پر ڈلوا دیتے تھے کیڑے مکوڑے کھا جاتے تھے۔ اس کے بعد تھوڑی ہی دیر میں خود حاضر ہوتا ہے اپنا سب جانا اور وہاں کی خبر لانا بیان کرتا ہے حضرت سلیمان اس کی صداقت کی آزمائش کے لئے اسے ملکہ سبا کے نام ایک چٹھی دیکر دوبارہ بھیجتے ہیں جس میں ملکہ کو ہدایت ہوتی ہے کہ میری نافرمانی نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آجاؤ اس خط کو دیکھتے ہی ملکہ کے دل میں اس خط کی اور اس کے لکھنے والے کی عزت سما جاتی ہے وہ اپنے درباریوں سے مشورہ کرتی ہے وہ اپنی قوت طاقت فوج وغیرہ بیان کر کے کہدیتے ہیں کہ ہم تیار ہیں صرف اشارے کی دیر ہے لیکن یہ بُرے وقت کو اور اپنی شکست کے انجام کو خیال کر کے اس ارادے سے باز رہتی ہے اور دوستی کا سلسلہ اس طرح شروع کرتی ہے کہ تحفے اور ہدیے حضرت سلیمان ؑ کے پاس بھیجتی ہے جسے سلیمان علیہ السلام واپس کر دیتے ہیں اور چڑھائی کی دھمکی دیتے ہیں اب یہ اپنے ہاں سے چلتی ہے جب قریب پہنچ جاتی ہے اور اس کے لشکر کی گرد سلیمان ؑ دیکھ لیتے ہیں تب فرماتے ہیں کہ اس کا تخت اٹھوا لاؤ ایک جن کہتا ہے بہتر ہے میں ابھی لاتا ہوں آپ یہاں سے اُٹھیں اس سے پہلے ہی پہلے اسے دیکھ لیجئے آپ نے فرمایا اس سے جلد ممکن ہے؟ اس پر یہ تو خاموش ہو گیا لیکن خدا کے علم والے نے کہا ابھی ایک آنکھ جھپکتے ہی اتنے میں دیکھا کہ جس کرسی پر پاؤں رکھکر حضرت سلیمان تخت شاہی پر چڑھتے تھے اسے کے نیچے سے بلقیس کا تخت نمایاں ہوا۔ آپ نے شکر خدا ادا کیا لوگوں کو نصیحت کی اور اس میں کچھ رد و بدل کرنے کا حکم دیا اس کے آتے ہی اس سے اس تخت کی بابت پوچھا تو اس نے کہا گویا وہی ہے۔ اس نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دو چیزیں طلب کیں ایک تو ایسا پانی جو نہ زمین سے نکلا ہو نہ آسمان سے برسا ہو۔ آپ کی عادت تھی کہ جب کچھ پوچھنے کی ضرورت پڑتی اول انسانوں سے دریافت فرماتے پھر جنوں سے پھر شیطان سے اس سوال کے جواب میں شیطانوں نے کہا کہ یہ کوئی مشکل چیز نہیں گھوڑے دوڑائیے اور ان کے پسینے سے اس کا پیالہ بھر دیجئے اس سوال کے پورا ہونے کے بعد اس نے دوسرا سوال کیا کہ خدا تعالیٰ کا رنگ کیسا ہے؟ اسے سن کر آپ اچھل پڑے اور اسی وقت سجدے میں گر پڑے اور خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ باری تعالیٰ اس نے ایسا سوال کیا کہ میں تو اسے تجھ سے دریافت بھی نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا کہ بے فکر ہو جاؤ ہم نے کفایت کر دی آپ سجدے سے اٹھے اور فرمایا تو نے کیا پوچھا تھا اس نے کہا پانی کے بارے میں میرا سوال تھا جو آپ نے پورا کیا اور تو میں نے کچھ نہیں پوچھا یہ خود اور اس کے سارے لشکری اور دوسرے سوال کو ہی بھول گئے تو آپ نے لشکریوں سے بھی پوچھا کہ اس نے دوسرا سوال کیا کیا تھا؟ تو سب نے یہی جواب دیا کہ بجز پانی کے اس نے اور کوئی دوسرا سوال نہیں کیا۔ شیطانوں کے دل میں خیال آیا کہ اگر سلیمان ؑ نے اسے پسند کر لیا اور اسے اپنے نکاح میں لے لیا اور اولاد بھی ہو گئی تو یہ ہم سے ہمیشہ کے لئے گئے اس لئے انہوں نے حوض بنایا پانی سے پُر کیا۔ اور اوپر سے بلور کا فرش بنا دیا اس صفت سے کہ دیکھنے والے کو وہ معلوم ہی نہ دے وہ تو پانی ہی سمجھے جب بلقیس دربار میں آئی اور وہاں سے گزرنا چاہا تو پانی جانکر اپنے پائنچے اٹھا لئے حضرت سلیمان ؑ نے پنڈلیوں کے بال دیکھ کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ اسے زائل کرنے کی کوشش کرو تو کہا گیا کہ استرے سے مونڈ سکتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا نشان مجھے ناپسند ہے اور کوئی ترکیب بتاؤ پس شیاطین نے طلا بنا دیا

جس کے لگاتے ہی بال اُڑ گئے۔ پس اول اول بال صفا طلا حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہی تیار ہوا ہے۔ امام ابن ابی شیبہ نے اس قصہ کو نقل کر کے لکھا ہے یہ کتنا اچھا قصہ ہے لیکن میں کہتا ہوں بالکل منکر اور سخت غریب ہے۔ یہ عطا بن سائب کا وہم ہے جو اس نے ابن عباسؓ کے نام سے بیان کر دیا ہے۔ اور زیادہ قرین قیاس امر یہ ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے دفاتر سے لیا گیا ہے جو مسلمانوں میں کعب اور وہب نے رائج کر دیا تھا۔ اللہ ان سے درگذر فرمائے۔ پس ان قصوں کا کوئی اعتماد نہیں بنو اسرائیل تو جدت طراز تھے بدل لینا گھڑ لینا کمی زیادتی کر لینا ان کی عادت میں داخل تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ ہمیں اس نے ان کا محتاج نہیں رکھا ہمیں وہ کتاب دی اور اپنے نبی کی زبانی وہ باتیں پہنچائیں جو نفع میں وضاحت میں بیان میں ان کی باتوں سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہیں ساتھ ہی بہت مفید اور نہایت احتیاط والی۔ فالحمد للہ۔ صرح کہتے ہیں محل کو اور ہر بلند اونچی عمارت کو۔ چنانچہ فرعون ملعون نے بھی اپنے وزیر ہامان سے یہی کہا تھا۔ یٰہَامٰنُ ابْنِ لِیْ صَرْحًا۔ یمن کے ایک خاص ممتاز اور بلند محل کا نام بھی صرح تھا۔ اس سے مراد یہ وہ بنا ہے جو محکم مضبوط استوار اور قوی ہو۔ یہ بنا بلور اور صاف شفاف شیشے سے بنائی گئی تھی صندل میں ایک قلعہ ہے اسکا نام بھی مارد ہے۔ مقصد صرف اتنا ہے کہ جب اس ملکہ نے حضرت سلیمانؑ کی یہ رفعت یہ عظمت یہ شوکت یہ سلطنت دیکھی اور اس میں غور و فکر کے ساتھ ہی حضرت سلیمانؑ کی سیرت ان کی نیکی اور اُن کی دعوت سُنی تو یقین آگیا کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں اسی وقت مسلمان ہو گئی اپنے اگلے شرک و کفر سے توبہ کر لی اور دین سلیمان کی مطیع بن گئی اللہ کی عبادت کرنے لگی جو خالق مالک متصرف اور مختار کل ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ

اور ہم نے (قوم) ثمود کے پاس ان کے (برادری کے) بھائی صالح کو پیغمبر بنا کر بھیجا یہ (پیغام دیکر) کہ تم اللہ کی عبادت کرو سو اچانک ان میں دو فریق ہو گئے جو (دین کے

یَخْتَصِمُوْنَ ① قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

بارے میں) باہم جھگڑنے لگے صالح نے فرمایا کہ اے بھائیو تم نیک کام (یعنی توبہ و ایمان) سے پہلے عذاب کو کیوں جلدی مانگتے ہو تم لوگ

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ② قَالُوا اطَّیَّرْنَا بِکَ

اللہ کے سامنے (کفر سے) معافی کیوں نہیں چاہتے جس سے توقع ہو کر تم پر رحم کیا جاوے (یعنی عذاب سے محفوظ رہو) وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو اور تمہارے

وَبِمَنْ مَّعَکَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ③

ساتھ والوں کو منحوس سمجھتے ہیں صالحؑ نے (جواب میں) فرمایا کہ تمہاری (اس) نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو کہ اس کفر کی بدولت عذاب میں مبتلا ہو گے

قوم ثمود اور صالح علیہ السلام

حضرت صالح جب اپنی قوم ثمود کے پاس آئے اور خدا کی رسالت ادا کرتے ہوئے انہیں توحید کی دعوت دی تو ان میں دو فریق بن گئے ایک جماعت مومنوں کی دوسرا گروہ کافروں کا۔ یہ آپس میں گتھ گئے۔ جیسے اور جگہ ہے کہ متکبروں نے عاجزوں سے کہا کہ کیا تم صالحؑ کو رسول خدا مانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم کھلم کھلا ایمان لا چکے ہیں۔ انہوں نے کہا بس تو ہم ایسے ہی کٹر کافر ہیں۔ آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بجائے رحمت طلب کرنے کے اور عذاب مانگ رہے ہو؟ تم استغفار کرو تاکہ نزول رحمت ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارا تو یقین ہے کہ ہماری تمام مصیبتوں کا باعث تو ہے اور تیرے یہ ماننے والے۔ یہی فرعونیوں نے کلیم اللہؑ کہا تھا کہ جو بھلائیاں ہمیں ملتی ہیں ان کے لائق تو ہم تھے ہی لیکن جو برائیاں پہنچتی ہیں وہ سب تیری اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہیں۔ اور آیت میں ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ الخ یعنی اگر انہیں کوئی بھلائی مل جاتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچ جاتی ہے تو کہتے ہیں یہ تیری جانب سے ہے تو کہدے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے یعنی اللہ کی قضا و قدر سے ہے۔ سورہ یٰسین میں

بھی کفار کا اپنے نبیوں کو یہی کہنا موجود ہے قَالُوٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ط ہم تو آپ سے بدشگونی لیتے ہیں اگر تم لوگ باز نہ رہے تو ہم تو تمہیں سنگسار کر دیں گے اور سخت سزا دیں گے۔ نبیوں نے جواب دیا کہ تمہاری بدشگونی تو ہر وقت تمہارے وجود میں موجود ہے۔ یہاں ہے کہ حضرت صالح نے جواب دیا کہ تمہاری بدشگونی تو اللہ کے پاس ہے یعنی وہی تمہیں اس کا بدلہ دے گا۔ بلکہ تم تو فتنے میں ڈالے ہوئے لوگ ہو تمہیں آزمایا جا رہا ہے طاعت سے بھی اور معصیت سے بھی اور باوجود تمہاری معصیت کے تمہیں ڈھیل دی جا رہی ہے یہ خدا کی طرف سے مہلت ہے اس کے بعد پکڑ ہے۔

وَكَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ ④

اور (کفر کے سرغنہ) اس بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں (یعنی بستی سے باہر تک بھی) فساد کیا کرتے تھے اور (ذرا) اصلاح نہ کرتے تھے۔

قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَيِّتَنَّهٗ وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِيِّهٖ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهٖ

انہوں نے کہا کہ آپس میں سب (اس پر) اللہ کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین (یعنی ایمان والوں کو) جا ماریں گے پھر بروقت تحقیق ہم ان کے وارث سے کہہ دیں گے

وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ⑤ وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑥

کہ ہم ان کے متعلقین کے (اور خود ان کے) مارے جانے میں موجود (بھی) نہ تھے اور ہم بالکل سچے ہیں۔ اور (یہ مشورہ کر کے) انہوں نے ایک خفیہ تدبیر کی اور ایک خفیہ تدبیر ہم نے کی (اس تدبیر کی) ان کو خبر بھی نہ ہوئی

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ⑦ فَتِلْكَ

سو دیکھئے ان کی شرارت کا کیا انجام ہوا۔ کہ ہم نے ان کو (طریق مذکور) اور (پھر) ان کی قوم کو سب کو (آسمانی عذاب سے) غارت کر دیا سو یہ ان کے

بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ⑧ وَاَنْجَيْنَا

گھر ہیں جو ویران پڑے ہیں ان کے کفر کے سبب سے بلاشبہ اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے دانشمندوں کے لئے اور ہم نے ایمان

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ⑨

اور تقویٰ والوں کو نجات دی۔

معاند لوگوں کی جماعت انکی شرارت اور خدائے قہار کا عبرتناک عذاب

ثمودیوں کے شہر میں نو فسادی شخص تھے جن کی طبیعت میں خیر تھی ہی نہیں یہی ان کے رؤسا اور سردار تھے انہی کے مشورہ اور حکم سے اونٹنی کو مار ڈالا گیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں رعی رعیم هرم هريم داب صواب مسطع قدار بن سالف یہی آخری شخص وہ ہے جس نے اپنے ہاتھ سے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں جس کا بیان آیت فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ اور آیت اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰهَا میں ہے۔ یہی وہ لوگ تھے جو درہم کے سکے کو تھوڑا سا کتر لیتے تھے اور اسے چلاتے تھے سکے کو کاٹنا بھی ایک طرح کا فساد ہے چنانچہ ابوداؤد وغیرہ میں حدیث ہے جس میں بلا ضرورت سکے کو جو مسلمانوں میں رائج ہو کاٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے الغرض ان کا یہ فساد بھی تھا اور دیگر فساد بھی بہت سارے تھے۔ اس ناپاک گروہ نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ آج رات کو صالح اور اس کے گھرانے کو قتل کر ڈالو اس پر سب نے حلف اٹھائے اور مضبوط عہد و پیمان کئے۔ لیکن یہ لوگ حضرت صالح تک پہنچیں اس سے پہلے عذاب خدا ان تک پہنچ گیا اور ان کا ستیاناس کر دیا۔ اوپر سے ایک چٹان لڑھکتی ہوئی آئی اور ان سب سرداروں کے سر پھوٹ گئے سارے کے سارے ہی ایک ساتھ مر گئے۔ ان کے حوصلے بہت بڑھ گئے تھے خصوصاً جب انہوں نے حضرت صالح والی اونٹنی کو قتل کیا اور دیکھا کہ کوئی عذاب نہیں آیا تو اب نبی علیہ السلام کے قتل پر آمادہ ہوئے مشورے کئے کہ چپ چاپ اچانک اسے اور اس کے

بال بچوں کو ہلاک کردو اور اس کے ولی وارثوں اور قوم سے کہدو کہ ہمیں کیا خبر؟ اگر صالح نبی ہے پھر تو وہ ہمارے ہاتھ لگنے کا نہیں ورنہ اسے بھی اس کی اونٹنی کے ساتھ سُلا دو۔ اس ارادے سے چلے راہ میں ہی تھے جو فرشتے نے پتھر سے ان سب کے دماغ پاش پاش کر دیئے انکے مشوروں میں جو جماعت شریک تھی انہوں نے جب دیکھا کہ انہیں گئے ہوئے عرصہ ہوا اور واپس نہیں لوٹے تو یہ خبر لینے چلے دیکھا کہ سب کے سر پھٹے ہوئے ہیں بھیجے نکلے پڑے ہیں اور سب مردہ ہیں انہوں نے حضرت صالحؑ پر ان کے قتل کی تہمت رکھی اور انہیں مار ڈالنے کے لئے چڑھے لیکن ان کی قوم ہتھیار لگا کر آ گئی اور کہنے لگی دیکھو اس نے تم سے کہا ہے کہ تین دن میں عذاب خدا تم پر آئے گا اب تین دن گذر جانے دو اگر یہ سچا ہے تو اس کے قتل سے خدا کو اور ناراض کرو گے اور زیادہ سخت عذاب آئیں گے اور اگر یہ جھوٹا ہے تو پھر تمہارے ہاتھ سے بچ کے کہاں جائے گا؟ چنانچہ وہ لوگ چلے گئے۔ فی الواقع ان سے نبی خدا حضرت صالح علیہ السلام نے صاف فرما دیا تھا کہ تم نے خدا کی اونٹنی کو قتل کیا ہے، تو تم تین دن تک تو مزے اڑا لو پھر خدا کا سچا وعدہ ہو کر رہے گا۔ یہ لوگ حضرت صالحؑ کی زبانی یہ سن کر کہنے لگے یہ تو اتنی مدت کہہ رہا ہے آؤ ہم آج ہی اس سے فارغ ہو جائیں جس پتھر سے اونٹنی نکلی تھی اسی پہاڑی پر حضرت صالح علیہ السلام کی ایک مسجد تھی جہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے انہوں نے مشورہ کیا کہ جب وہ نماز کو آئے اسی وقت راہ میں ہی اس کا کام تمام کر دو۔ جب پہاڑی پر چڑھنے لگے تو دیکھا کہ اوپر سے ایک چٹان لڑھکتی ہوئی آ رہی ہے اس سے بچنے کے لئے ایک غار میں گھس گئے چٹان آ کر غار کے منہ پر اس طرح بھر گئی کہ منہ بالکل بند ہو گیا سب کے سب ہلاک ہو گئے اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا کہ کہاں گئے؟ انہیں یہاں یہ عذاب آیا وہیں ہلاک کر دیئے گئے نہ ان کی خبر انہیں ہوئی اور نہ ان کی انہیں۔ حضرت صالحؑ اور با ایمان لوگوں میں سے کسی کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکے اور خود خدا کے عذاب میں جانیں کھو دیں۔ انہوں نے مکر کیا ہم نے ان کی چال بازی کا مزہ انہیں چکھا دیا اور انہیں اس کا پہلے مطلق علم نہ ہو سکا۔ انجام کار ان کی فریب بازیوں کا یہ ہوا کہ سب کے سب تباہ و برباد ہو گئے۔ یہ ان کی بستیاں جو اجاڑ پڑی ہیں ان کے ظلم کی وجہ سے یہ ہلاک ہو گئے۔ ان کے بارونق شہر تباہ کر دیئے گئے۔ ذی علم لوگ ان نشانوں سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم نے ایمان دار متقیوں کو بال بال بچا لیا

وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ وَأَنتُمْ تُبْصِرُونَ ⑩ أَئِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ

اور ہم نے لوطؑ کو بھیجا تھا جبکہ انہوں نے اپنی قوم کو فرمایا کہ تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ سمجھ دار ہو کیا تم مردوں

الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّن دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ⑪ فَمَا كَانَ جَوَابَ

کے ساتھ شہوت رانی کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر (اور اس کی برائی میں کوئی شبہ نہیں) بلکہ (اس باب میں) تم (محض) جہالت کر رہے ہو سو اس قوم کا

قَوْمِهِ إِلَّا أَن قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِّن قَرْيَتِكُمْ ۖ إِنَّهُمْ أُنَاسٌ يَتَطَهَّرُونَ ⑫ فَأَنجَيْنَاهُ

(ان کی قوم کو کوئی (معقول) جواب نہ بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ لوط کے لوگوں کو تم اپنی بستی سے نکال دو (کیونکہ) یہ لوگ بڑے پاک صاف بنتے ہیں۔ سو ہم نے اس قوم

وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ⑬ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِم مَّطَرًا ۖ فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنذَرِينَ ○

پر عذاب نازل کیا اور) لوط کو اور انکے متعلقین کو بچا لیا بجز انکی بیوی کے کہ اسکو (بوجہ ایمان نہ لانے کے) ہم نے انہی لوگوں میں تجویز کر رکھا تھا جو عذاب میں رہ گئے تھے اور ہم نے ان پر ایک نئی طرح کا مینہ برسایا،

شناعت کار قوم

اللہ تعالیٰ اپنے بندے اور رسول حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ بیان فرما رہا ہے کہ آپ نے اپنی امت یعنی اپنی قوم کو ان کے اس نالائق فعل پر جس کا فاعل ان سے پہلے کوئی نہ ہوا تھا یعنی اغلام بازی پر ڈرایا۔ تمام قوم کی یہ حالت تھی کہ مرد مردوں سے اور عورتیں عورتوں[عہ] سے شہوت رانی کر لیا کرتی تھیں۔ ساتھ ہی اتنے بے حیا ہو گئے تھے کہ اس پاجی فعل کو پوشیدہ کرنا

[عہ] ظاہر ہے کہ جب خبیث مردوں نے عورتوں کی طرف التفات چھوڑ دیا تو عورتیں بھی اپنی خواہش پوری کرنے کیلئے غیر فطری طریقہ اختیار کرنے لگیں۔ آج کل بھی [illegible] اپنی بیویوں کے صحیح طور پر جنسی جذبات پورا نہیں کرتے اور بیویوں کو چھوڑ کر دوسروں سے زنا (بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۰ پر ملاحظہ ہو)

بھی کچھ اتنا ضروری نہیں جانتے تھے۔ اپنے مجمعوں میں واہی فعل کرتے تھے۔ عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ اپنی اس جہالت سے باز آؤ۔ تم تو ایسے گئے گذرے اور اتنے نادان ہو گئے کہ شرعی پاکیزگی کے ساتھ ہی تم سے طبعی طہارت بھی جاتی رہی۔ جیسے دوسری آیت میں ہے۔ اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ الخ کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو اور عورتوں کو جنہیں اللہ نے تمہارے جوڑے بنائے ہیں چھوڑتے ہو؟ بلکہ تم حد سے گذر جانے والے لوگ ہو۔ قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا جب لوط اور لوط والے تمہارے اس فعل سے بیزار ہیں اور وہ نہ تمہاری مانتے ہیں نہ تم ان کی تو پھر ہمیشہ کے اس جھگڑے کو ختم کیوں نہیں کر دیتے لوط علیہ السلام کے گھرانے کو دیس نکالا دے کر ان کے روزمرہ کے کچوکوں سے نجات حاصل کر لو۔ جب کافروں نے پختہ ارادہ کر لیا اور اس پر جم گئے اور اسپر اتفاق ہو گیا تو اللہ نے انہیں کو ہلاک کر دیا اور اپنے پاک بندے حضرت لوط اور ان کے اہل کو ان سے اور جو عذاب ان پر آئے ان سے بچا لیا۔ ہاں آپ کی بیوی جو قوم کے ساتھ ہی تھی وہ پہلے سے ہی ان ہلاک ہونے والوں میں لکھی جا چکی تھی وہ یہاں باقی رہ گئی اور عذاب کے ساتھ تباہ ہوئی۔ کیونکہ یہ انہیں ان کے دین اور ان کے طریقوں میں مدد دیتی تھی۔ ان کی بد اعمالیوں کو پسند کرتی تھی اسی نے حضرت لوط علیہ السلام کے مہمانوں کی خبر قوم کو دی تھی۔ لیکن یہ خیال رہے کہ خدانخواستہ انکی اس فحش کاری میں یہ شریک نہ تھی اللہ کے نبی کی بزرگی کے خلاف ہے کہ ان کی بیوی بدکار ہو۔ اس قوم پر آسمان سے پتھر برسائے گئے جن پر ان کے نام کندہ تھے ہر ایک پر اسی کے نام کا پتھر آیا اور ایک بھی ان میں سے نہ بچ سکا۔ ظالموں سے خدا کی سزا دور نہیں انپر حجتِ خداوندی قائم ہو چکی تھی انہیں ڈرایا اور دھمکایا جا چکا تھا تبلیغ رسالت کافی طور پر ہو چکی تھی لیکن انہوں نے مخالفت میں جھٹلانے میں اور اپنی بے ایمانی پر اڑنے میں کمی نہیں کی نبیٔ خدا حضرت لوط کو تکلیفیں پہنچائیں بلکہ انہیں نکال دینے کا ارادہ کیا اسیوقت اس بری بارش نے اس سنگ باری نے انہیں فنا کر دیا۔

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰى ۚ آٰللّٰهُ خَیْرٌ اَمَّا یُشْرِكُوْنَ ①

آپ بیانِ توحید کیلئے بطور خطبہ کے کہئے کہ تمام تعریف اللہ ہی کیلئے سزاوار ہیں اور اس کے ان بندوں پر سلام (نازل ہو) جنکو اس نے منتخب فرمایا ہے کیا اللہ بہتر ہے یا وہ چیزیں جنکو شریک ٹھہ

ان سرکش قوموں کی ہلاکت خدا تعالیٰ کا ایک احسان ہے

حضورؐ کو حکم ہو رہا ہے کہ آپ کہیں کہ ساری تعریفوں کے لائق فقط اللہ تعالیٰ ہی ہے اسی نے اپنے بندوں کو اپنی بیشمار نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں اس کی صفتیں عالی ہیں اس کے نام بلند اور پاک ہیں۔ اور حکم ہوتا ہے کہ آپ خدا کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجیں جیسے انبیاء اور رسول حمد و صلوٰۃ ساتھ ہی ذکر آیت سُبْحٰنَ رَبِّكَ الخ میں بھی ہے۔ برگزیدہ بندوں سے مراد اصحاب رسول ہیں اور خود انبیاء علیہم السلام بطور اولیٰ اس میں داخل ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ان کے تابعداروں کے بچا لینے اور مخالفین کے غارت کر دینے کی نعمت بیان فرما کر اپنی تعریفیں کرنے اور اپنے نیک بندوں پر سلام بھیجنے کا حکم دیا اس کے بعد بطور سوال کے مشرکوں کے اس فعل پر انکار کیا کہ وہ اللہ عزوجل کیساتھ اس کی عبادت میں دوسروں کو شریک ٹھہرا رہے ہیں۔ جن سے خدا پاک اور بری ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۹) اور لواطت کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی بیویاں بھی اسی طرح کی برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور اگر مرد قوی ہوتا ہے نیز شہوت پرست کہ اپنی بیوی سے بھی کرے اور دوسروں سے بھی تو مرد کی بے حیائی اور بدباطنی سے اس کی عورت متاثر ہو کر پھر بھی گمراہ ہو جاتی ہے بہرحال مرد کی بری زندگی عورت کو ضرور برا کر کے چھوڑتی ہے۔ والعیاذ باللہ۔

(بحمد اللہ پارہ ۱۹ ختم ہوا)

THE UNIVERSITY LIBRARY
UGC-CL
Allahabad
Art+Pr
Accession No. 377814
Call No. 215.71
26
14/9/79

Ram Nath
Book Binder
600, Katra, Allahabad